دعوت اسلامی کے تمام جامعات المدینہ میں درجہ ثانیہ میں پڑھائی جانے والی علم صرف کی بہت مشہور کتاب
"**مراح الارواح**" کے 500 سے زائد سوالات وجوابات، عربی عبارت پر اعراب اور ترجمہ کی صورت میں بہترین حل

بنام

مِصْباحُ النَّجاح

شرح مُرَاحُ الْاَرْوَاح

شیخ احمد بن علی بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ

شارح

محمد گل ریز رضا مصباحی

مدناپوری، بریلی شریف

استاذ: جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار ناگپور

ناشر

مصباحی لائبریری مدناپور بہیڑی بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت اسلامی کے تمام جامعات المدینہ میں درجہ ثانیہ میں پڑھائی جانے والی علم صرف کی بہت مشہور کتاب "**مراح الارواح**' کے 500 سے زائد سوالات وجوابات، عربی عبارت پر اعراب اور ترجمہ کی صورت میں بہترین حل

بنام

مصباح النجاح

شرح مراح الارواح

مصنف

شیخ احمد بن علی بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ

شارح

محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری بریلی شریف
استاد: جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور

ناشر
مصباحی لائبریری، مدناپور، بہیڑی، بریلی شریف یوپی

نام کتاب : **مصباح النجاح شرح مراح الارواح**
مصنف : شیخ احمد بن علی بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ

شارح : محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری، بریلی شریف
نظر ثانی : حضرت علامہ مولانا تابش مصباحی صاحب قبلہ بمن پورہ، رام پور۔ حضرت علامہ مولانا فرمان مصباحی صاحب قبلہ مرادآباد۔
صفحات : 324
ناشر : مصباحی لائبریری، مدناپور، بہیڑی، بریلی شریف یوپی
کمپوزنگ : محمد گل ریز مصباحی
تعداد : 1100
سال اشاعت : 2021
رابطہ نمبر : 8057889427.

ملنے کے پتے

- رضا ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ)

نزد گاندھی اسکول اجالا نگر، بریلی روڈ ہلدوانی ضلع نینی تال (اتراکھنڈ)

قادری کتاب گھر، بریلی شریف یوپی

دنیا بھر میں دعوت اسلامی کے تمام جامعات المدینہ میں درس نظامی کے تحت **درجہ ثانیہ** میں بعد ششماہی عربی زبان کی بہت مشہور کتاب **مراح الارواح** پڑھائی جاتی ہے جو علم صرف کی بہت زیادہ علتوں پر مشتمل کتاب ہے چوں کہ کتاب عربی زبان میں ہے اور ہر لائن میں کئی کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں، طلبہ کو یاد کرنے میں بڑی پریشانیاں آتی ہیں اس لیے طلبہ کی آسانی کی خاطر کتاب کو سوالا جوابًا تیار کیا گیا ہے اور سوالات بناتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اصل کتاب کا بالکل بھی نقصان نہ ہو، میرے خیال میں اتنے زیادہ سوال و جواب پر مشتمل مراح الارواح کا یہ پہلا معاون ہوگا۔ ایک خوب صورت انداز میں مراح الارواح کو سوالا جوابا اس طرح پیش کیا جارہا ہے جو پوری کتاب کو محیط ہیں ان شاءاللہ اس کا مطالعہ آپ کے علم میں اضافہ کرے گا۔

محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری، بریلی شریف یوپی۔
خادم التدریس جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور
Mob No: Whatsapp +91 8057889427

نوٹ: تیسرے باب سے آخر تک مفتی صدیق ہزاروی کی کتاب **مراح الارواح سوالا جوابا** کو نقل کیا گیا ہے چونکہ جامعات المدینہ میں باقی ابواب داخل درس نہ ہونے کے سبب اس پر مزید کام کی حاجت محسوس نہ ہوئی البتہ کچھ مقامات پر جوابات کی تفصیلات میں اضافہ کیا گیا ہے اور کچھ سوال و جواب کا اضافہ بھی شامل ہے۔۔از محمد گل ریز مصباحی، بریلی شریف

فهرست

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو خلاصۂ کائنات رحمت عالم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ میں نذر کرتے ہوئے:

شیخ طریقت، رہبر شریعت، مرد قلندر، عاشق ماہ رسالت، امیر اہلسنت، پروانہ شمع رسالت ،پیر طریقت، محسن ملت، ولی باکرامت، رہبر ملت، عاشق اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) ،پیکر علم وعمل

حضرت علامہ مولانا ابو البلال

محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

کہ جن کی نگاہِ فیض سے ایک جہان مستفیض ہو رہا ہے۔

محمد گل ریز رضا مصباحی مدناپوری،

بہیڑی، بریلی شریف یوپی

تھدیہ

والدین کریمین کے نام

جنھوں نے مجھے تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کی
خاطر مدارس اسلامیہ کے حوالے کیا
قدم قدم پر میری رہنمائی کی
اور دعاؤں سے نوازتے رہے

محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری
بریلی شریف (یوپی)

نوٹ

اگر اس کتاب میں کسی طرح کی کوئی غلطی پائیں تو کتاب کو ہدف تنقید نہ بنائیں بلکہ خلوص نیت کے ساتھ ہمیں مطلع کریں، ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

تقریظ جلیل

حضرت علامہ مولانا فرمان مصباحی صاحب قبلہ

الحمد للہ الذی ھدانا سواء الطریق وعلمنا النحو والصرف لتتخلص ألسنتنا وأقلامنا من الزلة ونتکلم علی طریقة العرب والصلوة والسلام علی رسوله المنعام علی الانام وعلی آله وصحبه الکرام

الحمدللہ عزوجل زیر نظر کتاب مصباح النجاح شرح مراح الارواح کا میں نے باغور بالاستیعاب مطالعہ کیا، جب میں نے اس پر تحقیقی اور تنقیدی نظر ڈالی تو میرا دل خوش ہوگیا اس لیے کہ یہ کتاب اس طالب علم کو افادۂ تامہ بخشنے والی ہے اور اس کی علمی تشنگی کو بجھانے والی ہے جو اس کے مطالعہ کے ذریعہ اپنے آپ کو سیراب کرنا چاہتا ہے۔

اخی فی اللہ عالم نبیل فاضل جلیل مفتی گل ریز صاحب مصباحی نے اسے سوال وجواب کے طریقہ پر لکھا ہے جس سے مطالع کے ذہن کو وسعت ملے گی اور اس کو عباراتِ کتب میں اعتراض وجواب کرنے کا استعدار حاصل ہوگا، اگر اس کتاب کو از ابتداء تا انتہا زیر مطالعہ لایا جائے تو علم صرف کے بیش قیمت موتی ہاتھ لگ جائیں، خدا کا فضل ہے کہ مراح الارواح کا معاون بصورت کتاب پیش نگاہ ایسے وقت ظہور و منصۂ شہود میں آیا جبکہ طلبہ کو مراح الارواح سمجھنے کے لیے اس کی اشد ضرورت تھی، اس کتاب میں زبان سلیس، الفاظ سہل، ربط بیان عمدہ، اور نہج جاذب قلوب رکھا گیا ہے، اس کتاب کے مطالعہ کے ذریعہ علم صرف کی مشکل ترین گھاٹیاں بآسانی عبور کی جا سکتی ہیں۔

ماشاء اللہ شارح نے اس میں انتھک کوشش کی اور مراح الارواح کی عبارت میں موجود تقریباً تمام تر سوالات کو منقوشات کی شکل دیگر عبارت میں موجود جوابات کے ذریعہ ان کا حل فرمایا واقعی یہ اقدام لائق صد ہا ستائش ہے۔

اللہ پاک شارح کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس شرح کو طلبہ کے لئے کافی، شافی، وافی بنائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

المفتقر الی اللہ

محمد فرمان مصباحی مدرس جامعۃ المدینہ
فیضان اعلیٰ حضرت شیش گرھ بریلی شریف یوپی

پیش لفظ

درس نظامی کے طالب علم کے لیے جہاں علم نحو کا سیکھنا ضروری ہے وہیں علم صرف کا سیکھنا بھی ضروری ہے جیسا کہ مقولہ ہے :اَلنَّحْوُ اَبُو العُلُوْمِ وَالصَّرْفُ اُمُّهَا: یعنی نحو علوم کا باپ اور صرف اس کی ماں ہے،اس لیے ان دونوں علوم کو سیکھے بغیر طالب علم عربی عبارت درست نہیں پڑھ سکتا اور نہ اس کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے،اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مدارس اسلامیہ اور جامعات المدینہ میں نحو وصرف کی مختلف کتب پڑھائی جاتی ہیں انھیں میں سے علم صرف کی ایک مشہور کتاب مراح الارواح ہے جو دعوت اسلامی کے جامعات المدینہ میں درجہ ثانیہ میں پڑھائی جاتی ہے یہ کتاب طلبہ کے لیے جہاں بہت مفید ہے وہیں مشکل بھی ہے،پوری کتاب علم صرف کی علتوں پر مشتمل ہے اور ہر سطر پر سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے اسے حل کرنے میں مشکل پیش آتی ہے اور چونکہ سوالات کی صورت نہیں ہے تو اور زیادہ مشکل پیش ہوتی ہے ،یوں تو اس کے بہت سارے معاون اردو زبان میں دستیاب ہیں لیکن ایسی کوئی کتاب نہیں تھی جو سوالات وجوابات کی صورت میں پوری کتاب کو محیط ہو اور جوابات بھی تفصیلی اور آسان ہوں اس لیے طلبہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے جب یہ کتاب میرے پاس داخل درس ہوئی تو سوالات بنانا شروع کیا،تقریبا پانچ سو سے زیادہ سوالات تیار ہوگئے ،جب سواالات مکمل ہوگئے تو طلبہ کی طرف سے مطالبہ رہا کہ اگر جوابات بھی تیار ہوجاتے تو بہت آسانی رہتی اس لیے رفتہ رفتہ جوابات بھی تیار کرنا شروع کئے اللہ کے فضل سے یہ کام بھی مکمل ہوگیا ،پھر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اگر ترجمہ اور عبارت بھی شامل کردی جائے تو طلبہ کو تمام چیزیں ایک ہی کتاب میں دستیاب ہوجائیں گی ان کے اس مفید مشورے کو عملی جامہ پہنایا،چونکہ سوالات جوابات اس طرح بنائے گئے ہیں کہ ترجمہ کی حاجت نہیں رہ جاتی ہے پھر بھی افادہ عام کے لیے حضرت مولانا شفیق مدنی اور مولانا یوسف القادری کی شرح سے عبارت اور ترجمہ بھی شامل کردیا تاکہ یہ کتاب ہر طرح سے طلبہ کے لیے مفید ہو۔

اس شرح میں مراح الارواح سوالا جوابا کو ہر بیان کے بعد شامل کیا گیا ہے لہذا جس بیان کو پڑھیں اس کے آخر میں سوالا جوابا مراح الارواح کا مطالعہ ضرور کریں امید ہے کہ اسے پڑھنے سے آپ کے تمام سوالات حل ہوجائیں گے اور سبق کی تیاری بہت اچھی طرح ہوگی۔

اور میں بہت ہی مشکور وممنون ہوں اپنے مخلص احباب حضرت علامہ مولانا تابش رضا مصباحی بمن پورہ رام پور۔ حضرت علامہ مولانا فرمان مصباحی مرادآباد کا جنھوں نے بہت انہماک اور لگن سے اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی اور بہت سارے مقامات پر سوالات کا اضافہ کیا حضرت علامہ فرمان صاحب نے اس پر تقریظ جلیل لکھ کر حسن کو دوبالا کر دیا ہے ان کی اس بے لوث کوشش کا نتیجہ ہے کہ آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے محب گرامی حضرت مفتی اشرف مصباحی صاحب ،بستی یوپی کا بھی بیحد شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر ترجمہ کمپوز کرکے ارسال کیا۔

اور بھی دیگر احباب جنہوں نے اس میں کسی بھی طرح کا تعاون کیا سب سے تہ دل سے شکر گزار ہوں اللہ تعالی سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور تمام جائز نیک مقاصد پورے فرمائے۔

اللہ تعالی اس کتاب کو طلبہ کے لیے نفع بخش بنائے اور مجھ گنہ گار کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔
آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری، بریلی شریف
جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور

خطبه

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الْمُفْتَقِرُ إِلَى اللهِ الْوَدُوْدِ اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَسْعُوْدٍ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَاَحْسَنَ إِلَيْهِمَا وَإِلَيْهِ .

اِعْلَمْ أَنَّ عِلْمَ الصَّرفِ أُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوِ أَبُوْهَا وَ يَقْوٰى فِي الدِّرَايَاتِ دَارُوْهَا وَ يَطْغٰى فِي الرِّوَايَاتِ عَارُوْهَا .وَجَمَعْتُ فِيْهِ كِتَابًا مَوْسُوْمًا بِمَرَاحِ الْاَرْوَاحِ .وَهُوَ لِلصَّبِيِّ جَنَاحُ النَّجَاحِ وَرَاحٌ رَحْرَاحٌ .وَفِي مِعْدَتِهٖ حِيْنَ رَاحَ مِثْلُ تُفَّاحٍ اَوْرَاحٍ .وَبِاللهِ اَعْتَصِمُ عَمَّ يَصِمُّ وَبِهٖ اَسْتَعِينُ وَ هُوَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْمُعِيْنُ .

خطبه

ترجمہ :اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

بندہ فقیر احمد بن علی بن مسعود نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی جو بے پناہ محبت کرنے والا ہے۔اللہ اس کی اور اس کے والدین کی بخشش فرمائے۔ان دونوں اور اس کا معاملہ بہتر فرمائے۔

:جان لیجئے !علم صرف علوم کی ماں اور علم نحو علوم کا باپ ہے اور ان دونوں علوم کو جاننے والے جان پہچان اور سوجھ بوجھ میں قوی استعداد والے بن جاتے ہیں۔جبکہ ان علوم سے عار محسوس کرنے والے یعنی اس کو نہ جاننے والے ! روایات میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں۔پس میں نے اس کتاب میں جس کا نام مراح الارواح رکھا گیا ہے ان چیزوں کو جمع کر دیا ہے اور وہ چھوٹے بچے کے لئے کامیابی کا بازو ہے اور (منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے) وسیع و عریض اور آرام دہ راستہ ہے اور بچے کے معدہ میں جب قرار پکڑے گی تو راحت اور سکون پہنچانے میں سیب اور شراب کی طرح ہوگی ،اور میں اللہ تعالیٰ کا ہی دامن پکڑتا ہوں

اس چیز سے جو عیب دار کرنے والی ہو اور میں اسی سے ہی مدد کا طالب ہوں اور وہ انتہائی اچھا دوست اور مددگار ہے۔

اِعْلَمْ اَسْعَدَكَ اللهُ تَعَالٰی أَنَّ الصَّرَّافَ يَحْتَاجُ فِي مَعْرِفَةِ الأَوْزَانِ إِلٰى سَبْعَةِ اَبْوَابٍ :اَلصَّحِيْحُ .وَالمُضَاعَفُ ،وَالمَهْمُوْزُ ،وَالْمِثَالُ،وَالأَجْوَفُ ، وَالنَّاقِصُ وَاللَّفِيْفُ وَاِشْتِقَاقِ تِسْعَةِ أَشْيَاءٍ مِنْ كُلِّ مَصْدرٍ .وَهِيَ الْمَاضِي وَالْمُضَارِعُ وَالأَمْرُ وَالنَّهْيُ وَاِسْمَي الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَالمَكَانُ وَالزَّمَانُ وَالآلَةُ . فَكَسَرْتُهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَبْوَابٍ .

ترجمہ ::جان لیجیے اللہ تعالیٰ تجھے نیک بخت بنائے کہ علم صرف میں مہارت حاصل کرنے والا اوزان کی پہچان کرنے کے معاملے میں سات ابواب یعنی صحیح ،مضاعف ،مہموز، مثال،اجوف،ناقص، لفیف،اور ہر مصدر سے نو چیزوں کے اشتقاق کی طرف محتاج ہوتا ہے اور وہ نو چیزیں یہ ہیں ۔ماضی ،مضارع،امر،نہی،اسم فاعل ،اسم مفعول،ظرفِ مکان ، ظرفِ زمان،اسم آلہ،پس میں نے علم صرف کو سات اقسام کی طرف تقسیم کیا ہے۔

خطبة المنصف

مصنف کا خطبہ

سوال: (۱)۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "میں باء کس چیز سے متعلق ہے؟

جواب: اگر اَشرَعُ یا أَبْدَأُ فعل محذوف سے بِسْمِ اللهِ کی باکومتعلق مانا جائے تب بھی درست ہے ،لیکن مصنف کے قول "قَال" سے متعلق ماننا بہتر ہے کیوں کہ مُتَعَلّق قَالَ عبارت میں موجود ہے۔

سوال:(۲)۔لفظ اللہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب: اللہ اُس ذات واجب الوجود کا نام ہے جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے۔

سوال:(۳)۔مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی اس کتاب کو بِسْمِ اللہ سے شروع کیوں فرمایا؟

جواب: مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کو حدیث پاک "كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدأ فِيهِ بِالْحَمْدِ فَهُوَ أَقْطَعُ "(سنن ابن ماجہ،ص ۱۸۹۴،ج:۲،ہر وہ عظیم الشان کام جو اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور ادھورا رہتا ہے) پر عمل کرتے ہوئے بِسْمِ اللہ سے اس لیے شروع کیا تاکہ یہ کتاب مکمل ہوجائے اور ناقص نہ رہے۔

سوال: (۴)۔" قَالَ المُفْتَقِرُ إِلَى اللهِ "اس مثال میں اَلْمُفْتَقِرُ صفت ہے یا موصوف،اگر صفت ہے تواس کا موصوف کون ہے؟

جواب: مثال مذکور میں "اَلْمُفْتَقِرُ "صفت ہے اور اس کا موصوف اَلْعَبْدُ محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے "قَالَ الْعَبْدُ الْمُفْتَقِرُ إِلَى اللهِ"۔

سوال:(۵)۔مصنف نے اپنی کتاب شروع کرتے وقت قَالَ کے بجائے یَقُوْلُ کا استعمال کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: یَقُوْلُ مضارع ہے اور مضارع تجدد و حدوث پر دلالت کرتا ہے اور ماضی ثبوت ویقین پر دلالت کرتا ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمۃ نے قَالَ ماضی کا استعمال فرمایا۔

سوال:(۶)۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اَلمُحتاجُ کے بجائے اَلمُفْتَقِرُ کا استعمال کیوں فرمایا؟

جواب: مصنف نے اَلْمُحْتَاجُ کے بجائے اَلمُفْتَقِرُ کا استعمال اللہ کے کلام "وَاللهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ"[محمد:۳۸]کی موافقت کرتے ہوئے فرمایا کیوں کہ اَلمُفْتَقِرُ اور اَلْفُقَرَاءُ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔

سوال:(۷)۔ مصنف نے اپنے قول "إِلَى اللهِ الْوَدُوْدِ" میں اللہ کی صفات میں سے صرف اَلْوَدُوْدِ کا ہی استعمال کیوں فرمایا؟

جواب: مصنف نے اپنے قول میں اَلْوَدُوْدِ کا استعمال اس لیے فرمایا تاکہ آگے آنے والے جملے میں "مَسْعُودِ" سے سجع کی رعایت ہوسکے کیوں کہ مَسْعُودِ اور اَلْوَدُوْدِ دونوں کے آخر میں دال ہے۔

سوال:(۸)۔ مصنف علیہ الرحمۃ اگر اَلْوَدُوْدِ کے بجائے "إِلَى اللهِ المَحْمُوْدِ" فرماتے تو بھی مَسْعُود سے سجع کی رعایت ہوجاتی تو پھر اَلْمَحْمُوْدِ کا استعمال کیوں نہ کیا؟

جواب: اَلْوَدُوْد فَعُوْلٌ کے وزن پر ہے کبھی یہ فاعل کے معنی میں ہوتا ہے جیسے ضَرُوْبٌ ضَارِبٌ کے معنی میں ہے۔اور کبھی مفعول کے معنی میں ہوتا ہے جیسے حَلُوْبٌ مَحْلُوْبٌ کے معنی میں ہے،ساتھ ہی ساتھ اَلْوَدُوْدُ میں مبالغہ بھی ہے جو اَلمَحْمُوْد میں نہیں ہے اس لیے اَلْوَدُوْد کا استعمال فرمایا تاکہ اللہ تعالی کے لیے کثیر محبت ثابت ہو۔

سوال:(۹)۔ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ:(اللہ تعالی احمد(یعنی مصنف)اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے)اس مثال میں مصنف نے لفظ غَفَرَ ماضی کا استعمال کیوں فرمایا جبکہ اس سے مستقبل مراد ہوتا ہے؟

جواب: مصنف نے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ لفظ غَفَرَ نیک فال لیتے ہوئے استعمال فرمایا کیوں کہ ماضی ثبوت اور یقین پر دلالت کرتا ہے گویا کہ انہیں زمانہ ماضی میں ہی بخش دیا گیا ہے۔

سوال:(۱۰)۔ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِمَا وَإِلَيْهِ:مصنف نے جب بخشش کا ذکر کیا تو خود کو مقدم اور والدین کو مؤخر کیا،اور جب احسان کا ذکر کیا تو خود کو مؤخر اور والدین مقدم کیا ایسا کیوں؟

جواب: جب بخشش طلب کی تو خود کو مقدم اس لیے کیا تاکہ مستجاب الدعوات بن جائیں اور پھر غیر کے لیے دعا کر سکیں،کیوں کہ مغفرت یافتہ کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔اور احسان میں والدین کو مقدم اس لیے کیا کہ قیاس یہی ہے والدین پر احسان پہلے ہونا چاہیے۔یا بخشش میں خود کو مقدم اور والدین کو مؤخر اس لیے کیا تاکہ آیت کریمہ "رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ" [ابراهيم:۱ ٤](اے ہمارے رب میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما)۔ میں ابراہیم علیہ السلام کی اتباع ہوجائے کہ آپ نے اس میں خود کو مقدم اور والدین کو مؤخر کیا ہے ۔

سوال:(۱۱)۔ درایات میں قوی ہونے اور روایات میں غلو کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: دِرَایَاتٌ دِرَایَۃٌ کی جمع ہے اور دِرَایَۃٌ مصدر ہے باب ضَرَبَ کا بمعنی جاننا،عقل وسمجھ رکھنا،لہذا علم صرف کا جاننے والا علومِ عربیہ کے جاننے اور عقل وسمجھ میں ماہر و مضبوط ہوجاتا ہے۔

اور رِوَایَاتٌ رِوَایَۃٌ کی جمع ہے اور رِوَایَۃٌ مصدر ہے باب ضَرَبَ سے بمعنی نقل کرنا، بیان کرنا، علم صرف نہ جاننے والا علوم عربیہ کے قواعد میں غلو کرتا ہے اور حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔

سوال:(۱۲)۔ مصنف نے علم صرف کو ماں اور علم نحو کو باپ سے تشبیہ کیوں دی؟

جواب: علم صرف کو ماں سے تشبیہ پیدائش کے اعتبار سے دی، جس طرح ماں بچہ کی پیدائش کا سبب ہوتی ہے اسی طرح علم صرف بھی کلمات کی ولادت کا سبب ہوتا ہے، اور علم نحو کو باپ سے تشبیہ اصلاح اور درستگی کے اعتبار سے دی جس طرح باپ اولاد کی اصلاح اور درستگی کا سبب ہوتا ہے اسی طرح علم نحو بھی الفاظ کی اصلاح ودرستگی کا سبب ہوتا ہے۔

سوال:(۱۳)۔ وَفِي مِعْدَتِهٖ حِيْنَ رَاحَ مِثْلُ تُفَّاحٍ اَوْ رَاحٍ (جس وقت علم صرف اس کے معدہ میں پہنچتا ہے تو وہ سیب یا جوس کی طرح ہے) اس مثال میں مصنف نے علم صرف کو سیب یا جوس سے تشبیہ کیوں دی؟

جواب: ادراکات ولذات کو جمع کرنے والی قوت کا نام معدہ ہے۔ بچہ جب علم صرف کی اس کتاب کو پڑھتا ہے تو اس کا معنی اس کے ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے جس سے اسے قوت ملتی ہے، اسی طرح انسان سیب یا جوس سے طاقت ور ہوتا ہے اور وجہ تشبیہ کتاب، سیب اور جوس کے درمیان فائدہ اور نفع ہے کہ دونوں میں فائدہ اور نفع ہے۔

سوال:(۱۴)۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے "اِعْلَمْ أَنَّ الصَّرفَ" میں الصَّرف کے بجائے اَلتّصرِیْف کیوں نہیں کہا جبکہ اس میں مبالغہ بھی ہے؟

جواب: الصَّرف اصل ہے اور التّصرِیُف فرع ہے اور اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے اس لیے اَلصَّرْف کو مقدم کیا۔

سوال:(۱۵)۔بِاللّٰہِ اَسْتَعِیْنُ :(میں اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں)اس میں جار مجرور کو حصر کے لیے مقدم کیا گیا کہ صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں کسی اور سے نہیں،اور استعانت غیر اللہ سے جائز نہیں ہے جیساکہ سورہ فاتحہ کی آیت کریمہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ "[الفاتحہ:٥]ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں)بتارہی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد طلب نہ کی جائے تو پھر لوگ کیوں غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں؟

جواب:اس آیت کریمہ کا جواب اللہ تعالی کی دوسری آیت کریمہ سے ملتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے"یَاایُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُو اسْتَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلوةِ" [البقرة:٢،١٥٢،] (اے ایمان والو!صبر اور نماز سے مدد چاہو)اس آیت میں اللہ نماز اور روزے سے مدد طلب کرنے کا حکم دے رہا ہے جبکہ یہ دونوں غیر اللہ ہیں،تو دونوں آیتوں کے درمیان تضاد لازم آیا کہ ایک جگہ منع کیا جارہا ہے اور دوسری جگہ حکم دیا جارہا ہے،ان آیتوں کے درمیان تطبیق کی صورت یوں ہے کہ استعانت حقیقی اللہ کے علاوہ کسی سے جائز نہیں ہے،اور استعانت مجازی یہ غیر اللہ سے جائز ہے جیساکہ اللہ تعالی نبی کی تعریف میں فرمارہا ہے"وَلَو اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُو اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوجَدُو اللهَ تَوَّابًا رَحِیْمًا "[النساء:٤،٦٤،](اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) اس آیت میں نبی سے استعانت کا ثبوت ہے تو معلوم ہوا کہ استعانت حقیقی اللہ کے علاوہ کسی سے درست نہیں اور مجازی تو وہ غیر اللہ سے جائز ہے۔

سوال:(۱۶)۔ اَلْمَوْلٰی: مولی اللہ تعالی ہے یا کسی اور کو بھی کہہ سکتے ہیں ؟

جواب: حقیقی مولی و مددگار تو اللہ تعالی ہی ہے لیکن مجازی طور پر اس کا اطلاق دوسروں پر بھی درست ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاہُ جس کا میں مولی ہوں علی اس کے مولی ہیں۔

سوال:(۱۷)۔ علم صرف کے سات ابواب ہی کیوں ہیں دلیل حصر کے ساتھ بیان کریں ؟

جواب: مصنف علیہ الرحمۃ نے علم صرف کو سات ابواب میں منحصر کیا، وجہ حصر یہ ہے کہ ہر کلمہ دو حال سے خالی نہیں، اس کے حروف اصلیہ کے مقابلہ میں کوئی حرف علت ہوگا، یا نہیں ہوگا اگر کوئی حرفِ علت ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں وہ حرف علت ایک ہوگا یا دو ہوں گے، اگر حرف علت ایک ہے تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو وہ فا کلمہ کے مقابلے میں ہوگا، اگر وہ فا کلمہ کے مقابلہ میں ہے تو وہ (۱) مثال ہے۔ اور اگر وہ عین کلمہ کے مقابلے میں ہے تو وہ (۲) اجوف ہے۔ اگر لام کلمہ کے مقابلے میں ہے تو وہ (۳) ناقص ہے۔ اگر دو حرف علت ہوں تو پھر وہ دو خالی نہیں ان دو حرفوں کے درمیان کوئی حرف صحیح داخل ہوگا یا نہیں ہوگا، اگر کوئی حرفِ صحیح داخل ہے تو وہ (۴) لفیف مفروق ہے۔ اور اگر کوئی حرف صحیح داخل نہ ہو تو وہ لفیف مقرون ہے۔ اور اگر اس کلمہ میں کوئی حرف علت نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں کیوں کہ اس میں موجود کوئی سا ایک حرف حرفِ علت کے حکم میں ہوگا یا حرفِ علت کے حکم میں نہیں ہوگا، اگر کوئی حرف بھی حرفِ علت کے حکم میں نہیں ہے تو وہ (۵) صحیح ہے۔ اور اگر کوئی حرف حرفِ علت کے حکم میں ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ دو حرف ایک جنس کے ہوں گے یا ہمزہ ہوگا اگر کلمہ میں دو حروف ایک ہی جنس کے ہوں، تو وہ (۶) مضاعف ہے۔ اور اگر کلمہ میں ہمزہ ہو تو وہ (۷) مہموز ہے۔

نقشہ ہفت اقسام
کلمہ
حرف علت ہو
حرف علت نہ ہو
ہمزہ ہو
ایک جنس کے دو حرف ہوں
دونوں نہ ہوں
معتل
مہموز
مضاعف
صحیح
معتل بدو حرف
معتل بیک
لفیف
ناقص
اجوف
مثال
مقرون
مفروق
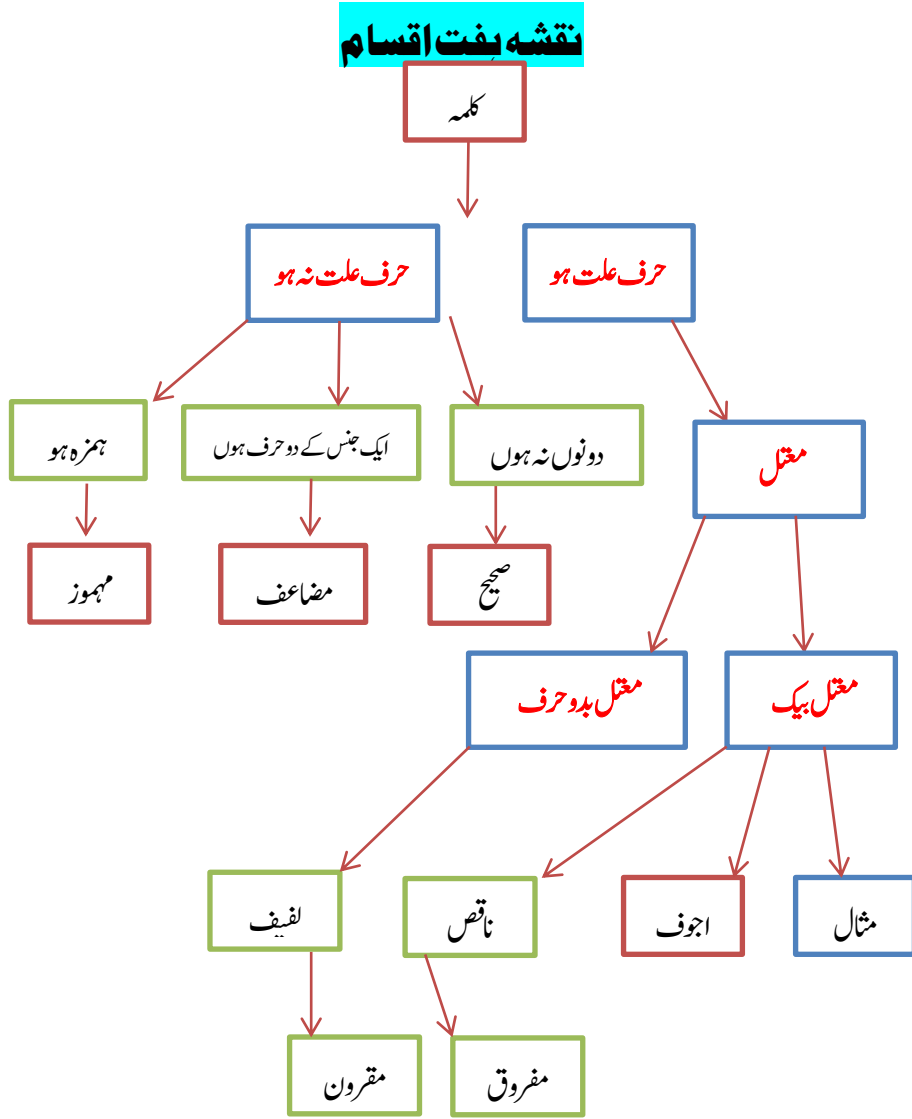
سوال:(۱۸)۔ صحیح کو مضاعف وغیرہ پر مقدم کیوں فرمایا؟

جواب: صحیح کو مضاعف وغیرہ پر اس لیے مقدم فرمایا کہ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے اور کسی چیز میں اصل باقی رہنا ہے اسی لیے صحیح کو تبدیلی سے سالم رہنے کے سبب مقدم کیا۔

سوال:(۱۹)۔ مضاعف کو مہموز پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: مضاعف کو مہموز پر مقدم اس لیے کیا کہ یہ خفیف ہے اور تغیر سے محفوظ ہونے میں صحیح کے مشابہ ہے برخلاف مہموز کے کہ اس میں ہمزہ حرف علت (الف) سے ملحق ہے اس لیے مضاعف کو مہموز پر مقدم کیا۔

سوال:(۲۰)۔ مہموز کو معتل پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: مہموز کو معتل پر اس لیے مقدم کیا کہ مہموز معتل سے قوی ہے اگرچہ ہمزہ حرف علت (الف) سے ملحق ہے لیکن وہ حرف صحیح بھی ہے حرکات کو قبول کرتا ہے۔

سوال:(۲۱)۔ مثال کو اجوف پر اور اجوف کو ناقص پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: مثال کو اجوف پر اس لیے مقدم کیا کیوں کہ اس میں حرف علت فا کلمہ کی جگہ ہے اور اجوف میں عین کلمہ کی جگہ ہے اور اجوف کو ناقص پر اس لیے مقدم کیا کیوں کہ اس میں حرف علت عین کلمہ کی جگہ ہے اور ناقص میں لام کلمہ کی جگہ ہے۔

سوال:(۲۲)۔ مصدر سے جو نو چیزیں مشتق ہوتی ہیں ان کی دلیل حصر بیان کریں؟

جواب: مصدر سے جو نو چیزیں مشتق ہوتی ہیں ان کی دلیل حصر یہ ہے: جو چیز مصدر سے مشتق ہے یا تو وہ فعل ہوگا یا اسم ہوگا، اگر وہ فعل ہے تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو جملہ خبریہ ہوگا یا جملہ انشائیہ، اگر وہ جملہ خبریہ ہے تو اگر حروف "اَتَيْنَ" میں سے کوئی اس کے شروع میں نہ ہو تو وہ **(۱) ماضی** ہے۔ اور اگر حروف "اَتَيْنَ" میں سے کوئی ایک حرف ہو تو وہ **(۲) مستقبل** ہے۔ اگر وہ جملہ انشائیہ ہے تو اگر وہ فعل کی طلب پر دلالت کرے تو وہ **(۳) امر** ہے۔ اور اگر ترک فعل کی طلب پر دلالت کرے تو وہ **(۴) نہی** ہے۔ اگر وہ مشتق اسم ہے اور

ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہے تو وہ **(۵) اسم فاعل** ہے۔ اگر وہ ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے تو وہ **(٦) اسم مفعول** ہے۔ اگر ایسی چیز پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہوا ہے یا تو وہ مکان ہو گا یا زمان۔ اگر وہ مکان پر دلالت کرے تو **(۷) اسم مکان** ہے۔ اگر زمانے پر دلالت کرے تو وہ **(۸) اسم زمان** ہے۔ اور اگر ایسی چیز پر دلالت کرے جس کے سبب فعل واقع ہوا ہے تو وہ **(۹) اسم آلہ** ہے۔

نقشہ
مصدر
اسم
فعل
جملہ انشائیہ
جملہ خبریہ
نہی
امر
مضارع
ماضی
اسم آلہ
اسم زمان
اسم مکان
اسم مفعول
اسم فاعل
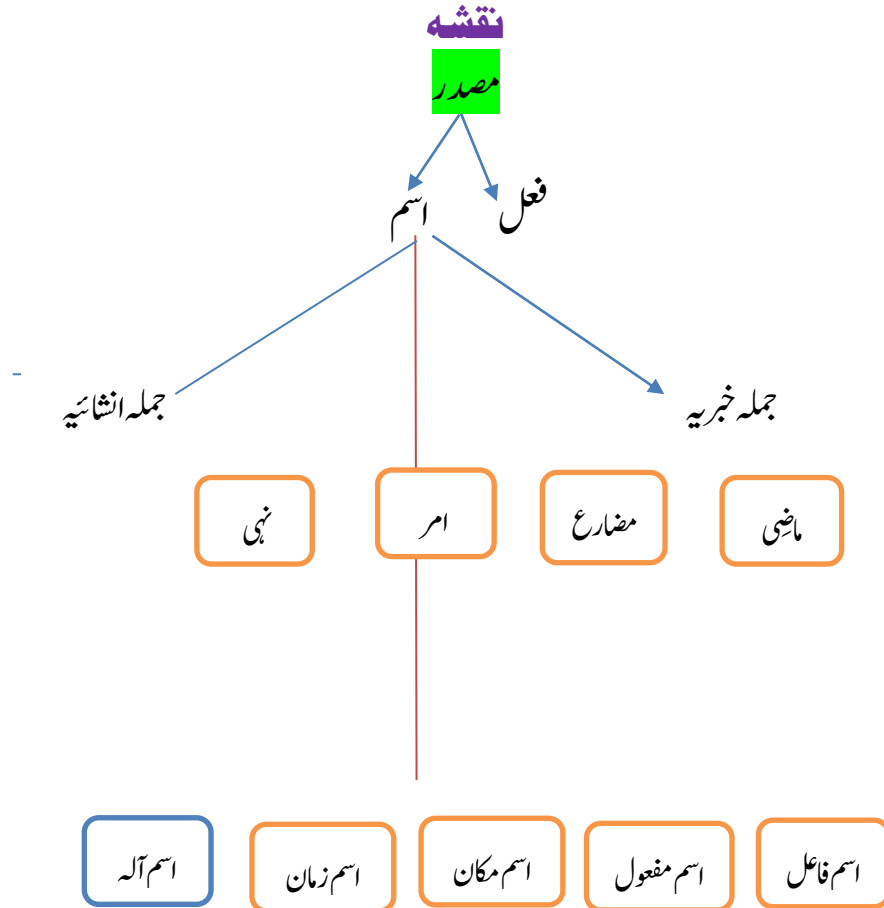
سوال:(۲۳)۔مصنف کی عبارت اِسْمِي الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ میں اِسْمَيِ منصوب یا مجرور کیوں ہے جبکہ اس سے پہلے ماضِی،مضارع،امر اورنہی هِيَ خبر کی بنیاد پر مرفوع ہیں تو اسے بھی مرفوع ہونا چاہیے تھا؟

جواب: اِسْمَيِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ میں اِسْمَيِ درست نہیں ہے یہ بھی دیگر خبروں کی طرح مرفوع ہے جیسا کہ مراح الارواح کی شرح دیکینفور میں متن کی عبارت یوں ہے اِسْمُ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ اور الفلاح شرح مراح الارواح میں اِسْمُ الْفَاعِلِ وَاِسْمُ الْمَفْعُوْلِ ،اور مراح الارواح کی شرح "ملاح" میں اَسْمَاءُ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ مذکور ہے ۔

اَلْبَابُ الأَوَّلُ فِي الصَّحِيْحِ

اَلصَّحِيْحُ هُوَ الَّذِي لَيْسَ فِي مُقَابَلَةِ الْفَاءِ وَالْعَيْنِ وَاللَّامِ حَرْفُ عِلَّةٍ وَتَضْعِيْفٌ وَهَمْزَةٌ .نَحْوُ اَلضَّرْبُ .فَإِنْ قِيْلَ :لِمَ اُخْتُصَّ الْفَاءُ وَالْعَيْنُ وَاللَّامُ لِلْوَزَنِ ؟قُلْنَا :حَتّٰى يَكُوْنَ فِيْهِ مِنْ حُرُوْفِ الشَّفَةِ وَالْوَسْطِ وَالْحَلْقِ شَيْءٌ .فَقُلْنَا :اَلضَّرْبُ مَصْدَرٌ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ الأَشْيَاءُ التِّسْعَةُ .وَهُوَ أَصْلٌ فِي الإِشْتِقَاقِ عِنْدَ الْبِصْرِيِّيْنَ .لِأَنَّ مَفْهُوْمَهُ وَاحِدٌ وَمَفْهُوْمَ الْفِعْلِ مُتَعَدَّدٌ .لِدَلَالَتِهٖ عَلَى الْحَدَثِ وَالزَّمَانِ .وَالْوَاحِدُ قَبْلَ الْمُتَعَدَّدِ .وَإِذَا كَانَ اَصْلًا لِلأَفْعَالِ يَكُوْنُ اَصْلًا لِمُتَعَلِّقَاتِهَا اَيْضًا .وَلِأَنَّهٗ اِسْمٌ وَالإِسْمُ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْفِعْلِ .وَ يُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ .لِأَنَّ هٰذِهِ الأَشْياءَ تَصْدُرُ عَنْهُ

پہلا باب صحیح کے بیان میں

ترجمہ۔ صحیح وہ لفظ ہے جس کے فاء عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں کوئی حرف علت ،تضعیف (دو حرف ہم جنس) اور ہمزہ نہ ہو جیسے: اَلضَّرْبُ مارنا. پس اگر کہا جائے کہ فاء، عین ،اور لام کو وزن کے لیے مختص کیوں کیا گیا؟ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے تاکہ اس وزن میں حروف شفوی، وسطی اور حلقی میں سے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ شامل ہو جائے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اَلضَّرْبُ ایسا مصدر ہے کہ جس سے نو چیزیں جنم لیتی ہے۔اور بصریوں کہ نزدیک اشتقاق میں مصدر ہی اصل ہے، کیونکہ اس کا مفہوم ایک ہی ہے اور فعل کے مفاہیم حدث اور زمان پر دلالت کرنے کی وجہ سے متعدّ ہیں۔، اور واحد ہمیشہ متعدّ سے پہلے ہوتا ہے۔اور جب یہ مصدر افعال کے لیے اصل ہوا تو اس کے متعلقات کے لیے بھی اصل ہوگا، اور اسی وجہ سے وہ یقیناً اسم ہے اور اسم ہمیشہ فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور اس کو مصدر بھی کہا جاتا ہے ۔کیونکہ یہ چیزیں اس سے صادر ہوتی ہیں

وَالإِشْتِقَاقُ هُوَ أَنْ تَجِدَ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ تَنَاسُبًا فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنٰى .وَهُوَ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ .صَغِيْرٌ :وَهُوَ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي الْحُرُوْفِ وَالتَّرْتِيْبِ

،نَحْوُ :ضَرَبَ مِنَ الضَّرْبِ.وَكَبِيْرٌ .وَهُوَ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي اللَّفْظِ دُوْنَ التَّرْتِيْبِ نَحْوُ: جَبَذَ مِنَ الْجَذْبِ .وَاَكْبَرُ وَهُوَ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي الْمَخْرَجِ دُوْنَ الْحُرُوْفِ وَالتَّرْتِيْبِ ،نَحْوُ نَعَقَ مِنَ النَّهْقِ .وَالْمُرَادُ مِنَ الاِشْتِقَاقِ اَلْمَذْكُوْرِ هَا هُنَا اِشْتِقَاقٌ صَغِيْرٌ.

ترجمہ۔اور اشتقاق یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان لفظ اور معنی میں تناسب پایاجائے اور اشتقاق تین قسم پر ہے۔

اشتقاق صغیر۔وہ اشتقاق ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف اور ترتیب میں تناسب پایاجائے۔جیسے:ضَرَبَ اَلضَّرْبُ سے مشتق ہے۔

اشتقاق کبیر یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان صرف لفظ میں تناسب ہو ترتیب میں نہ ہو جیسے جَبَذَ(کھینچا)! اَلْجَذْبُ (چوس لینا)سے مشتق ہے۔(ان میں لفظاًتو تناسب ہے لیکن ترتیب میں تناسب نہیں)

اور **اشتقاق اکبر** یہ ہے کہ ان دونوں کے مخرج میں تناسب ہو حرف اور ترتیب میں تناسب نہ ہو جیسے نَعِقَ (کوّے کا آواز نکالنا) اَلنَّهْقَ (گدھے کی آواز) سے مشتق ہے (ان میں عین اور ہا دونوں کے مخرج میں تناسب ہے) یہاں اشتقاق مذکور سے مراد اشتقاقِ صغیر ہے۔

وَقَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ :يَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ الْفِعْلُ اَصْلًا ،لِأَنَّ اِعْلَالَهٗ مَدَارٌ لِاَعْلَالِ الْمَصْدَرِ وُجُوْدًا وَعَدْمًا .أَمَّا وُجُوْدًا فَفِي يَعِدُ عِدَةً وَقَامَ قِيَامًا وَأَمَّا عَدَمًا فَفِي يَوْجَلُ وَجْلًا وَقَامَ قِوَامًا .وَمَدَارِيَّتُهٗ تَدُلُّ عَلٰى اَصَالَتِهٖ .وَاَيْضًا يُؤَكَّدُ الْفِعْلُ بِهٖ ،نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْبًا ،وَهُوَ بِمَنْزِلَةِضَرَبْتُ ضَرَبْتُ ،وَالْمُؤَكَّدُ اَصْلٌ مِنَ الْمُؤَكِّدِ .وَ يُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ ،لِكَوْنِهٖ مَصْدُوْرًا عَنِ الْفِعْلِ كَمَا قَالُوا: مَشْرَبٌ عَذْبٌ مَرْكَبٌ فَارِهٌ أَي مَشْرُوْبٌ وَمَرْكُوْبٌ.

ترجمہ :کوفیوں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ فعل اصل ہو اس لیے کہ فعل کی تعلیل کا مدار وجود اور عدم کے اعتبار سے مصدر کے اعلال کی وجہ سے ہے۔ رہا اعلال وجوداً کی مثال یَعِدُ عِدَةً اور قَامَ قِيَاماً میں موجود اور جبکہ اعلال عدماً کی مثال یَوْجَلُ وَ جْلاً اور قَاوَمَ قِوَاماً میں موجود ہے اور فعل کے اعلال کا مدار فعل کے اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور فعل بھی مؤکد لایا جاتا ہے مصدر کے ساتھ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْباً بجائے ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کے اور مُؤَكَّد (جس کی تاکید لائی جائے) ہوتا ہے مُؤَكِّد (جس کے ذریعہ تاکید لائی جائے) سے ،اس کو مصدر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ فعل سے ہی صادر ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ لوگوں نے مَشْرَبٌ ،عَذْبٌ مَرْكَبٌ اور فَارِهٌ یعنی مَشْرُوْبٌ اور مَرْكُوْبٌ کہا ہے۔

قُلْنَا فِي جَوَابِهِمْ : اِعْلَالُ الْمَصْدَرِ لِلْمُشَاكَلَةِ لَا لِلْمَدَارِيَّةِ كَحَذْفِ الْوَاوِ فِي تَعِدُ وَالْهَمْزَةِ فِی تُكْرِمُ .وَالْمُؤَكَّدِيَّةُ لَا تَدُلُّ عَلَى الأَصَالَةِ فِي الإِشْتِقَاقِ بَلْ فِي الإِعْرَابِ كَمَا فِي جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ .وَقَوْلُهُمْ مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَمَرْكَبٌ فَارِهٌ مِنْ بَابِ جَرَي النَّهْرُ وَسَالَ الْمِيْزَابُ .

ترجمہ: جبکہ ہم بصریین ان (کوفیین) کے جواب میں کہتے ہیں کہ مصدر کا اعلال مداریت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مشاکلتہ کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ واؤ کا حذف ہونا تَعِدُ میں اور ہمزہ کا حذف ہونا تُكْرِمُ میں اور مؤکدیت اشتقاق میں اصل ہونے پر دلالت نہیں کرتی جیسا کہ اس مثال میں ہے جَاءَنِیْ زَيْدٌ زَيْدٌ اور ان کا قول مَشْرَبٌ عَذْبٌ (میٹھا مشروب) اور مَرْكَبٌ فَارِهٌ (تیز سواری) یہ جَرَی النَّهْرُ اور سَالَ الْمِيْزَابُ کے باب سے تعلق رکھتے ہیں۔

وَمَصْدَرُ الثُّلَاثِي كَثِيْرٌ ،وَهُوَ عِنْدَ سِيْبَوَ يْهِ يَرْتَقِي إِلٰى اِثْنَيْنِ وَثَلَاثِيْنَ بَابًا .نَحْوُ قَتْلٌ وَفِسْقٌ وَشُغْلٌ وَرَحْمَةٌ وَنِشْدَةٌ وَكُدْرَةٌ وَدَعْوٰي وَذِكْرٰى وَ بُشْرٰى وَلَيَّانٌ وَحِرْمَانٌ وَغُفْرَانٌ وَنَزْوَانٌ وَطَلَبٌ وَخَنِقٌ وَصِغَرٌ وَهُدًى وَغَلَبَةٌ

وَسَرِقَةٌ وَذَهَابٌ وَصِرَافٌ وَسُؤَالٌ وَمَدْخَلٌ وَمَرْجِعٌ وَمِسْعَاةٌ وَمَحْمِدَةٌ وَزَهَادَةٌ وَدِرَايَةٌ وَدُخُوْلٌ وَقَبُوْلٌ وَوَجِيْفٌ وَصُهُوْبَةٌ .

ترجمه : اور ثلاثی (مجرد) کے مصادر کثیر ہیں، اور وہ سیبویہ کے نزدیک 32 باب تک جاتے ہیں جیسے قَتْلٌ (قتل کرنا،ن)، فِسْقٌ (نافرمانی کرنا ،ن)، شُغْلٌ (کام میں مصروف ہونا،ف)، رَحْمَةٌ (مہربانی کرنا،س) نِشْدَةٌ، (تلاش کرنا،ن،س) وَكُدْرَةٌ (گدلا ہونا،ن،س) ، دَعْوٰی (بلانا،ن) ،ذِكْرٰی (یاد کرنا،ن) ،بُشْرٰی (خوش خبری دینا،ن) ،لَيَّانٌ (نرم ہونا،س،ض)،حِرْمَانٌ (محروم ہونا،ض)،غُفْرَانٌ (بخشنا،ض) ، نَزْوَانٌ (جفتی کرنا،ن) ، طَلَبٌ (ڈھونڈنا،ن) ، خَنِقٌ (گلا گھونٹنا،ک)،صِغَرٌ (چھوٹا ہونا،ک) ،هُدًى (راہ نمائی کرنا، ض)،غَلَبَةٌ (غالب آنا،ض)،سَرِقَةٌ (چوری کرنا،ض) ،ذَهَابٌ (جانا،ف)،صِرَافٌ (پھیرنا،ض)، مَدْخَلٌ (داخل ہونا،ن)،مَرْجِعٌ (واپس آنا ،ض) ،مِسْعَاةٌ (کوشش کرنا،ف) مَحْمِدَةٌ (تعریف کرنا،س) ، سُؤَالٌ (مانگنا،ف) ، زَهَادَةٌ (پرہیز گار ہونا،س)، دِرَايَةٌ (جاننا ،ض)،دُخُوْلٌ (اندر آنا،ن)،قَبُوْلٌ (قبول کرنا،س)،وَجِيْفٌ (دل کا دہل جانا،ک)، صُهُوْبَةٌ (بالوں کا سرخ ہونا،ک)

وَيَجِيْءُ عَلَى اِسْمَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ،نَحْوُ:قُمْتُ قَائِمًا وَنَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى :بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ:[القلم:٦] وَيَجِيْءُ لِلْمُبَالَغَةِ ،نَحْوُ اَلتَّهْدَارُ وَالتَّلْعَابُ وَالْحِثِّيْثٰى وَالدِّلِّيْلٰى .وَمَصْدَرُ غَيْرِ الثُّلَاثِيِّ يَجِيْءُ عَلٰى سُنَنٍ وَاحِدٍ إِلَّا فِيْ كَلَّمَ كِلَّامًا وَفِي قَاتَلَ قِتَّالًا وَقِيْتَالًا وَفِي تَحَمَّلَ تِحِمَّالًا وَفِى زَلْزَلَ زِلْزَالًا .

ترجمه:اور ثلاثی کا مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے قُمْتُ قَائِمًا اور جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (القلم :٦) (کہ تم میں کون مجنون تھا۔) میں مَفْتُوْنُ اور یہ مصدر مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے اَلتَّهْدَارُ (شراب میں زیادہ ابال آنا)،اَلتَّلْعَابُ (زیادہ کھیلنا)،الْحِثِّيْثٰى (بہت ابھارنا) وَ الدِّلِّيْلٰى (بہت رہنمائی

کرنا) جبکہ غیر ثلاثی مجرد سے مصدر ایک ہی وزن پر آتا ہے سوائے كَلَّمَ كِلَّامًا، قَاتَلَ قِتَالًا
قِيْتَالاً ، تَحَمَّلَ تِحِمَّالًا اور زَلْزَلَ زِلْزَالاً کے

وَالأَفْعَالُ الَّتِي تَشْتَقُّ مِنَ الْمَصْدَرِ وَهِيَ خَمْسَةٌ وَثَلَاثُوْنَ بَابًا :سِتَّةٌ لِلثُّلَاثِي الْمُجَرَّدِ ،نَحْوُ :ضَرَبَ يَضْرِبُ ،وَقَتَلَ يَقْتُلُ ،وَعَلِمَ يَعْلَمُ ،وَفَتَحَ يَفْتَحُ ،وَكَرُمَ يَكْرُمُ ،وَحَسِبَ يَحْسِبُ .وَيَسمىَّ الثَّلَاثَةُ الأُوَلُ دَعَائِمَ الأَبْوَابِ ،لِاخْتِلَافِ حَرَكَاتِهِنَّ فِي الْمَاضِى وَالْمُسْتَقْبِلِ وَكَثْرَتِهِنَّ .وَفَتَحَ يَفْتَحُ لَا يَدْخُلُ فِي الدَّعَائِمِ ،لِانْعِدَامِ اِخْتِلَافِ الْحَرَكَاتِ وَانْعِدَامِ مَجِيْئِهِ بِغَيْرِ حَرْفِ الْحَلَقِ .وَاَمَّا رَكَنَ يَرْكَنُ وَاَبىٰ يَابىٰ فَمِنَ اللُّغَاتِ المُتَدَاخِلَةِ وَالشَّوَاذِّ.

ترجمہ۔:وہ افعال (خواہ ثلاثی ہو یا غیر ہوں) جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ کل 35 ابواب ہیں ان میں سے 6 ثلاثی کے ہیں جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ ، قَتَلَ يَقْتُلُ ، عَلِمَ يَعْلَمُ ، فَتَحَ يفتح ،كَرُمَ يَكْرُمُ اور حَسِبَ يَحْسِبُ پہلے تین ابواب کو اُمُّ الْاَبْوَاب یعنی ابواب کی اصل کہا جاتا ہے، ماضی اور مضارع میں ان کی حرکات کے مختلف ہونے کی وجہ سے، اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے اور فَتَحَ يَفْتَحُ ام الابواب میں داخل نہیں حرکات کے مختلف نہ ہونے کی وجہ سے اور حرف حلقی کے بغیر نہ آنے کی وجہ سے جبکہ رَكَنَ يَرْكَنُ اور اَبىٰ يَأْبىٰ یہ لغاتِ متداخلہ میں سے ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں

وَأَمَّا بَقِىَ يَبْقىٰ وَفَنِىَ يَفْنىٰ وَقَلىٰ يَقْلىٰ فَلُغَاتُ بَنِي طَى قَدْ فَرُّوا مِنَ الْكَسْرَةِ إِلىَ الْفَتْحَةِ .وَكَرُمَ يَكْرُمُ لَا يَدْخُلُ فِي الدَّعَائِمِ ،لِأَنَّهُ لَا يَجِئُ إِلَّا مِنَ الطَّبَائِعِ وَالنُّعُوْتِ .وَحَسِبَ يَحْسِبُ لَا يَدْخُلُ فِي الدَّعَائمِ ،لِقِلَّتِهِ .وَقَدْ جَاءَ فَعُلَ يَفْعَلُ عَلىٰ لُغَةِ مَنْ قَالَ : كُدتَّ تَكَادُ وَهِىَ شَاذَّةٌ كَفَضِلَ يَفْضُلُ وَدِمْتَ تَدُوْمُ .

ترجمہ۔ اور بَقِیَ یَبْقیٰ ، فَنِیَ یَفْنیٰ ،اور قَلِیَ یَقْلیٰ یہ لغاتِ بنی طے میں سے ہیں۔یقیناًوہ کسرہ سے فتحہ کی طرف گئے ہیں۔اور کَرُمَ یَکْرُمُ ام الابواب میں داخل نہیں اس لیے کہ سوائے طبائع اور صفات کے نہیں آتا اور حَسِبَ یَحْسِبُ ام الابواب میں سے نہیں قلتِ استعمال کی وجہ سے،اور فَعُلَ یَفْعُلُ اس شخص کی لغت پر آیا ہے کہ جس نے کہا کُدْتَّ تکَادُ اور وہ شاذ ہے جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور دِمْتَ تَدُوْمُ ۔

وَاِثْنَا عَشَرَ لِمُنْشَعبَةِ الثُّلَاثِي ،نَحْوُ :اَكْرَمَ اِكْرَامًا وَقَطَّعَ وَقَاتَلَ وَتَفَضَّلَ وَتَضَارَبَ وَانْصَرَفَ وَاِحْتَقَرَ وَاِسْتَخْرَجَ وَ اِخْشَوْشَنَ وَاِجْلَوَّذَ وَاِحْمَارَّ وَاِحْمَرَّ ،اَصْلهُمَا اِحْمَارَرَ وَاِحْمَرَرَ ،فَاُدْغِمَا لِلْجِنْسِيَّةِ ،وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ اِرْعَوٰى وَهُوَ مِنْ بَابِ اِفْعَلَّ وَلَا يُدْغَمُ لِانْعِدَامِ الْجِنْسِيَّةِ ،وَوَاحِدٌ لِلرُّبَاعِی ،نَحْوُ دَحْرَجَ ،وَثَلَاثَةٌ لِمُنْشَعِبَةِ الرُّبَاعِی ،نَحْوُ :اِحْرَنْجَمَ وَاِقْشَعَرَّ وَتَدَحْرَجَ.وَسِتَّةٌ لِمُلْحِقِ دَحْرَجَ ،نَحْوُ شَمْلَلَ وَحَوْقَلَ وَبَيْطَرَ وَجَهْوَرَ وَقَلْسىٰ وَقَلْنَسَ .

ترجمہ: 12 ابواب ثلاثی مزیدفیہ کے ہیں جیسے اَکْرَمَ ، قَطَّعَ ، قَاتَلَ، تَفَضَّلَ ، تَضَارَبَ، اِنْصَرَفَ ، اِحْتَقَرَ، اِسْتَخْرَجَ ،اِخْشَوْشَنَ ،اِجْلَوَّذَ ،اِحْمَارَّ۔اِحْمَارَّ، اور اِحْمَرَّ ان دونوں کی اصل اِحْمَارَرَ اِحْمَرَرَ ہے ہم جنس ہونے کی وجہ سے دونوں حروف کا ادغام کردیا اور اس ادغام پر اِرْعَوٰی دلالت کرتا ہے حالانکہ وہ باب اِفْعَلَّ سے ہے اور اس میں ادغام حروف کے ہم جنس نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کیا گیا،اور ایک باب رباعی مجرد کا ہے جیسے دَحرَجَ اور تین ابواب رباعی مزیدفیہ کے ہیں جیسے اِحْرَنْجَمَ(جمع ہونا) اور اِقْشَعَرَّ(رونگٹے کھڑے ہونا)اور تَدَحْرَجَ اور چھ ابواب ملحق بر باعی مجرد(دَحْرَجَ)کے ہیں جیسے شَمْلَلَ (جلدی کرنا)، حَوْقَلَ(سخت بوڑھا ہونا) ، بَيْطَرَ (جانور کا علاج کرنا)، جَهْوَرَ (آواز بلند کرنا)قَلْسىٰ(ٹوپی پہنانا)اور قَلْنَسَ (ٹوپی پہننا).

وَخَمْسَةٌ لِمُلْحَقِ تَدَحْرَجَ ،نَحْوُ تَجَلْبَبَ وَتَجَوْرَبَ وَتَشَيْطَنَ وَتَرَهْوَقَ وَ تَمَسْكَنَ .وَاِثْنَانِ لِمُلْحَقِ اِحْرَنْجَمَ ،نَحْوُ اِقْعَنْسَسَ وَاِسْلَنْقىٰ .وَمِصْدَاقُ الاِلْحَاقِ اِتِّحَادُ الْمَصْدَرَ يْنِ .

ترجمہ: پانچ ابواب ملحق برباعی مزید فیہ (تَدَحْرَجَ) کے ہیں، جیسے تَجَلْبَبَ (چادر پہننا) ، تَجَوْرَبَ (پائتابہ پہننا)، تَشَيْطَنَ (نافرمان ہونا)، تَرَهْوَكَ (سست ہونا) ، تَمَسْكَنَ (مسکین ہونا)،اور دوابواب اِحْرَنْجَمَ کے ساتھ ملحق ہیں، جیسے اِقْعَنْسَسَ (پیچھے ہٹنا، سینہ نکال کر چلنا)اور اِسْلَنْقٰی (چت لیٹنا)اور الحاق کا مصداق دو مصدروں کا متحد ہونا ہے۔

الباب الاول فی الصحیح

پہلا باب صحیح کے بیان میں

سوال(۱)۔صحیح کے بیان کو مقدم کیوں فرمایا؟

جواب: مقصود اصلی یہ ہوتا ہے کہ اوزان کے احوال سے بحث کی جائے اور صحیح کے اوزان تغیرات کثیرہ سے سالم رہنے کے سبب تقدیم کا تقاضا کرتے ہیں، نیز یہ دوسرے تمام کے لیے مقیس علیہ ہے اور باقی مقیس ہیں اور مقیس علیہ مقیس پر مقدم ہوتا ہے اس لیے صحیح کے بیان کو مقدم فرمایا۔

سوال:(۲)۔صحیح کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: صحیح وہ کلمہ ہے جس کے فاء، عین، اور لام کلمہ کے مقابل میں حرف علت، دو حرف ایک جنس کے اور ہمزہ نہ ہو جیسے ضَرَبَ، رَجُلٌ، جَعْفَرٌ.

سوال:(۳)۔فا، عین، اور لام کو اوزان کے لیے کیوں خاص کیا؟

جواب: فاء عین، اور لام کو وزن کے طور پر اس لیے خاص کیا تاکہ حروف شفوی، وسطی اور حروف حلقی میں سے ایک ایک حرف شامل ہو جائے۔

نوٹ: اصل مخارج تین ہیں: شفہ، وسط، حلق، تینوں مخارج میں سے ہر ایک سے ایک ایک حرف لیا تاکہ ہر ایک کا حصہ شامل ہو جائے۔

سوال:(۴)۔مصدر سے کتنی چیزیں مشتق ہوتی ہیں ہر ایک کو بیان کریں؟

جواب: مصدر سے نو(۹) چیزیں مشتق ہوتی ہیں: (۱) ماضی۔ (۲) مضارع۔ (۳) امر۔ (۴) نہی۔ (۵) اسم فاعل۔ (۶) اسم مفعول۔ (۷) اسم زمان۔ (۸) اسم مکان۔ (۹) اسم آلہ۔

سوال:(۵)۔مصدر اصل ہے یا فعل ،بصری اور کوفی حضرات کا اس میں کیا اختلاف ہے؟

جواب:بصری حضرات کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع ،جبکہ کوفی حضرات کے نزدیک فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع۔

سوال:(۶)۔مصدر کے اصل ہونے پر بصری حضرات کے دلائل پیش کریں؟

جواب:مصدر کے اصل ہونے پر بصری حضرات کی تین دلیلیں ہیں:

(۱)۔دلیل:مصدر کا معنی ایک ہے اور وہ حدث ہے اور فعل کا معنی متعدّد اور چند ہے کیوں کہ فعل حدث اور زمانے پر دلالت کرتا ہے اور ایک متعدّد سے پہلے آتا ہے لہذا مصدر اصل ہے،نیز مصدر جس طرح افعال (ماضی،مضارع،امر،نہی) کے لیے اشتقاق میں اصل ہے اسی طرح افعال کے متعلقات (اسم فاعل،اسم مفعول،صفت مشبہ،اسم تفضیل،اسم زمان،اسم مکان اور اسم آلہ) کے لیے بھی اصل ہے۔

(۲)۔دلیل:مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے بے نیاز ہوتا ہے کیوں کہ کلام دو اسموں سے مرکب ہوکر فائدہ دیتا ہے لیکن فعل فائدہ دینے میں اسم کا محتاج ہوتا ہے اس لیے کہ دو فعل بغیر اسم کے فائدہ نہیں دیتے ہیں،اور آپ کو معلوم ہے کہ محتاج الیہ اصل اور محتاج فرع ہوتا ہے لہذا مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع ہے۔

(۳)۔دلیل:مصدر کو مصدر اس لیے کہا جاتا ہے کہ نو چیزیں (ماضی،مضارع،امر،نہی،اسم فاعل،اسم مفعول،اسم مکان،اسم زمان اور اسم آلہ) اسی سے نکلتی ہیں تو گویا کہ یہ صادر ہونے کی جگہ یعنی مرکز ہے اور باقی چیزیں فرع ہیں۔

نوٹ:مراح الارواح ص:۱۰ پہلی سطر کے بین السطور میں غلطی واقع ہے السبعة المذکورہ غلط ہے جبکہ درست اَلتسعة المذکورہ ہے

سوال:(۷)۔اشتقاق کی تعریف،اس کی قسمیں،تعریف ومثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: دومتغائر لفظوں کے درمیان لفظ اور معنی میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق ہے۔اس کی تین قسمیں ہیں(۱)صغیر(۲)کبیر۔(۳)اکبر۔

(۱)۔ اشتقاق صغیر کی تعریف:دولفظوں کے درمیان حروف اور معنی میں مناسبت پائی جائی تو وہ اشتقاق صغیر ہے۔جیسے ضَرَبَ (مارا) ماضی،اَلضَّرْبُ مصدر سے مشتق ہے اور دونوں کے معنی اور حروف میں مناسبت ہے۔

(۲)۔ اشتقاق کبیر کی تعریف: دولفظوں کے درمیان صرف لفظ میں مناسبت پائی جائے ترتیب میں نہ پائی جائے جیسے: جَبَذَ (کھینچا) اَلْجَذْبُ سے مشتق ہے ان میں الفاظ میں تو مناسبت ہے لیکن ترتیب میں مناسبت نہیں ہے۔

(۳)۔اشتقاق اکبر کی تعریف:دولفظوں کے درمیان مخرج میں مناسبت پائی جائے اور حروف وترتیب میں نہ پائی جائے جیسے نَعَقَ(آواز کرنا) اَلنَّهْقُ سے مشتق ہے۔

سوال:(۸)۔مراح الارواح میں اشتقاق سے کونسی قسم مراد ہے؟

جواب:مراح الارواح میں اشتقاق سے مراداشتقاق صغیر ہے۔

سوال:(۹)۔فعل کے اصل ہونے پر کوفی حضرات کے دلائل مع مثال پیش کریں؟

جواب:فعل کے اصل ہونے پر کوفی حضرات کی بھی تین دلیلیں ہیں:

(۱)دلیل: فعل کے اصل ہونے پر کوفی حضرات کی پہلی دلیل یہ ہے کہ:وجود اور عدم کے اعتبار سے مصدر کی تعلیل کا دارومدار فعل کی تعلیل پر ہے یعنی فعل کی تعلیل مصدر کی تعلیل کا سبب ہے ،اگرفعل میں تعلیل ہوئی ہے تو مصدر میں بھی تعلیل ہوگی،اگرفعل میں تعلیل نہیں ہوئی ہے تو مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوگی:جیسے یَعِدُ فعل میں تعلیل ہوئی ہے اس لیے اس کے مصدر عِدَةً میں بھی تعلیل ہوئی۔قَامَ فعل میں تعلیل ہوئی ہے لہذااس کے مصدر قِيَامًا میں بھی تعلیل ہوئی۔اگرفعل میں تعلیل نہ ہوئی ہے تومصدر میں بھی تعلیل نہ

ہوگی جیسے يَوْجَلُ فعل میں تعلیل نہ ہوئی ہے لہذا اس کے مصدر وَجْلًا میں بھی تعلیل نہ ہوئی ،قَاوَمَ فعل میں تعلیل نہ ہوئی اس لیے اس کے مصدر قِوَامًا میں بھی تعلیل نہیں ہوئی۔اور کسی چیز کی سببیت اس کے اصل ہونے پر دلالت کرتی ہے لہذا فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے۔

(۲)دلیل: فعل کے اصل ہونے پر کوفی حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ:فعل کی تاکید مصدر سے لائی جاتی ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا اس مثال میں ضَرَبْتُ فعل ہے اور ضَرْبًا مصدر ہے اور یہ جملہ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کی منزل میں ہے اور مؤکَّد اصل ہوتا ہے اور مؤکِّد فرع ہوتا ہے لہذا فعل جو مؤکَّد ہے وہ اصل ہے اور مصدر جو مؤکِّد ہے وہ فرع ہے۔

(۳)دلیل: فعل کے اصل ہونے پر کوفی حضرات کی تیسری دلیل یہ ہے کہ: آپ نے کہا کہ مصدر اصل ہے کہ اس سے دوسری چیزیں صادر ہوتی ہیں حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ فعل اصل ہے اور مصدر فرع ہے کیوں کہ مصدر مصدور کے معنی میں ہے گویا کہ وہ فعل سے صادر ہوا ہے جیسا کہ مَشرَبٌ عَذْبٌ (شیریں مشروب،میٹھا پنگھٹ) اور مَرْكَبٌ فَارِهٌ(تیز سواری،چالاک سواری) کہا جاتا ہے اور اس سے مراد مَشْرُوْبٌ اور مَرْكُوْبٌ ہوتا ہے ایسے ہی مصدر بول کر اس سے مصدور یعنی صادر کیا ہوا مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز صادر کی جائے وہ فرع ہوتی ہے اور جس سے صادر ہو وہ اصل ہوتی ہے لہذا فعل اصل اور مصدر فرع ہے۔

سوال:(۱۰)۔کوفیوں کے رد میں بصریوں کے دلائل مثال کے ساتھ پیش کریں؟

جواب: بصری حضرات دوبارہ کوفی حضرات کی دلیلوں کا رد کرتے ہیں اور ان کے سوال کے جواب دے کر مصدر کے اصل ہونے پر دلیل پیش کرتے ہیں: کوفی حضرات کی فعل کے

اصل ہونے جو دلیلیں ہیں ان کا رد کرتے ہیں جب ان کی دلیلیں باطل ہوجائیں گی تو مصدر کا اصل ہونا خود بخود ثابت ہوجائے گا:

(۱)پہلی دلیل یہ ہے کہ: مصدر کی تعلیل مشاکلت وموافقت کی وجہ سے ہے نہ کہ فعل کی سببیت کی وجہ سے، جیساکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ جو یا اور کسرہ کے درمیان واقع ہو وہ گر جاتا ہے جیسے یَعِدُ جو اصل میں یَوْعِدُ تھا تو اس میں واؤ اس لیے گر گیا کہ یا اور کسرہ کے درمیان ہے لیکن تَعِدُ میں واؤ یا اور کسرہ کے درمیان نہیں ہے پھر بھی واؤ گر گیا تو واؤ کو اس لیے حذف کردیا تاکہ مضارع کے تمام صیغے ایک ہی طریقے پر ہوجائیں حالاں کہ حذف کا سبب یہاں نہیں پایا جارہا ہے۔اسی طرح تُکْرِمُ وغیرہ مضارع کے تمام صیغوں میں ہمزہ کو حذف کردیا حالاں کہ قاعدہ کی روشنی میں صرف مضارع متکلّم کے صیغے سے ہمزہ کو حذف کیا جاتا تاکہ متکلّم میں دو ہمزہ کا اجتماع نہ ہو جبکہ دوسرے صیغوں میں اجتماع کا مسئلہ ہی نہ تھا پھر بھی دوسرے صیغوں سے ہمزہ کو حذف کردیا تاکہ باب کا حکم متفق ہوجائے اگرچہ حذف کی علت دوسرے صیغوں میں نہیں پائی جارہی تھی،توکوفی حضرات کا یہ کہنا کہ مصدر میں تعلیل کا دارو مدار فعل کی تعلیل پر ہے درست نہیں۔نیز کوفی حضرات کی یہ بات جب فعل میں تعلیل ہوتی ہے تو مصدر میں بھی تعلیل ہوگی ان کے خلاف ثابت ہوتی ہے کیوں کہ رَمیٰ، قَالَ،بَاعَ فعل میں تعلیل ہوئی ہے لیکن مصدر رَمْیٌ،قَوْلٌ،بَیْعٌ میں تعلیل نہیں ہوئی ہے اسی طرح اِعْشَوْشَبَ فعل میں تعلیل ہوئی ہے لیکن مصدر اِعْشِیْشَابًا میں تعلیل نہیں ہوئی ہے لہٰذا کوفی حضرات کا قول باطل ہوگیا اور بصری حضرات کا موقف ثابت ہوا کہ مصدر اصل ہے اور فعل فرع ہے۔

(۲)۔دوسری دلیل :کارد اس طور پر ہے کہ آپ نے کہا کہ فعل کی تاکید مصدر سے لائی جاتی ہے لہٰذا فعل اصل اور مصدر فرع ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا مؤکّد اور دوسرے کا

مؤکِد ہونا اس کے اصل ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں اعراب میں برابر ہیں یعنی دونوں پر جو اعراب آرہا ہے وہ ایک ہی جہت (مثلاً فاعل یا مفعول) سے آرہا ہے نہ کہ اصل اور فرع ہونے کے اعتبار سے، نیز آپ کی یہ بات فعل کی تاکید مصدر سے لانے میں کچھ حد تک درست مان لی جائے تو جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ میں پہلا مؤکد اور دوسرا مؤکِد ہے اور پہلے زَيْد کی تاکید دوسرے زید سے لائی گئی ہے اور آپ کے بقول مؤکّد اصل اور مؤکِّد فرع ہوتا ہے اور جو فرع ہوتا ہے وہ اصل سے نکلتا ہے حالاں کہ دوسرا زید پہلے زید سے مشتق نہیں ہے کیوں کہ یہ جامد ہے اور جامد کسی سے مشتق نہیں ہوتا ہے جبکہ دوسرا پہلے کی تاکید ہے پھر بھی اصل اور فرع نہیں ہے تو پتہ چلا کہ آپ کا یہ کہنا کہ مؤکَّد اصل اور مؤکِّد فرع ہوتا ہے درست نہیں۔

(۳)۔تیسری دلیل : مصنف کوفی حضرات کی تیسری دلیل کا جواب اس طور دیتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ مصدر مصدور کے معنی میں ہے جیسا کہ مَشرَبٌ اور مَرْكَبٌ بولا جاتا ہے اور اس سے مَشْرُوبٌ اور مَرْكُوب مراد ہوتا ہے۔ مصنف جواب میں بصری حضرات کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مَشْرَبٌ اور مَرْكَبٌ مَشْرُوبٌ اور مَرْكُوْبٌ کے معنی میں ہیں بلکہ مَشْرَبٌ سے مَوْضِعُ الشُّربِ پینے کی جگہ اور مَرْكَبٌ سے مَحَلُّ الرُّكُوْبِ سوار ہونے کی جگہ مراد ہے لیکن پہلی مثال میں عَذُوْبِيَّةٌ کی نسبت مَشْرُوبٌ کی طرف اور دوسری مثال میں فَرَاهِيَّة کی نسبت مَرْكُوبٌ کی طرف مجازی طور پر کردی ہے جیسا کہ جاری ہونا اصل میں پانی کا کام ہے نہ کہ نہر کا، لیکن کہا جاتا ہے جَرَي النَّهْرُ نہر جاری ہوئی تو محل یعنی نہر بول کر حال یعنی پانی مراد ہوتا ہے لہذا مصدر کو مصدور کے معنی میں لینے کے لیے آپ نے جن مثالوں کو دلیل میں پیش کیا تھا ان کا مَشْرُوْبٌ اور مَرْكُوْبٌ کے معنی میں ہونا باطل ہو گیا جب مصدر مصدور کے معنی میں نہ

ہوسکا تو مصدر بغیر نظیر کے اصل پر باقی رہا، اور مصدر سے مراد مَحَلُّ الصُّدُورِ صادر ہونے کی جگہ ہے اور جو صادر ہونے کی جگہ ہوگی وہ اصل ہوگی لہٰذا مصدر اصل اور فعل فرع ہوا۔

سوال:(۱۱)۔ ثلاثی مجرد کے مصادر سیبویہ کے نزدیک کتنے ہیں وزن، معنی باب اور مثال کے ساتھ پیش کریں؟

جواب :ثلاثی مجرد کے مصادر سیبویہ کے نزدیک 32 ہیں: وزن مثال، معنی اور باب کے ساتھ پیش ہیں:

نوٹ: ثلاثی مجرد مصادر کے اوزان نصاب الصرف میں 40 شمار کیے گئے ہیں جبکہ علم الصیغہ میں 44، شمار کیے ہیں اور مراح الارواح میں امام سیبویہ کے حوالے سے 32، بتائے گئے ہیں اس کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اوزان اور بھی ہوسکتے ہیں "علم الصیغہ مجلس برکات" ص 95 پر لکھا ہے کہ کثیر الاستعمال مصادر 44 ہیں نہ کہ کل۔

ثلاثی مجرد کے (32) مصادر

نمبر شمار	وزن	مثال	معنی	باب
1	فَعْلٌ	قَتْلٌ	قتل کرنا	(ن)
2	فِعْلٌ	فِسْقٌ	نافرمانی کرنا	(ن)
3	فُعْلٌ	شُغْلٌ	مشغول ہونا	(ف)
4	فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	مہربان ہونا	(س)
5	فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	گم ہونا	(ن)
6	فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	گدلا ہونا، میلا ہونا	(س)
7	فَعْلَى	دَعْوَى	بلانا	(ن)
8	فِعْلَى	ذِكْرَى	یاد کرنا	(ن)

9	فُعْلٰی	بُشْرٰي	خوش خبری دینا	(ن)
10	فَعْلَانٌ	لَيَّانٌ (1)	ادائے قرض میں تاخیر کرنا	(ض)
11	فِعْلَانٌ	حِرْمَانٌ	محروم ہونا	(ض)
12	فُعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	بخش دینا	(ض)
13	فَعَلَانٌ	نَزَوَانٌ	زمین پر کودنا	(ن)
14	فَعَلٌ	طَلَبٌ	طلب کرنا	(ن)
15	فَعِلٌ	خَنِقٌ	گلا گھونٹنا	(ن)
16	فِعَلٌ	صِغَرٌ	چھوٹا ہونا	(ک)
17	فُعَلٌ	هُدًي	راہ دکھانا	(ض)
18	فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	غلبہ کرنا	(ض)
19	فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	چوری کرنا	(ض)
20	فَعَالٌ	ذَهَابٌ	جانا	(فتح)
21	فِعَالٌ	صِرَافٌ	پھیرنا، آنا، جانا	(ض)
22	فُعَالٌ	سُوَالٌ	سوال کرنا	(فتح)
23	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	داخل ہونا	(ن)
24	مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	لوٹنا	(ض)
25	مِفْعَلَةٌ	مِسْعَاةٌ (2)	کوشش کرنا	(فتح)
26	مَفْعِلَةٌ	مَحْمِدَةٌ	تعریف کرنا	(س)
27	فَعَالَةٌ	زَهَادَةٌ	عبادت گزار ہونا	(فتح)

(ض)	معلوم کرنا	دِرَایَةٌ	فِعَالَةٌ	28
(ن)	داخل ہونا	دُخُولٌ	فُعُوْلٌ	29
(س)	قبول کرنا	قَبُوْلٌ	فَعُوْلٌ	30
(ک)	دل دھڑکنا	وَجِيْفٌ	فَعِيْلٌ	31
(ک)	بالوں کا سرخ ہونا	صُهُوْبَةٌ	فُعُوْلَةٌ	32

(1)۔لَيَّانٌ اصل میں لَوْ يَانٌ تھا۔(2)۔مِسْعَاةٌ:اصل میں مِسْعَيَةٌ تھا۔

سوال:(۱۲)۔کبھی ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل،اسم مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب:کبھی ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے:قُمْتُ قَائِمًا بمعنی قِيَامًا(کھڑا ہونا)۔اور کبھی اسم مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے:بِأَيِّكُمُ المَفْتُوْنُ (تم میں سے کون مجنون تھا)بمعنی فِتْنَةٌ۔

سوال:(۱۳)۔کبھی ثلاثی مجرد کے مصادر مبالغہ کے لیے بھی آتے ہیں مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: کبھی ثلاثی مجرد کے مصادر مبالغہ کے لیے بھی آتے ہیں جیسے:اَلتَّهْدَارُ (شراب کا بہت زیادہ جوش مارنا)۔اَلتَّلْعَابُ:(بہت زیادہ کھیلنا)۔اَلْحِثِّيثٰى (بہت زیادہ ابھارنا)۔اَلدِّلِّيْلٰى (بہت زیادہ رہنمائی کرنا)۔

سوال:(۱۴)۔غیر ثلاثی مجرد کا مصدر کتنے طریقے پر آتا ہے؟

جواب:غیر ثلاثی مجرد کا مصدر ہر باب سے ایک ہی طریقے پر آتا ہے۔

سوال:(۱۵)۔خلاف قیاس آنے والے غیر ثلاثی مجرد کے مصادر بیان کریں؟

جواب:غیر ثلاثی مجرد سے خلاف قیاس آنے والے مصادر پانچ ہیں:(۱) كَلَّمَ باب تفعیل کا مصدر كِلَّامًا۔(۲،۳،)قَاتَلَ باب مفاعلت کا مصدر قِتَّالًا وَ قِيْتَالًا ۔(۴)۔تَحَمَّلَ باب تفعل کا مصدر تِحِمَّالًا ۔(۵)۔زَلْزَلَ باب فَعْلَلَ کا مصدر زِلْزَالًا .

سوال:(۱۶)۔مصدر سے جوافعال مشتق ہوتے ہیں ان کے کل کتنے ابواب ہیں،نام کے ساتھ مثال بھی بیان کریں؟

جواب:مصدر سے جوافعال مشتق ہوتے ہیں ان کے کل 35 ابواب ہیں۔

نوٹ:مراح الارواح مکتبۃ المدینہ عبارت:و الافعال التی تشتق من المصدر و ھی خمسة و ثلاثون ۔ملاح میں اس طرح ہے و الافعال التی تشتق من المصدر ھی خمسة و ثلاثون .

فلاح میں اس طرح ہے۔المصدر خمسة و ثلاثون ....

المصدر کے بعد واؤ کسی کتاب میں بھی نہیں ملا۔۔

ثلاثی مجرد کے (6)ابواب

شمار	باب	مثال	معنی
1	ضَرَبَ	غَفَرَ يَغْفِرُ	بخش دینا
2	نَصَرَ	قَتَلَ يَقْتُلُ	قتل کرنا
3	سَمِعَ	حَمِدَ يَحْمَدُ	تعریف کرنا
4	فَتَحَ	جَعَلَ يَجْعَلُ	بنانا
5	كَرُمَ	صَلُبَ يَصْلُبُ	سخت ہونا
6	حَسِبَ	نَعِمَ يَنْعِمُ	خوش حال ہونا

ثلاثی مزید فیہ کے (12) ابواب

شمار	باب	مثال	معنی
1	اِفعَالٌ	اَکْرَمَ	تعظیم کرنا
2	تَفْعِیْلٌ	قَطَّعَ	کاٹنا
3	مُفَاعَلَۃٌ	قَاتَلَ	جنگ کرنا
4	تَفَعُّلٌ	تَفَضَّلَ	مہربانی کرنا
5	تَفَاعُلٌ	تَضَارَبَ	آپس میں لڑائی کرنا
6	اِنْفِعَالٌ	اِنْصَرَفَ	واپس ہونا
7	اِفْتِعَالٌ	اِحْتَقَرَ	حقیر سمجھنا
8	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتَخْرَجَ	نکالنا
9	اِفْعِیْعَالٌ	اِخْشَوْشَنَ	سخت کھردرا ہونا
10	اِفعِوَّالٌ	اِجْلَوَّذَ	دوڑنا
11	اِفْعِیْعَالٌ	اِحْمَارَّ	سرخ ہونا
12	افْعِلَالٌ	اِحْمَرَّ	سرخ ہونا

رباعی مجرد کا (1) باب

شمار	باب	مثال	معنی
1	فَعْلَلَۃٌ	دَحْرَجَ	لڑھکانا

رباعی مزید فیہ کے (3) ابواب

معنی	مثال	باب	شمار
جمع ہونا	اِحْرَنْجَمَ	اِفْعِنْلَالٌ	1
رونگٹے کھڑے ہونا	اِقْشَعَرَّ	اِفْعِلَّالٌ	2
لڑھکنا	تَدَحْرَجَ	تَفَعْلَلَ	3

ملحق بدحرج کے (6) ابواب

معنی	مثال	باب	شمار
جلدی کرنا	شَمْلَلَ	فَعْلَلَ	1
سخت بوڑھا ہونا	حَوْقَلَ	فَوْعَلَ	2
نعل بندی کرنا	بَيْطَرَ	فَيْعَلَ	3
آواز بلند کرنا	جَهْوَرَ	فَعْوَلَ	4
ٹوپی پہنانا	قَلْسٰى	فَعْلٰى	5
ٹوپی پہنانا	قَلْنَسَ	فَعْنَلَ	6

ملحق بتدحرج کے (5) ابواب

معنی	مثال	باب	شمار
چادر پہننا	تَجَلْبَبَ	تَفَعْلَلَ	1
پائتابہ پہننا	تَجَوْرَبَ	تَفَوْعَلَ	2
نافرمان ہونا	تَشَيْطَنَ	تَفَيْعَلَ	3

4	تَفَعْوَلَ	تَرَهْوَكَ	ڈھیلے جوڑوالا ہونا
5	تَمَفْعُلٌ	تَمَسْكَنَ	مسکین ہونا

ملحق باحرنجم کے (2) ابواب

شمار	باب	مثال	معنی
1	اِفْعِنْلَالٌ	اِقْعَنْسَسَ	سینہ وگردن نکال کر چلنا
2	اِفْعِنْلَاءٌ	اِسْلَنْقیٰ	پشت کے بل سونا

سوال:(۱۷)۔ ثلاثی مجرد کے کتنے ابواب ہیں اور کتنے اور کون کون سے ابواب ام الابواب ہیں؟

جواب: ثلاثی مجرد کے چھ ابواب ہیں ان میں سے تین باب ام الابواب ہیں، اور وہ ضَرَبَ ،سَمِعَ نَصَرَ ہیں۔

سوال:(۱۸)۔ ثلاثی مجرد کے ابواب بیان کرتے وقت باب ضَرَبَ کو پہلے کیوں بیان کیا؟

جواب: ثلاثی مجرد کے ابواب بیان کرتے وقت باب ضرب کو پہلے اس لیے بیان کیا کیوں کہ فتحہ اور کسرہ کے درمیان اختلاف زیادہ ہوتا ہے، نیز فتحہ عُلوی، کسرہ سُفلی، ضمہ متوسط ہے اور فتحہ کا کسرہ سے اختلاف زیادہ ہوتا ہے اور جو چیز زیادہ مختلف ہو وہ تقدیم کی مستحق ہوتی ہے اس لیے باب ضرب کو مقدم کیا۔

سوال:(۱۹)۔ بابِ فتح، کرُم، حسِب، ام الابواب میں شامل کیوں نہیں ہیں وجہ بیان کریں؟

جواب: باب فَتَحَ، کَرُمَ، حَسِبَ ام الابواب میں اس لیے شامل نہیں ہیں کیوں کہ ان کے ماضی اور مضارع کی حرکات میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ نیز باب فَتَحَ بغیر حروف

حلقی کے نہیں آتا ہے۔ كَرُمَ طبیعت اور اوصاف کے لیے ہی آتا ہے ۔اور حَسِبَ کا استعمال کم ہوتا ہے۔

سوال:(۲۰)۔فَعُلَ يَفْعَلُ کون سا باب ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: فَعُلَ يَفعَلُ بَاب كَادَ يَكَادُ ہے جیسے كَادَ يَكَادُ كَيْدُوْدَةً۔

سوال:(۲۱)۔اِحْمَرَّ، اِحْمَارَّ، میں ادغام کر دیا جبکہ اِرْعَوَى میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: اِحْمَرَّ اِحْمَارَّ میں ادغام اس لیے کر دیا کہ اس میں دونوں حرف ایک جنس کے ہیں اور اِرْعَوي میں اس لیے نہیں کیا کہ اس میں بعد تعلیل دونوں حرف ایک جنس کے نہیں ہیں۔

سوال:(۲۲)۔وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ اِرْعَوي :اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب:ملاح شرحِ مراح الارواح میں ہے وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ اِعَوي ”يَدُلُّ عَلىٰ كَوْنِ الادْغَامِ لِلْجِنسِيَّةِ عَدْمُ اِعْلَالِ اِرْعَوي “لیکن اس عبارت میں کچھ خلجان ہے اور وہ یہ ہے کہ اِرْعَوٰى کی اصل عبارت ”عَدْمُ اِعْلَالِ اِرْعَوٰى“ بتائی ہے جبکہ اِرْعَوٰى پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ اعلال تو اس میں ہو چکا ہے اس لیے اصل عبارت اس طرح ہونی چاہیے ”عَدْمُ اِدْغَامِ اِرْعَوي“

وضاحت:وَ يَدُلُّ عَلىٰ كَوْنِ اِدْغَامِ اِحْمَارَّ وَاِحْمَرَّ لِلْجِنْسِيَّةِ تُرِكَ الادْغَامُ فِي اِرْعَوي لِعَدْمِ الْجِنسِيَّةِ ”یعنی عدم جنسیت کی وجہ سے ترک ادغام، جنسیت کی وجہ سے اِحْمَارَّ اِاحْمَرَّ کے ادغام پر دلالت کرتا ہے۔

سوال:(۲۳)۔اِرْعَوَ میں علتِ ادغام موجود ہونے کے باوجود اعلال کیوں کیا گیا؟

جواب:اس لیے کہ اعلال ادغام پر مقدم ہوتا ہے کیوں کہ ان دونوں سے مقصود تخفیف ہوتی ہے جو کہ ادغام کی نسبت اعلال میں زیادہ ہے اس لیے کہ اعلال میں عموماً ذات کا تغیر ہوتا ہے اور ادغام میں صفت کا۔اور ذات کے تغیر میں تخفیف زیادہ ہے۔

جواب۔(۲)۔اس میں علتِ ادغام مجوز ادغام ہے کیوں کہ وجوب ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ متجانسین میں سے کوئی اعلال کا متقاضی نہ ہو مگر اعلال کا سبب موجب للاعلال ہے اس لیے اعلال کیا گیا(علم الصیغہ ص:۱۰۵)۔

سوال:(۲۴)۔الحاق کا معنی، تعریف، ملحق اور ملحق بہ بیان کریں؟

جواب:الحاق کا معنی ملا دینا،لاحق کرنا ہے۔الحاق کی تعریف:ثلاثی یا رباعی مجرد میں کسی حرف کی زیادتی کر کے اس کو رباعی یا خماسی کے ہم وزن کرنا الحاق کہلاتا ہے۔جسے ہم وزن کیا جائے اسے ملحق اور جس کے ہم وزن کیا جائے اسے ملحق بہ کہتے ہیں۔

سوال:(۲۵)۔آنے والی عبارت "وَمِصْدَاقُ الالحَاقِ اِتِّحَادُ المَصدَرَ یْنِ" کی وضاحت کریں؟

جواب:الحاق کی شرط یہ ہے کہ مصدر دونوں کے متحد ہوں۔الحاق کی تعریف:کسی کلمہ میں ایک حرف یا دو حرف کی زیادتی کر دینا تاکہ وہ کلمہ کسی دوسرے کلمہ کے وزن پر ہو جائے جیسے:جَھْوَرَ یہ جَھَرَ سے بنا ہے الحاق کی چند شرطیں ہیں اُن میں سے ایک شرط اِتِّحَادُ الْمصدَرَ یْنِ بتائی،یعنی دونوں مصدروں کا متحد ہونا جیسے جَھْوَرَ اور دَحْرَجَ۔جَھْوَرَ میں الحاق کیا ہے ملحق اور ملحق بہ کا ایک ہونا چاہیے جو ملحق بہ کا مصدر ہے اسی طرح ملحق کا مصدر ہونا چاہیے جیسے یہاں پر مصدر اول جَھْوَرَۃٌ اور مصدر ثانی دَحْرَجَۃٌ دونوں کا وزن ایک ہے اور اتحاد ہر اعتبار (حرکات وسکنات اور عدد حروف کے اعتبار) سے موجود ہے اور دوسری شرط مِصدَاقُ الالحاقِ اِتِّحَادُ الْمَصدَرَ یْنِ "بتائی،یعنی الحاق کی شرط یہ ہے کہ دونوں کلموں کا مصدر عدد حروف، حرکات وسکنات میں ایک ہونا چاہیے۔

فَصْلٌ فِي الْمَاضِی

وَهُوَ يَجِيءُ عَلٰى اَرْ بَعَةَ عَشَرَ وَجْهًا ،نَحْوُ :ضَرَبَ إِلٰى ضَرَبْنَا .إِنَّمَا بُنِيَ الْمَاضِي ،لِفَوَاتِ مُوْجِبِ الْإِعْرَابِ فِيْهِ .وَعَلَى الْحَرَكَةِ لِمُشَابَهَتِهِ الْاِسْمِ وَفِي وُقُوْعِهٖ صِفَةً لِلنَّكْرَةِ ،نَحْوُ :مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ وَضَارِبٍ .وَعَلَى الْفَتْحِ لِأَنَّهٗ اَخُو السُّكُوْنِ ،لِأَنَّ الْفَتْحَةَ جُزْءُ الْاَلِفِ .

ماضی کا بیان

ترجمہ۔اور فعلِ ماضی چودہ صورتوں پر آتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک۔(یعنی کل چودہ صیغے آتے ہیں)اور فعلِ ماضی کو موجبِ اعراب کے فوت ہونے کی وجہ سے مبنی کیا گیا ہے۔ اور فعلِ ماضی کو نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم فاعل سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے حرکت پر مبنی کیا گیا ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ و ضَارِبٍ ۔ اور فعلِ ماضی کو فتحہ پر مبنی کیا گیا ہے اس لیے کہ فتحہ سکون کا بھائی ہے۔اور اس لیے بھی کہ فتحہ الف کا جز ہے۔

وَلَمْ يُعْرَبْ،لِأَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ لَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ الْعَمَلَ بِخِلَافِ الْمُضَارِعِ ،لِأَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ أَخَذَ مِنْهُ الْعَمَلَ .فَأُعْطِيَ الْإِعْرَابُ لَهٗ عِوَضًا عَنْهُ أَوْ لِكَثْرَةِ مُشَابَهَتِهٖ يَعْنِي يُعْرَبُ الْمُضَارِعُ ،لِكَثْرَةِ مُشَابَهَتِهٖ لَهٗ.وَ بُنِيَ الْمَاضِي عَلَى الْحَرَكَةِ لِقِلَّةِ مُشَابَهَتِهٖ لَهٗ.وَ بُنِيَ الْأَمْرُ عَلَى السُّكُوْنِ لِعَدَمِ مُشَابَهَتِهٖ لِلْإِسْمِ .

ترجمہ۔اور فعلِ ماضی کو معرب نہیں بنایا گیا ہے اس لیے کہ اسم فاعل فعلِ ماضی سے عمل نہیں لیتا بر خلاف فعل مضارع کے کہ فعلِ مضارع کو معرب بنایا گیا ہے کیوں کہ اسم فاعل فعلِ مضارع سے عمل لیتا ہے۔پس عمل لینے کے عوض میں فعلِ مضارع کو وہ اعراب دیا گیا جو اسم فاعل کا اعراب ہے۔یا اسمِ فاعل کے ساتھ کثرتِ مشابہت کی وجہ سے فعلِ مضارع کو اسم فاعل والا اعراب دیا گیا ہے۔اور فعلِ ماضی کو اسم فاعل کے ساتھ قلّت مشابہت کی وجہ سے

حرکت پر مبنی کیا گیا ہے۔ اور فعلِ امر کو اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہت نہ ہونے کی وجہ سے سکون پر مبنی کیا گیا ہے۔

وَزِيْدَتِ الأَلِفُ وَالْوَاوُ وَالنُّوْنُ فِي آخِرِهٖ حَتّٰى يَدْلُلْنَ عَلٰى هُمَا،هُمُوا،وَهُنَّ .وَضُمَّ الْبَاءُ فِي ضَرَبُوا لِأَجْلِ الْوَاوِ وَبِخِلَافِ :رَمَوْا:لِأَنَّ الْمِيْمَ لَيْسَتْ بِمَا قَبْلَهَا .وَضُمَّ فِيْ :رَضُوْا:وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الضَّادُ بِمَا قَبْلَهَا حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ إِلَى الضَّمَّةِ .وَكُتِبَ الأَلِفُ فِي ضَرَبُوا لِلْفَرْقِ بَيْنَ وَاوِ الْعَطْفِ وَوَاوِ الْجَمْعِ فِي مِثْلِ حَضَرَ وَقَتَلَ .وَقِيْلَ لِلْفَرْقِ بَيْنَ وَاوِ الْجَمْعِ وَوَاوِ الْوَاحِدِفِي مِثْلِ لَنْ يَّدْعُوَ وَلَنْ يَّدْعُوَا.

ترجمہ۔ اور الف اور واو اور نون کو فعلِ ماضی کے آخر میں زیادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ هُمَا، هُمُوْ اور هُنَّ پر دلالت کریں۔ اور ضَرَبُوا میں با کو ضمہ واو کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ بر خلاف رَمَوا کے، اس لیے کہ رَمَوْا میں میم واو کا ماقبل نہیں ہے۔ اور رَضُوْا میں ضاد کو ضمہ دیا گیا ہے اگر چہ ضاد واو کا ماقبل نہیں ہے تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ اور ضَرَبُوْا میں الف حَضَرَ وَ قَتَلَ کی مثل میں واوِ عطف اور واوِ جمع کے درمیان فرق کرنے کے لیے لکھا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ لَنْ يَّدْعُوَ اور لَن يَّدعُوْا کے مثل میں واوِ جمع اور واوِ واحد کے درمیان فرق کرنے کے لیے الف لکھا گیا ہے۔

وَجُعِلَتِ التَّاءُ عَلَامَةً لِلْمُؤَنَّثِ فِيْ ضَرَبَتْ لِأَنَّ التَّاءَ مِنَ الْمَخْرَجِ الثَّانِي وَالْمُؤَنَّثَ أَيْضًا ثَانٍ فِى التَّخْلِيْقِ .وَهٰذِهِ التَّاءُ لَيْسَتْ بِضَمِيرٍ كَمَا يَجِيْءُ .وَأُسْكِنَتِ الْبَاءُ فِي مِثْلِ ضَرَبْنَ وَضَرَبْتَ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ اَرْبَعُ حَرَكَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ فِيْمَا هُوَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ .وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰى ضَمِيْرِهٖ بِغَيْرِ التَاكِيْدِ فَلَا يُقَالُ ضَرَبْتَ وَزَيْدٌ بَلْ يُقَالُ ضَرَبْتَ أَنْتَ وَزَيْدٌ.

ترجمه۔:اور ضَرَبَتْ میں تا کو مؤنث کی علامت بنائی گئی ہے اس لیے کہ تا مخرجِ ثانی میں سے ہے اور مؤنث بھی تخلیق میں ثانی ہے۔ اور یہ تاء مؤنث کی ضمیر نہیں ہے۔ جیسے کہ ان شاءاللہ آگے آئے گا۔ اور ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ کی مثال میں با کو ساکن کیا گیا ہے تاکہ پے در پے چار حرکات اس جگہ میں جو ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہے جمع نہ ہوں۔ اور اسی وجہ سے اِس کی ضمیر پر بغیر تاکید کے عطف کرنا جائز نہیں ہے۔ پس ضَرَبْتَ وَزَیْدٌ نہیں کہا جائے گا، بلکہ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَزَیْدٌ کہا جائے گا۔

بِخِلَافِ ضَرَبَتَا لِأَنَّ حَرَكَةَ التَّاءِ فِيهِ فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ مِنْ ثَمَّ يَسْقُطُ الأَلِفُ فِيْ رَمَتَا لِكَوْنِ التَّحْرِيْكِ عَارِضًا إِلَّا فِيْ لُغَةٍ رَدِيَّةٍ يَقُوْلُ اَهْلُهَا رَمَاتَا .بِخِلَافِ مِثْلِ ضَرَبَكَ لِأَنَّ لَيْسَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ لِأَنَّ ضَمِيْرَهٗ ضَمِيْرٌ مَنْصُوْبٌ .وَبِخِلَافِ هُدَبِدٍ لِأَنَّ أَصْلَهٗ هُدَابِدٍ ثُمَّ قُصِرَ كَمَا فِيْ مُخَيَطٍ اَصْلُهٗ مِخْيَاطٌ.

ترجمه۔بخلاف ضَرَبَتَا کے، کیوں کہ اس میں تا کی حرکت سکون کے حکم میں ہے۔ اسی وجہ سے رَمَتَا میں الف، تاء کی حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے گر جاتی ہے، مگر ضعیف لغت میں نہیں گرتی، کہ ضعیف لغت والے رَمَاتَا کہتے ہیں۔ بخلاف ضَرَبَكَ کے مثل میں، اس لیے کہ یہ ایک کلمہ کی طرح نہیں ہے۔ اِس لیے کہ اس کی ضمیر ضمیرِ منصوب ہے۔ اور بخلاف هُدَبَدٌ کے۔ کہ اس کی اصل هُدَابِدٌ ہے۔ پھر قصر (کمی) کی گئی ہے جیسے کہ مِخْيَطٌ میں کہ اس کی اصل مِخْيَاطٌ ہے۔

وَحُذِفَتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْنَ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِيْثِ كَمَا فِيْ مُسْلِمَاتٍ .وَإِنْ لَمْ تَكُوْنَا مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ لِثِقْلِ الْفِعْلِ بِخِلَافِ حُبْلَيَاتٍ لِعَدَمِ الْجِنْسِيَّةِ .وَسُوِّيَ بَيْنَ تَثْنِيَتِي اَلْمُخَاطَبِ وَالْمُخَاطَبَةِ وَبَيْنَ الاِخْبَارَاتِ لِقِلَّةِ الاسْتِعْمَالِ فِي التَّثْنِيَةِ وَوُضِعَ الضَّمَائِرُ لِلأيجَازِ وَعَدْمِ الاِلْتِبَاسِ فِي

الاِخْبَارَاتِ .وَزِيْدَتِ الْمِيْمُ فِي ضَرَبْتُمَا حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِاَلِفِ الاِشْبَاعِ فِي مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ .

أَخُوْكَ اَخُو مُكَاثَرَةٍ وَضِحْكٍ وَحَيَّاكَ الاِلٰهُ فَكَيْفَ أَنْتَ

فَإِنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰى تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا ضَمِنْتَا

وَخُصَّتِ المِيْمُ فِي ضَرَبْتُمَا لِأَنَّ تَحْتَهُ اَنْتُمَا مُضْمَرٌ وَاُدْخِلَتْ فِي أَنْتُمَا لِقُرْبِ الْمِيْمِ إِلَى التَّاءِ فِي الْمَخْرَجِ وَقِيْلَ تَبْعًا لَهُمَا كَمَا يَجِئُ .

ترجمہ۔اور ضَرَبْنَ میں تاء کو حذف کیا گیا ہے تاکہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں جیسے کہ مُسْلِمَاتٌ میں۔اگرچہ دونوں ایک جنس کے نہیں ہیں،پس فعل کے ثقل کی وجہ سے (دو علامت میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے)۔بخلاف حُبْلَيَاتٌ کے کہ جنسیت نہ پائے جانے کی وجہ سے (اس میں دونوں علامتوں کو جمع کیا گیا ہے)۔اور مذکر مخاطب اور مؤنث مخاطبہ اور اخبارات کے تثنیہ کے صیغہ کے درمیان تثنیہ میں قلّتِ استعمال کی وجہ سے برابری رکھی گئی ہے۔اور ایجاز (اختصار) کے لیے ضمیروں کو وضع کیا گیا ہے۔اور اِخبار میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے (مذکر و مؤنث کے صیغہ کو برابر کیا گیا ہے)۔اور ضَرَبْتُمَا میں میم کی زیادتی کی گئی ہے تاکہ الف اشباع سے التباس نہ ہو۔جیسے شاعر کے قول کی مثل میں۔ع:

تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا،اللہ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے

کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہ ہو گا وہ بھوکا مر جائے گا۔

اور ضَرَبْتُمَا میں میم ہی کو خاص کیا گیا ہے اس لیے کہ ضَرَبْتُمَا کے تحت اَنْتُمَا پوشیدہ ہے۔اور مخرج میں تاء سے میم کے قریب ہونے کی وجہ سے اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ هُمَا کی اتباع کرتے ہوئے (ضَرَبْتُمَا میں میم کی زیادتی کی گئی ہے) جیسے کہ عنقریب ان شاء اللہ عزوجل آئے گا۔

وَضُمَّتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْتُمَا وَضَرَبْتُمْ وَضَرَبْتُنَّ لِأَنَّهَا ضَمِيْرُ الْفَاعِلِ وَفُتِحَتْ فِي الْوَاحِدِ خَوْفًا مِنَ الِالْتِبَاسِ بِالْمُتَكَلِّمِ وَلَا اِلْتِبَاسَ فِي التَّثْنِيَةِ .وَقِيْلَ اِتِّبَاعًا لِلْمِيْمِ لِأَنَّ الْمِيْمَ شَفَوِيَّةٌ فَجَعَلُوا حَرْكَةَ التَّاءِ مِنْ جِنْسِهَا وَهُوَ الضَّمُّ الشَّفَوِيُّ .وَزِيْدَتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمْ حَتّٰى يَطَّرِدَ بِتَثْنِيَتِهٖ وَضَمِيْرُ الْجَمْعِ فِيْهِ مَحْذُوْفٌ وَهُوَ الْوَاوُ لِأَنَّ اَصْلَهٗ ضَرَبْتُمُوْا فَحُذِفَتِ الْوَاوُ لِأَنَّ الْمِيْمَ بِمَنْزِلَةِ الِاسْمِ وَلَايُوْجَدُ فِي آخِرِ الِاسْمِ وَاوٌ قَبْلَهَا مَضْمُوْمٌ إِلَّا فِيْ هُوَ وَمِنْ ثَمَّ يُقَالُ فِيْ جَمْعِ دَلْوٍ اَدْلٍ اَصْلُهٗ اَدْلُوٌ قُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً بِخِلَافِ ضَرَبُوا لِأَنَّ بَاءَهٗ لَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الْإِسْمِ وَ بِخِلَافِ ضَرَبْتُمُوْهُ لِأَنَّ الْوَاوَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الطَّرْفِ بِسَبَبِ الضَّمِيْرِ كَمَا فِي عِظَايَةٍ.

ترجمہ۔ضَرَبْتُمَا اور ضَرَبْتُمْ اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ دیا گیا ہے اس لیے کہ تاء فاعل کی ضمیر ہے۔اور واحد مذکر حاضر میں واحد متکلّم کے ساتھ التباس ہونے کی وجہ سے تا کو فتحہ دیا گیا ہے۔اور تثنیہ کے صیغے میں متکلّم کے صیغے کے ساتھ التباس نہ ہونے کی وجہ سے (تا کو ضمّہ دیا گیا ہے)۔اور کہا گیا ہے کہ تا کو ضمہ میم کی اتباع میں دیا گیا ہے کیوں کہ میم حروف شفویہ میں سے ہے پس تاء کی حرکت کو میم کی جنس سے بنایا گیا ہے اور وہ حرکت ضمۂ شفوی ہے۔اور ضَرَبْتُمْ میں میم کی زیادتی کی گئی ہے تاکہ یہ اپنے تثنیہ کے موافق ہوجائے اور جمع کی ضمیر اس میں محذوف ہے اور وہ واؤ ہے اس لیے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُمُوْا ہے پس واؤ کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ میم اس کی منزل میں ہے، اور اسم کے آخر میں کوئی ایسی واؤ نہیں پائی جاتی جس کا ماقبل مضموم ہو سوائے هُوَ کے۔اور اسی وجہ سے دَلْوٍ کی جمع اَدْلٍ کہا جاتا ہے۔اور اَدْلٍ کی اصل اَدْلُوٌ تھا پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا ہے۔بخلاف ضَرَبُوْا کے کہ اس کی با اسم کی منزل میں نہیں ہے۔اور بخلاف ضَرَبْتُمُوْهُ کے کہ اس کی واؤ ضمیر ہونے کی وجہ سے طرف (آخر) سے نکل گئی ہے۔جیسے کہ عِظَايَةٌ میں۔

وَشُدِّدَ النُّوْنُ فِيْ ضَرَبْتُنَّ دُوْنَ ضَرَبْنَ لِأَنَّ اَصْلَهُ ضَرَبْتُمْنَ فَاُدْغِمَ الْمِيْمُ فِي النُّوْنِ لِقُرْبِ الْمِيْمِ مِنَ النُّوْنِ فِي الْمَخْرَجِ وَمِنْ ثُمَّ تُبْدَلُ الْمِيْمُ مِنَ النُّوْنِ كَمَا فِيْ عَمْبَرٍ اَصْلُهُ عَنْبَرٌ .وَقِيْلَ اَصْلُهُ ضَرَبْتُنْ فَاُرِيْدَ أَنْ يَّكُوْنَ مَاقَبْلَ النُّوْنِ سَاكِنًا لِيَطَّرِدَ بِجَمِيْعِ نُوْنَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يُمْكِنُ اِسْكَانُ تَاءِ الْخِطَابِ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَلَا يُمْكِنُ حَذْفُهَا لِأَنَّهَا عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ .فَاُدْخِلَ النُّوْنُ لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنَ النُّوْنِ ثُمَّ اُدْغِمَ فَصَارَ ضَرَبْتُنَّ .فَإِنْ قِيْلَ لِمَ زِيْدَتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْتُ ؟ قُلْنَا لِأَنَّ تَحْتَهُ أَنَا مُضْمَرٌ .وَلَا يُمْكِنُ الزِّيَادَةُ مِنْ حُرُوْفِهٖ لِلِالْتِبَاسِ فَاُخْتِيْرَتِ التَّاءُ لِوُجُوْدِهٖ فِيْ اَخَوَاتِهٖ .

ترجمہ۔اور ضَرَبْتُنَّ میں نون کو مشدد کیا گیا ہے نہ کہ ضَرَبْنَ میں، اس لیے کہ ضَرَبْتُنَّ کی اصل ضَرَبْتُمْنَ ہے، پس مخرج میں میم کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ جیسے کہ عَمْبَرٌ میں، کہ اس کی اصل عَنْبَرٌ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُنْ ہے، پس نون کے ماقبل کے ساکن کا ارادہ کیا گیا تاکہ یہ نون بھی تمام نونِ نساء کے موافق ہو جائے، اور تاے مخاطبہ کا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساکن کرنا ممکن نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا حذف کرنا ممکن ہے، اس لیے کہ تا ءعلامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جا سکتی، پس نون کا نون سے قریب ہونے کی وجہ سے نون کو داخل کیا گیا ہے اور پھر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا ہے تو ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔ پس اگر کہا جائے کہ ضَرَبْتُ میں تاء کو کیوں زیادہ کیا گیا ہے ؟ تو ہم کہیں گے کہ اس کے تحت اَنَا پوشیدہ ہے اور اَنَا کے حروف میں سے التباس کی وجہ سے ضَرَبْتُ میں زیادتی کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا تاء کو ضَرَبْتُ کے اخوات میں پائے جانے کی وجہ سے اختیار کر لیا گیا ہے۔

وَزِيْدَتِ النُّوْنُ فِيْ ضَرَبْنَا لِأَنَّ تَحْتَهُ نَحْنُ مُضْمَرٌ .ثُمَّ زِيْدَتِ الأَلِفُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِضَرَبْنَ فَصَارَ ضَرَبْنَا .وَتَدْخُلُ الْمُضْمِرَاتُ فِي الْمَاضِي وَاَخَوَاتَهٗ

وَهِيَ تَرْتَقِي إِلٰى سِتِّيْنَ نَوْعًا لِأَنَّهَا فِي الأَصْلِ ثَلَاثَةٌ مَرْفُوْعٌ وَمَنْصُوْبٌ وَمَجْرُوْرٌ. ثُمَّ يَصِيْرُ كُلُّ وَاحِدٍ اِثْنَيْنِ نَظْرًا إِلٰى اِتِّصَالِهٖ وَانْفِصَالِهٖ. فَاضْرِبِ الاِثْنَيْنِ فِي الثَّلَاثَةِ حَتّٰى يَصِيْرَ سِتَّةٌ. ثُمَّ أُخْرِجَ الْمَجْرُوْرُ الْمُنْفَصِلُ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ تَقْدِيْمُ الْمَجْرُوْرِ عَلٰى الْجَارِ فَلَا يُقَالُ مَرَرْتُ زَيْدٌ بِ ،بَلْ يُقَالُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ. فَبَقِيَ لَكَ خَمْسَةٌ مَرْفُوْعٌ مُتَّصِلٌ وَمُنْفَصِلٌ ،مَنْصُوْبٌ مُتَّصِلٌ وَمُنْفَصِلٌ ،وَمَجْرُوْرٌ مُتَّصِلٌ.

ترجمہ۔اور ضَرَبْنَا میں نون کی زیادتی کی گئی ہے۔اس لیے کہ ضَرَبْنَا کے تحت نَحْنُ پوشیدہ ہے۔پھر الف کی زیادتی کی گئی ہے تاکہ ضَرَبْنَ (جمع مؤنث غائب) سے ملتبس نہ ہو۔پس ضَرَبْنَا ہوگیا۔اور فعلِ ماضی اور اس کے اخوات (فعل مضارع،امر،نہی) میں ضمائر داخل ہوتی ہیں۔اور یہ (ضمائر) ساٹھ قسموں تک پہنچ جاتی ہیں۔اس لیے کہ ضمائر اصلِ وضع کے اعتبار سے تین ہیں۔(۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور۔پھر ان تینوں میں سے ہر ایک اپنے متّصل اور منفصل ہونے کی طرف نظر کرتے ہوئے دو قسم پر ہے۔پس آپ دو کو تین میں ضرب دیں تو وہ چھ ہوجاتی ہیں۔پھر ان میں سے مجرور منفصل کو نکال لیا گیا تاکہ حرف جار پر مجرور کی تقدیم لازم نہ آئے۔پس مَرَرْتُ زَيْدٍ بِ نہیں کیا جاتا،بلکہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ کہا جاتا ہے۔پس آپ کے لیے پانچ قسم باقی رہ گئیں۔(۱) مرفوع متّصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متّصل (۴) منصوب منفصل (۵) مجرور متّصل۔

ثُمَّ انْظُرْ إِلٰى الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ وَهُوَ يَحْتَمِلُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ نَوْعًا فِيْ الْعَقْلِ سِتًّا فِيْ الْغَيْبَةِ وَسِتًّا فِي الْمُخَاطَبَةِ وَسِتًّا فِي الْحِكَايَةِ. وَاُكْتُفِيَ بِخَمْسَةٍ فِي الْغَيْبَةِ بِاِشْتِرَاكِ التَّثْنِيَةِ لِقِلَّةِ اِسْتِعْمَالِهَا. وَكَذٰلِكَ فِي الْمُخَاطَبِ وَالْمُخَاطَبَةِ وَفِي الْحِكَايَةِ بِلَفْظَيْنِ لِأَنَّ الْمُتَكَلِّمَ يُرٰى فِي اَكْثَرِ الأَحْوَالِ أَوْ يُعْلَمُ بِالصَّوْتِ أَنَّهٗ مُذَكَّرٌ أَوْ مُؤَنَّثٌ. فَبَقِيَ لَكَ اِثْنَا عَشَرَ نَوْعًا. فَإِذَا صَارَ قِسْمٌ وَاحِدٌ مِنْ تِلْكَ الأَقْسَامِ الْخَمْسَةِ اِثْنَا عَشَرَ نَوْعًا فَيَصِيْرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ

فَيَحْصُلُ لَكَ بِضَرْبِ الْخَمْسَةِ فِی اِثْنَیْ عَشَرَ سِتُّوْنَ نَوْعًا .اِثْنَا عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَ إِلیٰ ضَرَبْنَا .وَإِثْنَا عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ هُوَ ضَرَبَ إِلیٰ نَحْنُ ضَرَبْنَا .وَالأَصْلُ فِی هُوَ أَنْ یُّقَالَ هُوَ،هُوَا،هُوُوْا،وَلٰکِنْ جُعِلَ الْوَاوُ الأُوْلیٰ مِیْمًا فِی الْجَمْعِ لِاتِّحَادِ مَخْرَجَیْهِمَا وَاجْتِمَاعِ الْوَاوَیْنِ ،فَصَارَ هُمُوْا ثُمَّ حُذِفَتِ الْوَاوُ لِمَامَرَّ فِی ضَرَبْتُمُوْا .وَحُمِلَتِ التَّثْنِیَةُ عَلَیْهِ .وَقِیْلَ قَدْ فَرُّوا حَتّٰی یَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَی الْمِیْمِ الْقَوِیِّ .

ترجمہ۔ پھر آپ مرفوعِ متّصل کی جانب نظر کریں تو یہ عقلاً اٹھارہ قسموں کا احتمال رکھتا ہے۔ چھ غائب میں اور چھ مخاطب میں اور چھ حکایت (متکلّم) میں۔ اور غائب میں تثنیہ کے صیغے کے قلّتِ استعمال کی وجہ سے اشتراک کے بنا پر پانچ صیغوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح مخاطب اور مخاطبہ میں اور حکایت (متکلّم) میں دو لفظوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ متکلّم اکثر حالتوں میں دیکھا جاتا ہے یا آواز سے جان لیا جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث۔ پس آپ کے لیے بارہ قسمیں باقی رہ گئیں۔ پس جب ان پانچ قسموں میں سے ہر ایک قسم کی بارہ قسمیں ہوگئیں تو ان پانچ میں سے ہر ایک کی اسی طرح ہوں گی۔ پس آپ کو بارہ میں پانچ کو ضرب دینے سے کل ساٹھ قسمیں حاصل ہوں گی۔ (۱) بارہ مرفوعِ متّصل جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک۔ (۲) بارہ مرفوعِ منفصل جیسے هُوَ ضَرَبَ سے نَحْنُ ضَرَبْنَا تک۔ اور هُوَ میں اصل یہ ہے کہ هُوَ هُوَا هُوُوْا کہا جائے، لیکن میم اور واو کے مخرج کے متحد ہونے اور دو واو کے جمع ہونے کی وجہ سے جمع میں پہلی واو کو میم بنا دیا گیا۔ پس هُمُوْا ہو گیا۔ پھر آخری واو کو حذف کر دیا گیا. اس وجہ سے جو ضَرَبْتُمُوْا میں گزرا۔ اور تثنیہ کے صیغہ کو جمع کے صیغہ پر محمول کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ صرفی حضرات واؤ سے میم کی طرف گئے ہیں تاکہ فتحہ میمِ قوی پر واقع ہو۔

وَاُدْخِلَ الْمِيْمُ فِيْ اَنْتُمَا لِمَا إِذَا ذُكِرَ فِيْ ضَرَبْتُمَا .وَحُمِلَ الْجَمْعُ عَلَيْهِ .وَقِيْلَ اُدْخِلَ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمَا لِأَنَّهُ اُدْخِلَ فِيْ اَنْتُمَا وَاُدْخِلَ فِي اَنْتُمَا لِأَنَّهُ اُدْخِلَ فِيْ هُمَا وَاُدْخِلَ فِيْ هُمَا لِأَنَّهُ اُدْخِلَ فِيْ هُمُوْا وَاُدْخِلَ فِيْ هُمُوْا لِاجْتِمَاعِ الْوَاوَيْنِ هٰهُنَا فِيْ الطَّرْفِ ،وَلَا يُحْذَفُ وَاوُ هُوَ لِقِلَّةِ حُرُوْفِهِ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ .وَيُحْذَفُ وَاوُ هُوَ إِذَا تَعَانَقَ وَانْضَمَّ بِشَيْءٍ آخَرَ لِحُصُوْلِ كَثْرَةِ الْحُرُوْفِ بِالْمُعَانَقَةِ مَعَ وُقُوْعِ الْوَاوِ عَلَى الطَّرْفِ فَبَقِيَ الْهَاءُ مَضْمُوْمًا عَلٰى حَالِهٖ نَحْوُ لَهٗ .وَتُكْسَرُ إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهٗ مَكْسُوْرًا أَوْ يَاءً سَاكِنَةً حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ إِلَى الضَّمَّةِ نَحْوُ فِيْ غُلَامِهٖ وَفِيْهِ وَتُجْعَلُ يَاءً هِيَ اَلِفًا كَمَا تُجْعَلُ فِيْ يَا غُلَامِى ،يَا غُلَامَا ،وَفِيْ يَا بَادِيَةُ يَا بَادَاهُ .وَتُجْعَلُ الْيَاءُ مِيْمًا فِي التَّثْنِيَةِ حَتّٰى لَا يَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيْفِ مَعَ ضُعْفِهَا .وَشُدِّدَ نُوْنُ هُنَّ لِمَا مَرَّ فِيْ ضَرَبْتُنَّ .

ترجمہ. اور اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے جو ضَرَبْتُمَا میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور جمع کے صیغہ کو اسی پر محمول کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ضَرَبْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے کیوں کہ میم کو اَنْتُمَا میں داخل کیا گیا ہے۔ اور اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے، کیوں کہ میم کو هُمَا میں داخل کیا گیا ہے۔ اور هُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے کیوں کہ میم کو هُمُوْا میں داخل کیا گیا ہے۔ اور هُمُوْا میں میم کو داخل کیا گیا ہے (اس لیے کہ اس کی اصل هُوُوْا ہے، پس) یہاں طرف میں دو واو کے جمع ہو جانے کی وجہ سے (واو کو میم سے بدل دیا گیا ہے کیوں کہ واو اور میم اپنے مخرج کے اعتبار سے متحد ہیں)۔ اور هُوَا کی واو کو درست مقدار سے اس کے حروف کے کم ہو جانے کی وجہ سے حذف نہیں کیا جائے گا۔ اور هُوَ کی واو کو حذف کر دیا جاتا ہے جب هُو کسی دوسری چیز کے ساتھ مل جائے۔ حروف کی کثرت کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے مل جانے کے وقت، باوجود اس کے کہ واو طرف میں واقع ہے۔ پس ها اپنے حال پر مضموم باقی رہے گا جیسے لَهُ۔ اور هَا کو کسرہ دیا جاتا ہے جب هَا کا ماقبل مکسور ہو یا ماقبل یاے ساکنہ ہو۔ تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ جیسے فِي غُلَامِهٖ اور

فِيْهِ میں ہے۔ هِيَ کی یا کو الف بنا دیا جاتا ہے جیسے يَا غُلَامِيْ میں یا کو الف بنا کر يَا غُلَامَا کہا جاتا ہے اور يَا بَادِيَةُ میں يَا بَادَاةُ۔ اور تثنیہ میں یاء میم سے بدل جاتی ہے تاکہ یاء ضعیف پر فتحہ واقع نہ ہو۔ اور هُنَّ کے نون کو مشدد کر دیا گیا ہے اس وجہ سے جو ضَرَبْتُنَّ میں گزرا۔

وَاِثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَهٗ إِلٰى ضَرَبْنَا .وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِ اِجْتِمَاعُ ضَمِيرَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ فِيْ مِثْلِ ضَرَبْتَكَ وَضَرَبْتُنِيْ حَتّٰى لَا يَصِيْرَ الشَّخْصُ فَاعِلًا وَمَفْعُوْلًا فِيْ حَالَةٍ وَاحِدَةٍ إِلَّا فِيْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ نَحْوُ عَلِمْتَكَ فَاضِلًا وَعَلِمْتُنِي فَاضِلًا .لِأَنَّ الْمَفْعُوْلَ الأَوَّلَ لَيْسَ بِمَفْعُوْلٍ فِيْ الْحَقِيْقَةِ وَلِهٰذَا قِيْلَ فِيْ تَقْدِيْرِهٖ عَلِمْتُ فَضْلِي وَعَلِمْتَ فَضْلَكَ .وَاِثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ اِيَّاهُ ضَرَبَ إِلٰى اِيَّانَا ضَرَبْنَا .وَاِثْنَا عَشَرَ لِلْمَجْرُوْرِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَارِبُهٗ إِلٰى ضَارِبُنَا وَفِيْ مِثْلِ ضَارِبِيَّ اَصْلُهٗ ضَارِبُوْيَ جُعِلَ الْوَاوُ يَاءً ثُمَّ اُدْغِمَ كَمَا فِيْ مَهْدِيٍّ اَصْلُهٗ مَهْدُوْيٌ .

ترجمہ۔: اور بارہ صیغہ منصوب متّصل کے جیسے کہ ضَرَبَهٗ سے ضَرَبَنَا تک۔ اور فعل میں فاعل اور مفعول کی دونوں ضمیروں کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ ضَرَبْتَكَ اور ضَرَبْتُنِيْ کے جیسے میں۔ تاکہ ایک ہی شخص ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول نہ ہو۔ مگر افعال قلوب میں (کہ اس میں ہو سکتا ہے) جیسے عَلِمْتَكَ فَاضِلاً اور عَلِمْتُنِيْ فَاضِلاً۔ اس لیے کہ مفعول اول حقیقت میں مفعول نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عَلِمْتُنِي فَاضِلاً کی تقدیر عَلِمْتُ فَضْلِي اور عَلِمْتَكَ فَاضِلاً کی تقدیر عَلِمْتَ فَضْلَكَ ہے۔ (۴)
اور بارہ صیغہ منصوب منفصل کے جیسے اِيَّاهُ ضَرَبَ سے اِيَّانَا ضَرَبْنَا تک۔ اور بارہ مجرور متّصل کے جیسے ضَارِبُهٗ سے ضَارِبُنَا تک۔ اور ضَارِبِيَّ کی مثل میں کہ اس کی اصل ضَارِبُوْيَ ہے واو کو یا بنایا گیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا گیا جیسے مَهْدِيٌّ میں کہ اس کی اصل مَهْدُوْيٌ ہے۔

وَالْمَرْفُوْعُ الْمُتَّصِلُ يَسْتَتِرُ فِيْ خَمْسَةِ مَوَاضِعَ فِي الْغَائِبِ نَحْوُ ضَرَبَ يَضْرِبُ وَلْيَضْرِبْ وَلَا يَضْرِبْ وَفِي الْغَائِبَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ وَتَضْرِبُ وَلِتَضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ ،وَفِي الْمُخَاطَبِ الَّذِيْ فِيْ غَيْرِ الْمَاضِيْ نَحْوُ تَضْرِبُ وَاِضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ .وَالْيَاءُ فِيْ تَضْرِبِيْنَ عَلَامَةُ الْخِطَابِ وَفَاعِلُهٗ مُسْتَتِرٌ عِنْدَ الْأَخْفَشِ وَعِنْدَ سِيْبَوَيْهِ وَالْعَامَّةِ هُوَ ضَمِيْرٌ بَارِزٌ لِلْفَاعِلِ كَوَاوِ تَضْرِبُوْنَ .وَعُيِّنَتِ الْيَاءُ لِمَجِيْئِهٖ فِيْ هٰذِى اَمَةُ اللّٰهِ لِلتَّانِيْثِ وَلَمْ يَزِدْ فِيْ تَضْرِبِيْنَ مِنْ حُرُوْفِ أَنْتِ شَيْءٌ لِلْاِلْتِبَاسِ بِالتَّثْنِيَةِ فِي الْهَمْزَةِ وَاجْتِمَاعِ النُّوْنَيْنِ فِي النُّوْنِ وَتَكْرَارِ التَّائَيْنِ فِي التَّاءِ وَابْرَارِ الْيَاءِ ،لِلْفَرْقِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جَمْعِهٖ وَلَمْ يُفَرَّقْ بِحَرْكَةِ مَاقَبْلَ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالنُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ وَالْخَفِيْفَةِ فِي الصُّوْرَةِ وَلَا بِحَذْفِ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْمَذَكَّرِ الْمُخَاطَبِ وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ نَحْوُ اَضْرِبُ وَنَضْرِبُ .وَفِي الصِّفَةِ نَحْوُ ضَارِبٌ ضَارِبَانِ إِلٰى آخِرِهٖ..

ترجمہ۔اور ضمیر مرفوع متّصل پانچ مقامات میں پوشیدہ ہوتی ہے۔(۱) مذکر غائب کے صیغوں میں جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ لِیَضْرِبْ لَا یَضْرِبْ۔(۲) اور مؤنث غائب کے صیغوں میں جیسے ضَرَبَتْ تَضْرِبُ لِتَضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔(۳) اور مخاطب کے ان صیغوں میں جو فعل ماضی کے علاوہ ہیں جیسے تَضْرِبُ اِضْرِبْ لَا تَضرِبْ۔ اور تَضْرِبِیْنَ میں جو یا ہے وہ علامت خطاب ہے۔اور اخفش کے نزدیک تَضْرِبِیْنَ کا فاعل پوشیدہ ہے۔اور سیبویہ اور عام صرفیوں کے نزدیک تَضْرِبِیْنَ کی یاضمیر بارز فاعل کے لیے ہے جیسے کہ تَضْرِبُوْنَ کی واو ضمیر بارز فاعل کے لیے ہے۔اور یاء کو ھٰذِی اَمَةُ اللہ میں آنے کی وجہ سے واحد مؤنث حاضر کی ضمیر کے لیے متعیّن کیا گیا ہے۔اور اَنْتِ کے حروف میں سے کچھ بھی تَضْرِبِیْنَ میں زائد نہیں کیا گیا ہے۔کہ ہمزہ کی زیادتی کی صورت میں تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ التباس ہوتا۔اور نون کی زیادتی کی صورت میں دو نون کا اجتماع لازم آتا۔

اور تاء کی زیادتی کی صورت میں تا کی تکرار لازم آتی۔ اور اس کے اور اس کے جمع کے درمیان فرق کرنے کے لیے یاء کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اور نون کے ماقبل کی حرکت کے ذریعہ فرق نہیں کیا گیا ہے تاکہ صورت کے اعتبار سے نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے ساتھ التباس نہ ہونے پائے۔ اور نہ نون کو حذف کرکے فرق کیا گیا ہے تاکہ مذکر حاضر کے صیغے کے ساتھ التباس نہ ہونے پائے۔(۴) مضارع متکلّم کے صیغوں میں جیسے اَضْرِبُ نَضْرِبُ۔(۵) اور صفت کے صیغوں میں جیسے ضَارِبٌ ضَرِبَانِ ضَارِبُوْنَ آخر تک۔

وَاُسْتُتِرَ فِیْ الْمَرْفُوْعِ دُوْنَ الْمَنْصُوْبِ وَالْمَجْرُوْرِ .لِأَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ جُزْءِ الْفِعْلِ وَاُسْتُتِرَ فِیْ الْمُفْرَدِ الْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ دُوْنَ التَّثْنِیَةِ وَالْجَمْعِ ،لِأَنَّ الإِسْتِتَارَ خَفِیْفٌ وَاِعْطَاءُ الْخَفِیْفِ لِلْمُفْرَدِ السَّابِقِ اَوْلٰى دُوْنَ الْمُتَكَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ الَّذَیْنِ فِیْ الْمَاضِیْ ،لِأَنَّ الإِسْتِتَارِ قَرِیْنَةٌ ضَعِیْفَةٌ وَالإِبْرَازُ قَرِیْنَةٌ قَوِیَّةٌ .فَإِعْطَاءُ الإِبْرَازِ الْقَوِیّ لِلْمُتَكَلِّمِ الْقَوِیِّ وَالْمُخَاطَبِ الْقَوِیِّ اَوْلٰى .وَاُسْتُتِرَ فِیْ مُخَاطَبِ الْمُسْتَقْبِلِ وَمُتَكَلِّمِهٖ، لِلْفَرْقِ .وَقِیْلَ اُسْتُتِرَ فِیْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ دُوْنَ غَیْرِهَا لِوُجُوْدِ الدَّلِیلِ وَهُوَ عَدْمُ الإِبْرَازِ فِیْ مِثْلِ ضَرَبَ .وَالتَّاءُ فِیْ مِثْلِ ضَرَبَتْ وَالْیَاءُ فِیْ مِثْلِ یَضْرِبُ وَالتَّاءُ فِی مِثْلِ تَضْرِبُ ،وَالْهَمْزَةُ فِیْ مِثْلِ اَضْرِبُ، وَالنُّوْنُ فِیْ مِثْلِ نَضْرِبُ .وَهِيَ لَیسَتْ بِأَسْمَاءٍ وَالصِّفَةُ فِیْ مِثْلِ ضَارِبٌ ضَارِبَانِ وَ ضَارِبُوْنَ . وَلَایَجُوْزُ أَن یَّكُوْنَ تَاءُ ضَرَبَتْ ضَمِیْرًا كَتَاءِ ضَرَبْتَ لِوُجُوْدِ عَدْمِ حَذْفِهَا بِالْفَاعِلَةِ الظَّاهِرَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ .وَلَا یَجُوْزُ أَنْ یَّكُوْنَ اَلِفُ ضَارِبَانِ وَوَاوُ ضَارِبُوْنَ ضَمِیْرًا لِأَنَّهٗ یَتَغَیَّرُ فِیْ حَالَةِ النَّصَبِ وَالْجَرّ .وَالضَّمِیْرُ لَا یَتَغَیَّرُ كَأَلِفِ یَضْرِبَانِ وَالإِسْتِتَارُ وَاجِبٌ فِیْ مِثْلِ اِفْعَلْ وَتَفْعَلُ وَاَفْعَلُ وَنَفْعَلُ لِدَلَالَةِ الصِّیْغَةِ عَلَیْهِ وَقُبِحَ اِفْعَلْ زَیْدٌ وَتَفْعَلُ زَیْدٌ وَاَفْعَلُ زَیْدٌ وَنَفْعَلُ زَیْدُوْنَ .

ترجمہ: اور ضمیر صرف مرفوع میں پوشیدہ رکھی گئی ہے نہ کہ منصوب اور مجرور میں۔ کیوں کہ ضمیر مرفوع فعل کے جز کی منزل میں ہوتی ہے۔ اور ضمیر صرف واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں پوشیدہ ہوتی ہے نہ کہ تثنیہ اور جمع میں۔ اس لیے ضمیر کو پوشیدہ رکھنا خفیف ہے اور خفیف مفرد سابق (یعنی مفرد تثنیہ اور جمع سے پہلے آتا ہے) کو دینا اولیٰ ہے۔ نہ کہ اس متکلّم اور مخاطب کو جو فعل ماضی میں ہے۔ اس لیے کہ استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) قرینۂ ضعیفہ ہے اور ابراز (ضمیر کو ظاہر کرنا) قرینۂ قویّہ ہے پس متکلّمِ قوی اور مخاطبِ قوی کو ابرازِ قوی دینا اولیٰ ہے۔ اور مستقبل کے صیغہ مخاطب اور متکلّم میں (فعل ماضی سے) فرق کرنے کے لیے ضمیر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان جگہوں میں دلیل کے پائے جانے کی وجہ سے ضمیر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے نہ کہ ان جگہوں کے علاوہ۔ اور دلیل کا پایا جانا وہ عدمِ ابراز ہے ضَرَبَ کی مثل میں۔ اور ضَرَبَتْ کی مثل میں تا، اور یَضْرِبُ کی مثل میں یا، اور تَضْرِبُ کی مثل میں تا، اور اَضْرِبُ کی مثل میں ہمزہ اور نَضْرِبُ کی مثل میں نون، یہ حروف مضارع اسماء نہیں ہیں۔ اور صفت ضَارِبٌ ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ کی مثل میں۔ اور ضَرَبَتْ کی تا کو ضمیر بنانا جائز نہیں ہے ضَرَبْتَ کی تا کے جیسے، فاعلِ ظاہر کے ساتھ اس کے عدمِ حذف کے پائے جانے کی وجہ سے، جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ۔ اور ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کا واو ضمیر نہیں ہیں اس لیے کہ یہ حالت نصب و جر میں بدل جاتے ہیں اور جو ضمیر ہوتی ہے وہ نہیں بدلتی یَضْرِبَانِ کی الف کے جیسے۔ اور اَفْعَلُ نَفْعَلُ تَفْعَلُ اِفْعَلْ کے مثل میں استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) واجب ہے صیغہ کی دلالت فاعلِ معین پر کرنے کی وجہ سے۔ اور اِفْعَلْ زَیْدٌ اور تَفْعَلُ زَیْدٌ اور نَفْعَلُ زَیْدُوْنَ اور اَفْعَلُ زَیْدٌ کہنا قبیح ہے۔

فصل فی الماضی

فعل ماضِی کا بیان

سوال:(۱)۔ماضِی کے چودہ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

جواب: فَعَلْتُ دو صیغوں کے قائم مقام ہے (۱)واحد مذکر متکلّم (۲)واحد مؤنث متکلّم۔اسی طرح فَعَلْنَا چار صیغوں کے قائم مقام ہے(۱) تثنیہ مذکر متکلّم (۲) تثنیہ مؤنث متکلّم (۳)جمع مذکر متکلّم (۴)جمع مؤنث متکلّم ۔اگران سب کو الگ الگ شمار کیا جائے تو کل اٹھارہ صیغے ہوں گے لیکن متکلّم کے دو صیغوں سے چھ صیغوں کا معنیٰ سمجھ لیا جاتا ہے اس لیے چودہ صیغے ہی شمار کیے جاتے ہیں۔

سوال:(۲)۔ماضِی کو مبنی کیوں رکھا گیا؟

جواب: ماضِی کو مبنی اس لیے رکھا گیا کہ اس میں اعراب کے اسباب فاعلیت ،مفعولیت اضافت نہیں پائے جاتے ہیں کیوں کہ یہ فعل ہے اور فعل میں یہ (فاعلیت ،مفعولیت اضافت)چیزیں پائی نہیں جاتیں کیوں کہ یہ تینوں چیزیں اسم ہی میں پائی جاتی ہیں۔

سوال(۳)۔ماضِی اسم فاعل سے کتنی چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے مثال سے واضح کریں؟

جواب: فعل ماضِی اسم فاعل سے صرف ایک چیز میں مشابہت رکھتا ہے جس طرح کسی اسم نکرہ کی صفت اسم فاعل سے آتی ہے ایسے ہی فعل ماضِی سے بھی آتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَب وَضَارِب (میں مارنے والے آدمی کے پاس سے گزرا)اس مثال میں رَجُلٍ موصوف ہے جو نکرہ ہے جس کی صفت فعل ماضی ضَرَب سے لائی گئی ہے اور ضَرَبَ کی جگہ ضَارِبٍ اسم فاعل بھی لاسکتے ہیں۔

نوٹ: کسی اسم نکرہ جیسے رَجُلٌ کی صفت فعل ماضِی سے تولاسکتے ہیں لیکن موصوف جب معرفہ ہو جیسے زَیْدٌ تو اس کی صفت نکرہ نہیں لاسکتے بلکہ صفت بھی معرفہ لانا ہوگا کیوں کہ نکرہ

شائع اور عام ہوتا ہے جبکہ موصوف اور صفت میں مطابقت ضروری ہوتی ہے اگر صفت نکرہ لائیں گے تو موصوف معرفہ ہوگا اور صفت نکرہ ہوگی اس لیے درست نہیں۔

سوال:(۴)۔ماضی کو فتحہ پر ہی مبنی کیوں رکھا گیا مع دلائل پیش کریں؟

جواب: ماضی کو فتحہ پر مبنی اس لیے رکھا کہ فتحہ سکون کا بھائی ہے کیوں کہ فتحہ سکون کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا ہے نیز فتحہ الف کا جز ہے اور الف ساکن ہوتا ہے اور الف دو فتحوں سے مرکب ہوتا ہے جب بھی کہیں الف لکھیں تو اس کے شروع اور آخر میں فتحہ آتا ہے جیسے قَالَ تو فتحہ الف کا بھائی ہے لہذا ماضی کو سکون پر مبنی رکھنا جب ممتنع ہوگیا کہ دو ساکن جمع ہو جاتے تو پڑھنا دشوار ہوتا کیوں کہ الف ساکن اور لام کلمہ بھی ساکن رکھتے تو دو ساکن ہو جاتے اس لیے فتحہ پر مبنی رکھا جو الف کا قریبی ہے تاکہ خرابی لازم نہ آئے اور فتحہ پر مبنی رکھنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔

سوال:(۵)۔مضارع اسم فاعل سے کتنی چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے اور معرب ہونے کے لیے کیا شرط ہے تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: مضارع اسم فاعل سے دو چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے

(۱) اسم فاعل فعل مضارع سے عمل لیتا ہے جب اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو تو مضارع کا عمل کرتا ہے جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ غُلَامَه الآنَ أَوْ غَدًا تو یہاں ضَارِبٌ کی جگہ يَضْرِبُ غُلَامَهٗ عَمرًوا (زید اپنے غلام کو مارتا ہے یا مارے گا) کہنا درست ہے۔

(۲) فعل مضارع نکرہ کی صفت لانے میں اسم فاعل سے مشابہت رکھتا ہے جس طرح نکرہ موصوف کی صفت اسم فاعل سے آتی ہے اسی طرح مضارع سے بھی آتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ وَ يضْرِبُ (میں مارنے والے مرد کے پاس سے گزرا) تو یہاں ضَارِبٍ کی جگہ يَضْرِبُ لانا درست ہے۔اور معرب ہونے کے یہی دو چیزیں ضروری ہیں ماضی میں اسم فاعل سے صرف ایک مشابہت پائی جاتی ہے کہ وہ اسم فاعل کی

طرح نکرہ کی صفت بنتا ہے لیکن دوسری شرط یعنی اسم فاعل کا ماضی سے عمل لینا یہ معدوم ہے اس لیے مشابہت ناقص ہونے کی وجہ سے ماضی مبنی ہے اور مضارع میں پوری مشابہت ہے اس لیے معرب ہے۔

سوال:(۶)۔امر کو سکون پر مبنی کیوں رکھا گیا؟

جواب: فعل امر اسم فاعل سے کسی بھی طرح سے مشابہت نہیں رکھتا(1) فعل امر نہ اسم فاعل سے عمل لیتا ہے(2)اور نہ نکرہ موصوف کی صفت بنتا ہے تو مشابہت پورے طور پر معدوم ہے اس لیے سکون پر مبنی رکھا۔

سوال(۷)۔مضارع معرب ہوتا ہے اور ماضی مبنی تو ماضی میں کونسی شرط فوت ہے اور مضارع میں وہ شرط موجود ہے؟

جواب: مضارع اس لیے معرب ہوتا ہے کہ اس میں دونوں شرطیں پائی جارہی ہیں (1)اسم فاعل کی طرح نکرہ کی صفت واقع ہونا(2)اور اسم فاعل کا فعل مضارع سے عمل لینا۔اور معرب ہونے کے لیے یہ دونوں شرطیں ضروری ہیں ماضی میں پہلی شرط تو پائی جاتی ہے کہ وہ اسم فاعل کی طرح نکرہ کی صفت بنتا ہے لیکن دوسری شرط اسم فاعل کا ماضی سے عمل لینا یہ معدوم ہے اس لیے ماضی کو مبنی رکھا۔

سوال:(۸)۔ماضی میں الف،واؤ،اور نون کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: ماضی کے آخر میں الف کا اضافہ اس لیے کیا گیا تاکہ وہ تثنیہ پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَا ،ضَرَبَتَا ،ضَرَبْتُمَا ۔اور واؤ کا اضافہ اس لیے کیا تاکہ وہ جمع مذکر غائب پر دلالت کرے،اور نون کا اضافہ اس لیے کیا تاکہ وہ جمع مؤنث غائب وحاضر پر دلالت کرے۔اس کو مصنف نے یوں فرمایا تاکہ وہ ھُمَا ھُمُوا اور ھُنَّ پر دلالت کریں۔

سوال:(۹)۔ ضَرَبُوا میں باء کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: ضَرَبُو اصل میں ماضی ہے اور ماضی فتحہ پر مبنی ہوتا ہے تو باء کو فتحہ کے بجائے ضمہ واؤ کی وجہ سے دیا جب باء سے واؤ متّصل ہوا تو باء کو ضمہ دیا کیوں کہ واؤ اپنے ماقبل حرف پر ضمہ چاہتا ہے اس لیے باء کو ضمہ دیا گیا۔

سوال:(۱۰)۔ رَموا میں بھی واؤ ہے لیکن اس سے پہلے ضمہ کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب: رَموا میں واو ہونے کے باوجود میم کو ضمہ اس لیے نہیں دیا کیوں واؤ اور میم کے درمیان ایک حرف اور ہے جو یاء ہے تو اصل میں واؤ سے پہلے یاء ہے کیوں کہ رَموا کی اصل رَمَيُوا ہے تو یا متحرک ماقبل میم متحرک لہذا یاء کو الف سے بدل دیا اب دو ساکن الف اور واؤ جمع ہوئے الف گر گیا رَموا ہو گیا، تو واؤ فاعل کی علامت ہے حرف اصلی نہیں ہے۔

سوال:(۱۱)۔ رَضُوا میں ضاد کو ضمہ کیوں دیا گیا حالانکہ واؤ سے پہلے ضاد نہیں ہے؟

جواب: رَضُوا کی اصل رَضِيُوا ہے اگر ضاد کو ضمہ نہیں دیتے اور کسرہ ہی باقی رکھتے تو کسرہ سے ضمہ کی طرف چڑھنا لازم آتا اور یہ مشکل ہے اس لیے یاء کو ساکن کر دیا کیوں کہ ضمہ اس پر ثقیل ہے تو اب دو ساکن واؤ اور یاء جمع ہو گئے یاء کو حذف کر دیا رَضِوا ہوا پھر ضاد کے کسرہ کو ضمہ سے بدل دیا تا کہ پھر کسرہ سے ضمہ کی طرف چڑھنا لازم نہ آئے تو ضاد پر ضمہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ واؤ سے فوراً پہلے ہے بلکہ واؤ سے پہلے تو یاء ہے جو گر گئی اور ضاد کو ضمہ اس لیے دیا کہ اب آخر میں واؤ ہے اور واؤ سے پہلے ضمہ آتا ہے تا کہ واؤ کی مناسبت برقرار رہے۔

فائدہ: اَلْكَسْرَةُ التَّحقِيقِيَّةُ: زیر۔ اَلضَّمَّةُ التَّحقِيْقِيَّةُ: پیش۔ اَلْكَسْرَةُ التَّقْدِيْرِيَّةُ: یاء۔ اَلضَّمَّةُ التَّقْدِيْرِيَّةُ: واؤ۔

سوال:(۱۲)۔ جمع کے صیغے ضَرَبُوا کے آخر میں الف کیوں لکھا گیا مع مثال بیان کریں؟

جواب: اس کے لکھنے کی دو وجہیں ہیں:

(1) پہلی وجہ: واؤ عطف اور واؤ جمع میں تفریق کے لیے ایسا کیا گیا جیسے حَضَرَ وَ قَتَلَ یہاں درمیان میں جو واؤ ہے وہ عطف کا ہے اگر جمع کے صیغے کے آخر میں الف نہ ہوتا تو یہاں واؤ جمع کا شبہ پیدا ہو سکتا تھا اس لیے جمع کے صیغے کے آخر میں واؤ کا اضافہ کیا۔

(2)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جمع اور واحد کی واؤ میں فرق پیدا کرنے کے لیے مثلاً جن لوگوں کے نزدیک حرف جازم کے ساتھ حرف علت نہیں گرتا اور وہ لَمْ یَدْعُو پڑھتے ہیں ان کے نزدیک واحد اور جمع میں فرق کے لیے جمع میں الف کا اضافہ کر دیا تاکہ واحد اور جمع میں تمیز ہو جائے۔

سوال: (۱۳)۔ تَاء کو مؤنث کی علامت کیوں قرار دیا گیا؟

جواب : تاء کو مؤنث کی علامت قرار دیا اس لیے تاء کا مخرج دوسرا ہے اور مؤنث پیدائش میں بھی دوسری ہے اس لیے تاء مؤنث کو دی گئی۔

سوال: (۱۴)۔ اگر اس کا برعکس کرتے یعنی تا مذکر کو دیدیتے اور مؤنث کو بغیر تا کے رکھتے تب بھی فرق ہو جاتا تو ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب: ایسا کرنے میں اگرچہ فرق ہو جاتا مگر اصل اور فرع کا اعتبار کرتے ہوئے مذکر جو اصل ہے اسے بغیر تا کے رکھا اور مؤنث جو فرع ہے اسے تا دی اس لیے کہ تا مؤنث کے مناسب ہے۔

سوال (۱۵) ۔ ضَرَبْنَ، ضَرَبْتَ، وغیرہ میں باء کو کیوں ساکن کیا؟

جواب : ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ میں باء کو اس لیے ساکن کیا تاکہ لگاتار چار حرکتیں کلمہ واحدہ میں جمع نہ ہوں۔

سوال: (۱۶)۔ ماضی کے چودہ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

جواب : عقل کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اٹھارہ صیغے ہوں چھ غائب اور چھ مخاطب اور چھ متکلّم کے لیکن ماضی کے چودہ صیغے ہی آتے ہیں اس لیے کہ یہ سماعی ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ماضی

کے چودہ صیغے استعمال ہوتے ہیں چھ غائب چھ مخاطب اور دو متکلّم کے یعنی واحد متکلّم اور جمع متکلّم چار کی جگہ استعمال ہوتے ہیں اور باقی چار استعمال نہیں ہوتے اس لیے متکلّم کو اکثر حالت میں دیکھا جاتا ہے تو دیکھنے سے معلوم ہوجائے گا کہ وہ ایک ہے یا زیادہ اور آواز سے پہچانا جاتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث اس لیے متکلّم کے دو صیغے استعمال ہوتے ہیں۔

سوال (۱۷)۔ کیا ضمیر مرفوع متّصل پر بغیر تاکید کے عطف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نہیں ہے تو کیوں؟

جواب: ضمیر مرفوع متّصل پر ضمیر مرفوع منفصل لائے بغیر عطف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ ضمیر مرفوع متّصل فعل سے شدت اتصال کی وجہ سے کلمہ کے جز کی طرح ہوتی ہے اب اگر اس پر عطف کریں گے تو کلمہ کے بعض اجزا پر عطف کرنا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔لہٰذا ضَرَبْتَ وَزَيْدٌ کہنا درست نہیں بلکہ ضَرَبْتَ أَنْتَ وَزَيْدٌ کہنا درست ہو گا۔

سوال:(۱۸)۔ آپ کا یہ کہنا کہ ضَرَبْنَ ضَرَبْتَ میں باء کو اس لیے ساکن کیا تاکہ پے در پے چار حرکتیں جمع نہ ہوں حالانکہ ضَرَبَتَا میں چار حرکتیں پے در پے جمع ہیں؟

جواب: ہم نے جو کہا کہ پے در پے چار حرکتیں جمع نہ ہوں یہ صحیح ہے اور آپ کا دلیل میں ضَرَبَتَا کو پیش کرنا کہ اس میں پے در پے چار حرکتیں جمع ہو رہی ہیں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ضَرَبَتَا میں تاء کی حرکت ساکن کے حکم میں ہے جب تثنیہ بنایا تو الف کا اضافہ کیا گیا تو اس تاء کی حرکت الف کی وجہ سے ہے اور وہ حرکت عارضی ہے اور عارض معدوم ہوتا ہے تو تاء کی حرکت سکون کے درجہ میں ہے۔

سوال:(۱۹)۔ ضَرَبَكَ میں بھی چار حرکتیں پے در پے جمع ہیں اس کا جواب کیا ہو گا؟

جواب: ضَرَبَكَ میں چار حرکتیں پے در پے جمع نہیں ہیں بلکہ کاف اس میں خطاب کا ہے اور کاف فاعل کی ضمیر نہیں بلکہ ضمیر منصوب ہے اور ضمیر منصوب فعل کے جز کی طرح

نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ وہ مفعول ہے اور مفعول فضلہ ہوتا ہے اور کلام اس کے بغیر فعل اور فاعل سے پورا ہوجاتا ہے تو گویا کہ وہ ایک ہی کلمہ نہیں ہے۔

سوال:(۲۰)۔هُدَبِدٌ میں بھی چار حرکتیں لگاتار جمع ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب : هُدَبِدٌ میں چار حرکتیں پے در پے جمع نہیں ہیں اس لیے کہ اس کی اصل هُدَابِدٌ ہے پھر قصر کی گئی جس طرح عِجْيَطٌ میں کی گئی اس کی اصل مِخْيَاطٌ ہے۔

سوال:(۲۱).ضَرَبْنَ جمع مؤنث میں ضَرَبَتْ واحد مؤنث کی تاء کو حذف کیوں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْنَ میں ضَرَبَتْ کی تاء کو اس لیے حذف کیا گیا تاکہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہوجائیں جس طرح مُسْلِمَاتٌ جمع مؤنث میں مُسْلِمَةٌ واحد کی تاء کو حذف کر دیا گیا۔

سوال:(۲۲)۔ مُسْلِمَاتٌ میں واحد کی تا کو اس لیے حذف کیا گیا کہ وہ دونوں ایک جنس کی ہیں لیکن ضَرَبْنَ میں کیوں حذف کیا جبکہ وہ دونوں علامتیں ایک جنس کی نہیں ہیں ضَرَبَتْ میں علامت تاء ہے اور ضَرَبْنَ میں نون ہے اور دونوں ایک جنس کی نہیں ہیں؟

جواب: مُسْلِمَاتٌ میں واحد کی تاء کو حذف کیا گیا کہ وہ دونوں ایک جنس کی ہیں لیکن ضَرَبْنَ میں اگرچہ دونوں علامت ایک جنس کی نہیں ہیں تب بھی تاء کو حذف کر دیا فعل کے ثقل ہونے کی وجہ سے لہذا فعل میں دو تانیث کی علامتوں کے اجتماع سے بچنا ضروری ہے خواہ وہ دونوں ایک جنس کی ہوں یا ایک جنس کی نہ ہوں نیز یہ کلمہ مؤنث ہے اور مؤنث مذکر کے مقابل ثقیل ہوتا ہے کیوں کہ اس میں ایک قسم کی زیادتی ہوتی ہے فعل تو پہلے سے ثقیل ہے اب اگر تانیث کی دو علامتیں جمع کر دیتے تو اور زیادہ ثقیل ہوجاتا اس لیے ضربنَ میں تانیث کی علامت تا کو حذف کر دیا گیا خواہ وہ ایک جنس کی ہوں یا نہ ہوں تاکہ ثقل پیدا نہ ہو۔

سوال:(۲۳)۔مُسْلِمَاتٌ میں تَا کو حذف کر دیا گیا لیکن حُبْلَیَاتٌ میں مؤنث کی دونوں علامتیں برقرار ہیں ایسا کیوں؟

جواب: مُسْلِمَاتٌ میں تاء کو حذف کر دیا گیا لیکن حُبْلَیَاتٌ میں مونث کی دونوں علامتیں برقرار ہیں اس لیے ان دونوں علامت کا جمع ہونا جائز ہے ایک جنس کے دونوں نہ ہونے کی وجہ سے

سوال:(۲۴)۔مذکر حاضر اور مؤنث حاضر اور متکلّم کے صیغوں میں فرق کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: مذکر حاضر اور مونث حاضر کے صیغوں میں فرق نہیں کیا گیا تثنیہ میں استعمال کے قلت کی وجہ سے اور متکلّم میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے اس لیے متکلّم اکثر حالت دیکھا جاتا ہے اور آواز سے جان لیا جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مونث۔

سوال:(۲۵)۔اسم ظاہر کی جگہ ضمیر کو کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب:اسم ظاہر کی جگہ ضمیر کو اختصار کے لیے لایا جاتا ہے۔

سوال:(۲۶)۔ضَرَبْتُمَا میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُمَا میں میم کا اضافہ اس لیے کیا گیا تاکہ الف اشباع سے التباس نہ ہو الف اشباع سے مراد فتحہ کو اتنا لمبا کر کے پڑھنا کہ الف کی آواز پیدا ہو جاے الف اشباع کہلاتا ہے۔ نیز یہ اشعار کے آخر میں لایا جاتا ہے۔

سوال:(۲۷)۔اشباع کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حرکت کو اس طرح کھینچنا کہ زبر سے الف، زیر سے یاء اور پیش سے واؤ کی آواز پیدا ہو ۔(فیروز اللغات کلاں)

سوال:(۲۸)۔اَخُوْكَ اَخُو مُكَاثَرَةٍ پورا شعر مع ترجمہ لکھیں اور اس میں موجود محل استشہاد بیان کریں؟

جواب: اَخُوْكَ اَخُوْ مُكَاشَرَةٍ وَضِحْكٍ ......وَحَيَّاكَ الالٰهُ فَكَيْفَ اَنْتَا.

فَإِنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰى..................تُوَفِّيَ كُلُّ نَفْسٍ مَا ضَمِنْتَا

ترجمہ: (اے میرے ممدوح) تمھارا بھائی تو ہنسنے مسکرانے والا ہے اور خدا تمھاری عمر دراز کرے تم کیسے ہو؟ تو تم بے شک روزی کے کفیل ہو یہاں تک کہ ہر شخص اس حق کو مکمل وصول کر لے جس کے تم کفیل ہو۔

شعر میں ضَمِنْتَا میں الف اشباع کے لیے ہے اگر ضَرَبْتُمَا میں میم کا اضافہ نہیں کیا جاتا تو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ الفِ اشباع ہے یا الفِ تثنیہ ہے۔

فائدہ: یہ ایک عورت تھی جس کا خاوند بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا۔اس کے انتقال کے بعد اُس عورت نے اپنے خاوند کے بھائی سے شادی کر لی۔وہ اُس کے پہلے خاوند کی طبیعت کے برعکس تھا۔تو اُس سے اُس عورت نے یہ اشعار کہے تھے۔

سوال:(۲۹)۔ضَرَبْتُمَا میں میم کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُمَا میں میم کو خاص کیا گیا اس لیے کہ اس کے تحت اَنْتُمَا ضمیر ہے

سوال:(۳۰)۔ اَنْتُمَا میں میم کو کیوں داخل کیا گیا؟

جواب: مخرج میں تاء کے میم سے قریب ہونے کی وجہ سے اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا۔

سوال:(۳۱)۔ضَرَبْتُمَا،ضَرَبْتُمْ،اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو اس لیے ضمہ دیا گیا ہے اس لیے تاء فاعل کی ضمیر ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور چونکہ ضمہ شفوی ہے اور میم بھی شفوی ہے اور اس کی مطابقت اور ہم مخرج ہونے کی وجہ سے ضمہ کو خاص کیا گیا۔

سوال:(۳۲)۔واحد مذکر حاضر میں فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب :واحد مذکر حاضر میں فتحہ دیا گیا تاکہ اس کے اخوات اور متکلّم سے التباس لازم نہ آئے۔

سوال:(۳۳)۔ضَرَبْتُمْ میں میم کیوں زائد کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُمْ میں میم کا اضافہ تثنیہ اور جمع میں موافقت کے لیے کیا گیا۔

سوال:(۳۴)۔ضَرَبْتُمْ میں واؤ کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُمْ میں جمع کی ضمیر کو حذف کر دیا گیا ہے اور وہ واؤ ہے اس لیے ضَرَبْتُمْ کی اصل ضَرَبْتُمُوا ہے تو واؤ کو حذف کر دیا اس لیے کہ میم واؤ کے ساتھ اسم کی منزل میں ہے کیوں کہ کسی بھی اسم کے آخر میں واؤ نہیں پایا جاتا ہے کہ جس کا ماقبل مضموم ہو۔

سوال:(۳۵)۔ضَرَبُوا میں بھی آخر میں واؤ موجود ہے اور ماقبل مضموم ہے تو اُسے کیوں باقی رکھا گیا حذف کرنا چاہیے تھا؟

جواب: ضَرَبُوْا کے آخر میں واؤ تو ہے اور ماقبل بھی مضموم ہے لیکن واؤ کو حذف نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہاں باء اسم کی منزل میں نہیں ہے۔

سوال:(۳۶)۔ضَرَبْتُمُوْهُ میں واؤ کا ماقبل مضموم ہے پھر بھی واؤ نہیں گرا؟

جواب: ضَرَبْتُمُوْه میں یہ قاعدہ اس لیے جاری نہیں ہوا کیوں کہ واؤ کا آخر طرف میں واقع ہونا شرط ہے تو ضَرَبْتُمُوْهُ میں واؤ کیوں کہ آخر میں واقع نہیں ہوئی تو اس وجہ سے یہ حذف نہیں ہوا جیسا کہ عِظَایَةٌ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا کیوں کہ یا طرف میں واقع نہ ہونے کی وجہ سے اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

سوال:(۳۷)۔ ضَرَبْتُنَّ میں نون کو مشدد کیوں لایا گیا اور اُس کی اصل کیا ہے؟

جواب: ضَرَبْتُنَّ میں میم کو مشدد کیا گیا ہے اس لیے اس کی اصل ضَرَبْتُمْنَ ہے کیوں کہ تثنیہ کی موافقت میں یہاں بھی نون کا اضافہ کیا گیا، لہٰذا نون اور میم کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر ادغام کر دیا۔

سوال:(۳۸)۔ نون اور میم کے قریب المخرج ہونے کی بناء پر میم کو نون سے بدلنے پر کوئی مثال دیں۔

جواب: عَمْبَرٌ اصل میں عَنْبَرٌ تھا نون اور میم قریب المخرج ہیں مخرج میں قرب کی وجہ سے نون کو میم سے بدل دیا گیا عَنْبَرٌ ہو گیا۔

سوال:(۳۹)۔ ضَرَبْتُنَّ میں نون کا ماقبل باء ساکن کیوں نہیں کیا جبکہ ضَرَبْنَ یَضْرِبْنَ میں نون کا ماقبل باء ساکن ہے؟

جواب: ضَرَبْتُنَّ میں نون کا ماقبل ساکن نہیں کیا اس لیے تاء خطاب کو ساکن کرنا ممکن نہیں ہے ورنہ دو ساکن باء اور تاء کا اجتماع لازم آئے گا۔

سوال:(۴۰)۔ ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو حذف کر دیتے ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب: ضَرَبْتُنَّ اگر تاء کے ماقبل با کو ساکن کیا جائے تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا اور تاء کو حذف بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ وہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی ہے۔

سوال:(۴۱)۔ ضَرَبْتُ میں تاء کو زیادہ کیوں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُ میں تاء کو زیادہ کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کے تحت اَنَا ضمیر ہے

سوال:(۴۲)۔ واحد متکلّم کے صیغہ ضَرَبْتُ میں تاء کی جگہ لفظِ اَنَا میں سے الف یا نون کا اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُ میں اَنَا میں سے کسی حرف کی زیادتی ممکن نہیں ہے التباس کی وجہ سے یعنی اگر الف کو زیادہ کرتے تو تثنیہ مذکر غائب ضَرَبَا سے التباس لازم آتا اسی طرح اگر نون کا

اضافہ کرتے تو جمع مؤنث غائب ضَرَبْنَ سے التباس لازم آتا اسی وجہ سے انا میں سے کسی حرف کی زیادتی نہیں کی جائے گی

سوال:(۴۳)۔پھر ضَرَبْتُ میں صرف تا ہی کو کیوں اختیار کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْتُ میں تاء کو اختیار اس لیے کیا گیا،کیوں کہ دوسرے صیغوں مثلاً واحد مؤنث غائب ضَرَبَتْ،واحد مذکر حاضر ضَرَبْتَ،واحد مؤنث حاضر ضَرَبْتِ میں بھی تاء کا ضافہ کیا گیا ہے۔

سوال(۴۴)۔جمع متکلّم کے صیغہ ضَرَبْنَا میں الف اور نون کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب:ضَرَبْنَا میں نون کا اضافہ کیا گیا ہے اس لیے کے جمع متکلّم کی ضمیر نَحْنُ ہے اس لیے کسی ایسے حرف کا اضافہ ضروری تھا جو اس ضمیر پر دلالت کرے،لہذا نون کا اضافہ کیا گیا ۔اور نون کے ساتھ الف کا اضافہ اس لیے کیا گیا تاکہ جمع مؤنث غائب ضَرَبْنَ سے التباس لازم نہ آئے تو ضَرَبْنَا ہو گیا۔

سوال:(۴۵)۔ضمیریں ماضی اور اُس کے اخوات میں داخل ہوتی ہیں اَخوات سے مراد کون چیزیں ہیں؟

جواب : ضمیریں ماضی اور اس کے اخوات میں داخل ہوتی ہیں اخوات سے مراد تمام افعال اور اسمائے مشتقات ہیں یعنی مضارع ،امر،نہی اسم فاعل ،اسم مفعول ،صفت مشبہ ،اسم تفضیل وغیرہ۔.

سوال:(۴۶)۔کُل ضمیریں کتنی ہیں؟

جواب :کل ضمیریں 60ہیں۔

سوال:(۴۷)۔ضمیر اصل میں تین ہیں، مرفوع، منصوب، مجرور پھر چھ کیسے بنیں گی اور چھ سے ۷۲ کیسے بنیں گی اور کونسی ضمیریں خارج ہوں گی اور کیوں خارج ہوں گی ہر ایک کی تفصیل اور ضمیروں کی قسمیں مع مثال بیان کریں؟

جواب: ضمیریں اصل میں تین ہیں (1)مرفوع ،(2)منصوب ،(3)مجرور ، تو اتصال اور انفصال کی طرف نظر کرتے ہوئے ہر ایک دو قسمیں ہو جائیں گی (1)متّصل (2)منفصل پھر 2 کو 3 میں ضرب دیا تو 6 ہو گئیں (1) مرفوع متّصل (2)مرفوع منفصل ۔(3)منصوب متّصل ۔(4)منصوب منفصل ۔(5)مجرور متّصل (6)مجرور منفصل ۔پھر 6 کو 12 میں ضرب دیا تو 72 ہو گئے ۔

(1)ضمیریں مرفوع متّصل 12 (2) ضمیریں مرفوع منفصل 12 (3)ضمیریں منصوب متّصل 12 (4)ضمیریں منصوب منفصل 12(5)ضمیریں مجرور متّصل 12 (6) ضمیریں مجرور منفصل 12 تو ان میں سے مجرور منفصل کو خارج کر دیا تاکہ مجرور کا جار پر مقدم کرنا لازم نہ آئے پھر 5 اقسام رہ گئیں ۔(1)مرفوع متّصل ۔(2)مرفوع منفصل ۔(3)منصوب منفصل ۔(4)۔منصوب منفصل ۔(5)۔مجرور متّصل ۔

سوال:(۴۸)۔ہر گردان کے کتنے صیغے بنتے ہیں اور خارج کر کے کتنے بچتے ہیں اور کس کس صیغہ کو خارج کیا اور کیوں خارج کیا؟

جواب: قیاس کا تقاضا تو یہ تھا ہر گردان کے 18 صیغے ہوتے 6 غائب کے ۔6 حاضر کے ۔6 متکلّم کے ۔لیکن 6 خارج کر کے ہر گردان کے صیغے 12 بچے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ غائب میں 6 صیغوں کا احتمال تھا تو 5 صیغوں پر اکتفا کیا گیا۔ غائب میں تثنیہ کے مشترک ہونے اور قلت استعمال کی وجہ سے ایک صیغہ کم کر دیا گیا اور مخاطب کے 6 صیغوں میں سے ایک تثنیہ کا صیغہ کم کر دیا گیا۔ جبکہ متکلّم میں واحد متکلّم ایک کر دیا گیا تو ایک صیغہ کم ہوا۔ جمع متکلّم میں تثنیہ مذکر و مؤنث ، جمع مذکر و مؤنث شامل کر دیا گیا تو تین صیغے کم ہو گیے متکلّم میں کل 4 صیغے

کم ہوے۔ جبکہ غائب و مخاطب کے صیغوں میں دو دو صیغے کم ہوئے۔ کل **6** صیغے کم ہوئے۔
18 سے 6 نکال کر 12 باقی رہ گئے۔
اور متکلّم میں دو صیغوں واحد متکلّم جمع متکلّم پر اکتفا کیا گیا اور باقی چار کو خارج کر دیا گیا کیوں کہ متکلّم اکثر اوقات دکھائی دیتا ہے یا آواز سے پہچانا جاتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث اور جو دکھائی دے یا آواز سے پہچانا جائے تو اس کی زیادہ مثالیں نہیں لائی جاتیں کیوں کہ زیادہ مثالیں لانا عبث و فضول ہے اس لیے دو صیغوں پر اکتفا کر دیا گیا۔

سوال:(۴۹)۔هُوَ کے جمع کا صیغہ کیا تھا پھر اس میں تعلیل کیسے کی اور بعد میں کیا صیغہ بنا؟

جواب: هُوَ کے جمع کا صیغہ هُوُوْا آتا ہے اور تثنیہ هُوَا ہے جمع میں دو واؤ جمع ہو گئیں اور اجتماع متجانسین مطلقاً ثقیل ہوتا ہے لہذا واؤ اول کو میم سے تبدیل کر دیا میم سے اس لیے تبدیل کیا کہ واؤ اور میم قریب المخرج ہیں تو هُمُوا ہو گیا پھر اس میم کی وجہ سے جو واؤ سے بدل کر آئی ہے هُمُوا کو اسم متمکّن کا درجہ حاصل ہو گیا پھر معروف قاعدہ "ہر وہ واؤ جو اسم متمکّن میں طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیتے ہیں" کی وجہ سے اس کے آخر سے واؤ کو حذف کر دیا پھر آخر کو ساکن کر دیا تو هُمْ بن گیا۔

سوال:(۵۰)۔هُوَ کی تثنیہ کا صیغہ تعلیل کے بعد کیا ہو گا؟

جواب: هُوَ کی تثنیہ کا صیغہ تعلیل کے بعد هُمَا ہو گا۔

سوال:(۵۱)۔هُوَ کے تثنیہ هُوَا میں واؤ کو میم سے کیوں بدل دیا گیا؟

جواب: هُوَ کے تثنیہ میں واؤ کو میم سے بدل دیا اس لیے کہ فتحہ قوی تھا اور واؤ ضعیف تھا اسے میم سے بدل دیا تاکہ فتحہ قوی میم قوی پر واقع ہو جاے عدم تبدیلی کی صورت میں فتحہ قوی واؤ ضعیف پر واقع ہوتا اس لیے واؤ کو میم سے بدل دیا۔

سوال:(۵۲)۔اَنْتُمَا اور اَنْتُمْ میں میم کیوں داخل کیا؟

جواب: اَنْتُمَا میں میم نہ لاتے تو الف شباع کے ساتھ التباس لازم آتا کیونکہ اگر میم کا اضافہ نہ کرتے تو پتا نہ چلتا کہ اَنْتَا جیسی مثال میں کہ یہ الف تثنیہ کا ہے یا الف اشباع کا لہذا میم کا اضافہ کر دیا کہ اَنْتُمَا یہ تثنیہ کا صیغہ ہے مناسبت کی وجہ سے جمع کو تثنیہ پر محمول کر لیا گیا یعنی اَنْتُمْ کو اَنْتُمَا پر حمل کیا گیا۔

سوال:(۵۳)۔وہ واؤ جو کلمہ کے آخر میں ہو اور ماقبل مضموم ہو تو وہ واؤ حذف ہو جاتا ہے هُوَ کے آخر میں واؤ ہے اور ماقبل مضموم ہے پھر بھی واؤ کو حذف کیوں نہ کیا؟

جواب: یہ قاعدہ صحیح ہے کہ وہ واؤ جو کلمہ کے آخر میں ہو اور ماقبل مضموم ہو تو وہ واؤ حذف ہو جاتا ہے لیکن حذف کرنے کے لیے کسی کلمہ میں کم از کم تین حروف کا ہونا ضروری ہے ۔پہلا، آخری اور درمیان والا جو کہ ابتدا اور انتہا کو جدا جدا رکھے کیوں کہ هُوَ میں واؤ کو حذف کرتے تو یہ کلمہ نہ رہتا اس لیے واؤ کو حذف نہ کیا۔

سوال:(۵۴)۔کس صورت میں هُوَ کے واؤ کو حذف کیا جاتا ہے مثال اور دلیل کے ساتھ پیش کریں؟

جواب:اُس صورت میں هُوَ کی واو کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور کلمہ مل جائے لیکن ایک قاعدہ کے ساتھ "واؤ طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: هُوَ ساتھ لام ملایا تو لَهُوَ ہو گیا پھر واؤ کو حذف کر دیا گیا تو لَهُ ہو گیا پھر ضمہ میں اشباع کیا تو لَهٗ ہو گیا۔

سوال:(۵۵)۔کس صورت میں هُوَ کی هَا کو واؤ کے حذف کے بعد ضمہ اور کسرہ دیا جاتا ہے اور هَا سے پہلے یاء ہو تو هَا کو ضمہ کیوں نہیں دیا جاتا ہے؟

جواب: هُوَ کے واؤ کو حذف کرنے کے بعد هَا مضموم اپنے حالت پر برقرار رہتا ہے جیسے لَهٗ۔اور اگر هَا کا ماقبل مکسور یا یاے ساکنہ ہو تو هَا کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے غُلَامِهٖ اصل

میں فِي غُلَامِ هُوَ تھا واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا تو فِي غُلَامِ هُ ہو گیا۔ آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو فِي غُلَامِهِ ہو گیا پھر کسرہ میں اشباع کیا تو فِي غُلَامِهٖ ہو گیا۔ اور فِيْهٖ اصل میں فِي هُوَ تھا قاعدہ کے مطابق فِي هُ ہوا پھر آخر کا ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو فِيْهِ ہو گیا۔ اور بِهٖ اصل میں بِهُوَ تھا واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا تو بِهُ ہو گیا پھر آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو بِهِ ہو گیا پھر کسرہ میں اشباع کیا تو بِهٖ ہو گیا ۔ اور هَا سے پہلے یا ہونے کی صورت میں هَا کو ضمہ اس لیے نہیں دیا جاتا تاکہ کسرہ حقیقی یا تقدیری سے ضمہ حقیقی کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسے فِي غُلَامِهٖ اور فِيْهٖ میں۔

سوال:(۵۲)۔ هِيَ کی یاء کو الف سے کب بدل دیا جاتا ہے اور هِيَ کی یاء کو میم سے کب کیوں بدلا جاتا ہے؟

جواب: هِيَ کے ساتھ جب کوئی دوسرا لفظ مل جائے تو اس کی یاء کو الف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: هِيَ کے ساتھ لام لگایا تو لَهِيَ ہو گیا پھر ہ کو تخفیف کے لیے فتحہ دیا تو لَهَيَ بن گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو لَهَا بن گیا۔

مصنف نے اس کو سمجھانے کے لیے دو مثالیں پیش کی ہیں: مثال (۱) یَا غُلَامِي سے یَا غُلَامَا بنا۔ اصل میں یَاغُلَامِيَ تھا۔ میم کے کسرہ کو تخفیف کے لیے فتحہ سے بدل دیا تو یَا غُلَامَيَ بن گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو یَاغُلَامَا بن گیا۔

مثال (۲)۔ جیسے: یَابَادِيَةُ سے یَابَادَاةُ بنا۔ اصل میں یَابَادِيَةُ تھا دال کو تخفیف کے لیے فتحہ دے دیا گیا تو یَا بَادِيَةُ ہو گیا۔ پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا تو یَابَادَاةُ بن گیا۔

هِيَ سے تثنیہ بنانے کے لیے آخر میں الف کا اضافہ کیا تو هِيَا ہوگیا تو اس میں یاء ضعیف تھی اور فتح ثقیل تھا تو اس سے بچنے کے لیے یاء کو میم سے بدل دیا تو فتحہ جو یاء پر ثقیل تھا وہ قوی حرف میم پر داخل کر دیا۔

سوال:(۵۷)۔مصنف علیہ الرحمہ نے دو ہی مثالیں کیوں پیش کیں ؟

جواب: مصنف علیہ الرحمہ نے کلام عرب سے دو مثالیں دیں اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ یہ قانون صرف یائے متکلّم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ میں بھی یہ قانون پایا جاتا ہے

سوال:(۵۸)۔هُنَّ کی اصل کیا تھا پھر بعد میں کیا ہوا؟

جواب: هُنَّ کی اصل هُمْنَ تھی میم کا نون میں ادغام کر دیا کیوں کہ میم مخرج میں نون سے قریب ہے تو هُنَّ ہوگیا۔

سوال:(۵۹)۔افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال میں بھی فاعل اور مفعول کی دو ضمیروں کا اجتماع کیوں جائز نہیں اور افعال قلوب میں کیوں جائز ہے؟

جواب:افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال میں فاعل اور مفعول کی دو ضمیروں کا اجتماع جائز نہیں ورنہ ایک شخص کا ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول بننا لازم آئے گا اور یہ درست نہیں ہے جیسے: ضَرَبْتَكَ (تونے خود کو مارا) ضَرَبْتُنِي (میں نے خود کو مارا) نہیں کہہ سکتے لیکن افعال قلوب میں جائز ہے اس لیے افعال قلوب کا پہلا مفعول حقیقت میں مفعول نہیں ہوتا ہے۔

سوال:(۶۰)۔افعال قلوب کا پہلا مفعول حقیقت میں کیا ہوتا ہے اور انہیں افعال قلوب کیوں کہتے ہیں؟

جواب :افعال قلوب کا پہلا مفعول مضاف الیہ ہے اور مفعول ثانی مضاف ہے مثلاً عَلِمْتُكَ فَاضِلًا بنے گا عَلِمْتُ فَضْلَكَ ۔اسی طرح عَلِمْتُنِي فَاضِلًا بنے گا

عَلِمْتُ فَضْلِي ۔یعنی دوسرا مفعول پہلے کی طرف مضاف ہوگا اور مضاف مضاف الیہ مل کر عَلِمْتُ کے لیے مفعول بنیں گے۔(الحنفیہ:٦٨)۔

افعال قلوب اس لیے کہتے ہیں کیونکہ قلوب قلب کی جمع ہے اور قلب کا معنی ہے ''دل'' چونکہ ان افعال میں یقین وظن کا معنی پایا جاتا ہے اور ان معانی کا تعلق دل سے ہے نہ کہ دوسرے اعضا سے اس لیے انہیں ''افعال قلوب کہتے ہیں نیز انہیں ''افعال شک ویقین'' بھی کہتے ہیں کیوں کہ ان میں بعض افعال شک (ظن) اور بعض افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں ۔یہ 7 افعال ہیں اور وہ یہ ہیں عَلِمْتُ ، رَاَیْتُ ، وَجَدْتُ، ظَنَنْتُ ،حَسِبْتُ ،خِلْتُ زَعَمْتُ ۔ اور ان میں پہلے تین یقین کے لیے آتے ہیں اور اور ان کے بعد تین ظن کے لیے آتے ہیں اور زَعَمْتُ مشترک ہے کبھی یقین کے لیے آتا ہے کبھی ظن پر دلالت کرتا ہے اس لیے انہیں افعال قلوب کہتے ہیں۔

سوال:(٦١)۔ ضَارِبِيَّ کی اصل کیا ہے کس مثال کی روشنی میں اس میں تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: ضَارِبِيَّ اس کی اصل ضَارِ بُوْنَ يَ ہے نون اضافت کی وجہ سے گر گیا واو کو یاء بنادیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے باء کو کسرہ دیدیا ضَارِبِيَّ ہوگیا۔ جیسا کہ مَهْدِيَّ میں کیا گیا کہ اس کی اصل مَهْدُوْنَ يَ تھی نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، پھر واو کو یاء بنادیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے دال کو کسرہ دیدیا مَهْدِيَّ ہوگیا۔

سوال:(٦٢)۔ کتنی جگہوں میں ضمیر مرفوع متّصل پوشیدہ ہوتی ہے مع مثال بیان کریں؟

جواب : پانچ جگہوں میں ضمیر مرفوع متّصل پوشیدہ ہوتی ہے (١) **واحد مذکر غائب** کے صیغہ میں چاہے ماضی ،مضارع،امر یا نہی ہو جیسے ضَرَبَ،یَضْرِبُ ،لِيَضْرِبْ،لَا يَضْرِبْ ان تمام میں هُوَ ضمیر پوشیدہ ہے۔ (٢) ۔واحد مؤنث غائب کے صیغے میں خواہ ماضی، مضارع ، امر یانہی ہو جیسے ضَرَبَتْ ،تَضْرِبُ،لِتَضْرِبْ ،لَا تَضْرِبْ ان

تمام میں هِيَ ضمیر پوشیدہ ہے(۳) ماضی کے علاوہ مضارع، امر اور نہی کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے جیسے تَضْرِبُ ،اِضْرِبْ ،لَا تَضْرِبْ ان تمام میں أَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے۔ (۴)فعل مضارع کے واحد متکلّم اور جمع متکلّم کے صیغوں میں جیسے اَضْرِبُ،نَضْرِبُ واحد متکلّم میں اَنَا ضمیر پوشیدہ ہے نَضْرِبُ میں نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہے۔ (۵) صفت کے تمام صیغوں میں خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول جیسے ضَارِبٌ ،ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ ، ضَارِبَةٌ،ضَارِبَتَانِ،ضَارِبَاتٌ.مَضْرُوْبٌ،مَضْرُوْبَانِ،مَضْرُوْبُوْنَ، مَضْرُوْبَةٌ ،مَضْرُوْبَتَانِ ،مَضْرُوْبَاتٌ ان تمام صیغوں میں ترتیب وار هُوَ ،هُمَا،هُمْ،هِيَ ،هُمَا ،هُنَّ ضمیریں مرفوع پوشیدہ ہیں۔

سوال:(۶۳)۔تَضْرِبِيْنَ میں یاعلامت خطاب ہے یاعلامتِ فاعل مع اختلاف بیان کریں؟

جواب : (۱)اَخْفش کے نزدیک تَضْرِبِيْنَ کا فاعل أَنْتِ ہے اور یاء علامتِ خطاب ہے (۲) جبکہ سیبویہ، عام نحوی اور صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیر بارز فاعل ہے جیسا کہ تَضْرِبُوْنَ میں واؤ ضمیر بارز فاعل ہے ،یہی دوسرا قول راجح ہے۔

سوال:(۶۴)۔تَضْرِبِيْنَ میں ضمیر بارز کے لیے یاء ہی کو اختیار کیوں کیا؟

جواب: تَضْرِبِيْنَ میں یاء کے تانیث میں علامتِ فاعل بنانے کی وجہ یہ ہے کیوں کہ یاء هٰذِي میں مؤنث کے لیے استعمال ہوئی ہے اس لیے یاء کو تانیث میں علامت فاعل بنایا گیا۔

سوال:(٦٥)۔تَضْرِبِيْنَ میں أَنْتِ کے حروف میں سے کچھ بھی اضافہ کیوں نہیں کیا اس کے تحت بحث رقم فرمائیں؟

جواب : تَضْرِبِيْنَ میں أَنْتِ کے حروف میں سے کسی حرف کا اضافہ اس لیے نہیں کیا کہ اگر الف کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبَانِ بنتا اور اس طرح تثنیہ کے صیغے سے التباس لازم آتا ۔اگر نون کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبُنْنَ بنتا اور اس طرح دو نون کا اجتماع لازم آتا۔اور تاء کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبُتْنَ بنتا تو تاء کی تکرار لازم آتی ایک شروع میں اور دوسری درمیان میں ،اور یاء کو نہ لاتے تو واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا کہ دونوں صیغے ایک جیسے ہوجاتے جیسے تَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ لہذا ان خرابیوں سے بچنے کے لیے یاء کو اختیار کیا۔

سوال:(٦٦)۔التباس سے بچنے کے لیے تَضْرِبِيْنَ میں نون کے ماقبل کو حرکت کیوں نہیں دی یا نون کو حذف کر دیا جاتا اور یاء کو نہ لایا جاتا؟

جواب: اگر نون کے ماقبل کو فتحہ دیا جاتا تو حالت وقف میں خفیفہ کے صیغے واحد مذکر حاضر تَضْرِبَنْ سے التباس لازم آتا اور ضمہ دیتے تو نون خفیفہ کے صیغہ جمع مذکر حاضر تَضْرِبُنْ سے التباس لازم آتا۔اگر کسرہ دیتے تو نون خفیفہ کے صیغہ واحد مؤنث حاضر تَضْرِبِنْ سے التباس لازم آتا۔اگر نون کو حذف کر دیا جاتا تو واحد مذکر حاضر کے صیغے تَضْرِبُ سے التباس لازم آتا لہذا ان خرابیوں سے بچنے کے لیے یاء کو اختیار کیا۔

سوال:(٦٧)۔مرفوع متّصل میں ضمیر کو پوشیدہ کیوں رکھا گیا منصوب اور مجرور میں کیوں نہیں؟کتنے صیغوں میں ضمیر کو پوشیدہ رکھا گیا؟

جواب:صرف ضمیر مرفوع کو ہی پوشیدہ رکھا گیا کیوں کہ ضمیر مرفوع فعل کے جزکی منزل میں ہے جبکہ ضمیر منصوب ومجرور کو پوشیدہ نہ رکھا رکھا گیا کیوں کہ ضمیر منصوب ومجرور فعل کے جز

کی منزل میں نہیں ہے کیوں کہ وہ فضلہ میں سے ہیں اور ضمیر مرفوع فعل کا فاعل بنتی ہے اور فاعل فعل کے لیے لازم ہوتا ہے۔

فعل ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں ضمیر کو مستتر رکھا گیا۔

سوال:(۶۸)۔ کون سے صیغوں میں ضمیر کو ظاہر کیا گیا اور کونسی ضمیر قوی ہے اور کونسی خفیف؟

جواب: ماضی کے تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں ضمیر کو ظاہر کیا گیا اور واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث میں پوشیدہ رکھا گیا ضمیر کو پوشیدہ رکھنا خفیف ہے اور ضمیر کو ظاہر کرنا قوی ہے۔

سوال:(۶۹)۔ ضمیر قوی کن صیغوں کو دی اور ضمیر خفیف کن صیغوں کو دی؟

جواب: ضمیر خفیف واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب کو دی گئی ضمیر کو پوشیدہ رکھنا خفیف ہے اور غائب بھی متکلّم اور مخاطب کے مقابلے میں ضعیف ہے۔ اور ابراز ظاہر کرنا قوی ہے اور مخاطب اور متکلّم بھی قوی ہیں لہذا ضمیر خفیف مفرد ضعیف کو اور ضمیر قوی مخاطب اور متکلّم کو دی گئی ۔

سوال:(۷۰)۔ ضمیر خفیف متکلّم قوی اور مخاطب قوی کو دیدیتے اور ضمیر قوی غائب ضعیف کو دیدیتے تو کیا خرابی تھی؟

جواب: اگر ضمیر خفیف متکلّم قوی اور مخاطب قوی کو دیتے ہیں اور ضمیر قوی غائب ضعیف کو دیتے تو خلاف اولی لازم آتا۔

سوال:(۷۱)۔ ماضی کے حاضر اور متکلّم کے صیغوں میں ضمیر ظاہر کی گئی اور مستقبل کے صیغوں میں پوشیدہ کیوں رکھی گئی؟

جواب: کیوں کہ استتار ایک کمزور دلیل ہے جبکہ ابراز قوی دلیل ہے اور متکلّم و مخاطب کلام میں قوی ہوتے ہیں کہ کلام کا دار و مدار انہیں پر ہوتا ہے لہذا قوی صیغہ کو قوی دلیل دی گئی ۔

کیوں کہ اصل فاعل کا ظاہر ہونا ہے اور بارز ظاہر کا نائب ہوتا ہے لہذا بارز فاعل کے وجود پر قوی دلالت کرتا ہے کیوں کہ یہ لفظ میں مذکور ہونے کی وجہ سے ظاہر کے قریب ہے اور مستتر بارز کا نائب ہے لہذا مستتر فاعل کے وجود پر ضعیف دلالت کرتا ہے کیوں کہ یہ لفظ میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے ظاہر کے ساتھ کسی بھی طرح کی مشارکت نہیں رکھتا۔

اور مستقبل کے متکلّم و مخاطب کے صیغوں میں پوشیدہ اس لیے رکھی گئی تاکہ ماضی اور مضارع کے درمیان فرق ہوجائے یعنی ماضی میں ضمیر بارز لائے اور مضارع میں ضمیر مستتر ۔

سوال:(۷۲)۔ کن پانچ جگہوں میں ضمیر پوشیدہ رکھی گئی اور اُس کے علاوہ میں کیوں نہیں رکھی گئی ؟

جواب : مرفوع متّصل پانچ جگہوں میں پوشیدہ رکھی گئی **(۱)**۔واحد مذکر غائب میں **(۲)** واحد مؤنث غائب میں **(۳)**۔ماضی کے علاوہ واحد مذکر حاضر میں پوشیدہ ہوتی ہے ۔**(۴)**۔مضارع کے متکلّم کے صیغہ میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے چاہے وہ واحد متکلّم ہو یا جمع متکلّم ۔**(۵)** صفت کے صیغوں میں پوشیدہ ہوتی ہے چاہے وہ اسم فاعل ،اسم مفعول ہو،اسم تفضیل وصفت مشبہ ہو۔

ان پانچ جگہوں کے علاوہ کہیں بھی ضمیر پوشیدہ نہیں رکھی گئی کیوں کہ اور دوسری جگہوں میں استتار کی علت موجود نہیں ہوتی ہے کیوں کہ ان پانچ جگہوں میں فاعل نہ ظاہر ہے اور نہ بارز و مجبوراً فاعل کو مستتر مانا گیا۔

سوال:(۷۳)۔ ضَرَبْتَ میں تَا،ضَرَبْنَ میں نون،ضَرَبَا میں الف فاعل ہیں تو کیا یہ افعال بھی اسماء ہیں یا نہیں ؟

جواب: ضَرَبْتَ میں تَا،ضَرَبْنَ میں نون،ضَرَبَا میں الف فاعل ہیں اور یہ افعال اسماء نہیں ہیں ۔

سوال:(۷۴)۔ضَرَبَتْ کی تاضمیر ہے یاعلامت، جوبھی ہودلائل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: ضَرَبَتْ کی تاءضمیر نہیں بلکہ علامت ہے اس لیے اس لیے کہ ضَرَبَتْ کے بعد فاعل اسم ظاہر آتا ہے تو یہ حذف نہیں ہوتی جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ ،اگر تاءفاعل کی ضمیر ہوتی تو اسم ظاہر آنے سے ساقط ہوجاتی کیوں کہ ساقط نہ ہونے کی صورت میں بغیر عطف کے دوفاعل کاہونالازم آئے گاجودرست نہیں۔

سوال:(۷۵)۔ضَارِبَانِ،ضَارِبُوْنَ وغیرہ میں الف واوٗوغیرہ ضمیر ہیں یاکوئی اور ضمیر ہے مع دلیل بیان کریں؟

جواب :صفات کے صیغے تثنیہ میں آنے والا الف اور جمع میں آنے والا واوٗ فاعل کی ضمیر نہیں ہیں کیوں کہ یہ حالت نصبی وجری میں تبدیل ہوجاتے ہیں یعنی الف اور واوٗیاءبن جاتے ہیں اور جوضمیر ہوتی ہے وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتی ہے جیساکہ فعل مضارع کا تثنیہ اور جمع کا صیغہ تَضْرِبَانِ اور تَضْرِبُوْنَ میں الف اور واوٗ حالتِ رفع میں حالت نصب میں اور حالت جزم میں باقی رہتے ہیں ۔لہذا صفات کے تثنیہ کے صیغوں میں هُمَا اور جمع کے صیغوں میں هُمْ هُنَّ ضمیر ہیں اور فاعل ہیں۔

سوال(۷۶)۔کن صیغوں میں ضمیر کو پوشیدہ رکھناواجب ہے اور اگر ان کے بعد فاعل ظاہر لے آئیں توکیساہے؟

جواب: فعل امر کے صیغہ واحد مذکر حاضر،فعل مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر واحد اور جمع متکلّم جیسے اِفْعَلْ،تَفْعَلُ،اَفْعَلُ .نَفْعَلُ میں ضمیر کو مستتر رکھنا واجب ہے کیوں کہ یہ صیغے معین فاعل پر دلالت کرتے ہیں یعنی مخاطب یا متکلّم پر۔اب اگر ان صیغوں میں فاعل اسم ظاہر لائیں تو قبیح ہے کہ اسم ظاہر غائب ہوتا ہے اور صیغہ،خطاب وتکلم کا ہے لہذا اِفْعَلْ زَیْدٌ ،اَفْعَلُ زَیْدٌ وغیرہ کہنادرست نہیں۔

فَصْلٌ فِی الْمُسْتَقْبِلِ

فصل مستقبل کے بیان میں

وَهُوَ يَجِيءُ اَيْضًا عَلٰی اَرْبَعَةَ عَشَرَ وَجْهًا نَحْوُ يَضْرِبُ إِلٰی نَضْرِبُ .وَ يُقَالُ لَهٗ مُسْتَقْبِلٌ لِوُجُوْدِ مَعْنَی الإِسْتِقْبَالِ فِی مَعْنَاهُ ،وَ يُقَالُ لَهٗ مُضَارِعٌ لِأَنَّهٗ مُشَابِهٌ بِضَارِبٍ فِی الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَعَدَدِ الْحُرُوْفِ وَفِي وُقُوْعِهٖ صِفَةً لِلنَّكْرَةِ فِي مِثْلِ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ مَقَامَ ضَارِبٍ وَفِی دُخُوْلِ لَامِ الإِبْتِدَاءِ نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَلَيَقُوْمُ وَ بِاسْمِ الْجِنْسِ فِي الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ يَعْنِی كَمَا إِنَّ إِسْمَ الْجِنْسِ يَخْتَصُّ بِلَامِ الْعَهْدِ كَذٰلِكَ يَخْتَصُّ يَضْرِبُ بِسَوْفَ وَالسِّيْنِ ،وَ بِالْعَيْنِ فِی الإِشْتِرَاكِ بَيْنَ الْحَالِ وَالإِسْتِقْبَالِ .

ترجمہ۔اور فعل مستقبل بھی چودہ طریقوں پر آتا ہے جیسے يَضْرِبُ سے نَضْرِبُ تک ،اور اس کے معنی میں استقبال کا معنی پائے جانے کی وجہ سے اس کو مستقبل بھی کہتے ہے اور اس کو مضارع بھی کہتے ہیں ،اس لیے کہ یہ حرکات وسکنات اور عددِ حروف میں اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں ضَارِبٌ (اسم فاعل) سے مشابہت رکھنے والا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٌ يَضْرِبُ ،اور لام ابتدا کے داخل ہونے میں فعل مضارع اسم فاعل سے مشابہت رکھنے والا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَ لَيَقُوْمُ ،اور عموم وخصوص میں اسم جنس کے ساتھ مشابہت رکھنے والا یعنی جس طرح اسم جنس لام عہد کے ساتھ خاص ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع (يَضْرِبُ) بھی سَوْفَ اور سِيْن کے ساتھ خاص ہوتا ہے فعل مضارع حال اور استقبال کہ درمیان مشترک ہونے میں لفظ عَيْن کہ ساتھ مشابہت رکھنے والا ہے

ثُمَّ زِيْدَتْ عَلَی الْمَاضِي حُرُوْفُ اَتَيْنَ حَتّٰی مُسْتَقْبِلًا،لِأَنَّ بِتَقْدِيْرِ النُّقْصَانِ مِنْهُ يَصِيْرُ اَقَلَّ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ ،وَزِيْدَتْ فِی الأَوَّلِ دُوْنَ الآخِرِ ،لِأَنَّ فِی الآخِرِ يَلْتَبِسُ بِالْمَاضِی وَاُشْتُقَّ مِنَ الْمَاضِی لِأَنَّهٗ يَدُلُّ عَلَی الثُّبَاتِ ،وَزِيْدَتْ

فِي الْمُسْتَقْبِلِ دُوْنَ الْمَاضِي لِأَنَّ الْمَزِيْدَ عَلَيْهِ بَعْدَ الْمُجَرَّدِ وَزَمَانَ الْمُسْتَقْبِلِ بَعْدَ زَمَانِ الْمَاضِي فَأُعْطِيَ السَّابِقُ لِلسَّابِقِ وَاللَّاحِقُ لِلَّاحِقِ .

ترجمہ: پھر فعل ماضی پر حروفِ اَتَيْنَ کو زیادہ کیا گیا تاکہ فعلِ مستقبل بن جائے، اس لیے کہ اس سے کمی کی تقدیر میں کلمہ قدرِ صالح سے کم ہو جاتا ہے، اور فعل ماضی کے شروع میں حروف اتین کی زیادتی کی گئی ہے نہ کہ فعل ماضی کے آخر میں، اس لیے کہ آخر میں زیادتی کرنے سے صیغہ فعل ماضی سے ملتبس ہو جاتا ہے، اور فعل مضارع کو فعل ماضی سے مشتق (بنایا) کیا گیا ہے اس لیے کہ فعل ماضی معنیٰ ثبات پر دلالت کرتا ہے، اور مستقبل میں زیادتی کی گئی نہ کہ ماضی میں اس لیے کہ مزید علیہ مجرد کے بعد آتا ہے اور زمانہ مستقبل زمانہ ماضی کے بعد آتا ہے، پس سابق کو سابق اور لاحق کو لاحق دیا گیا۔

وَعُيِّنَتِ الأَلِفُ لِلْمُتَكَلِّمِ الْوَاحِدِ لِأَنَّ الأَلِفَ مِنْ أَقْصَى الْحَلْقِ وَ هُوَ مَبْدَأُ الْمَخَارِجِ وَالْمُتَكَلِّمُ هُوَ الَّذِيْ يُبْتَدَئُ الْكَلَامُ مِنْهُ ،وَقِيْلَ لِلْمُوَافَقَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنَا .وَعُيِنَتِ الْوَاوُ لِلْمُخَاطَبِ لِكَوْنِهَا مُنْتَهَى الْمَخَارِجِ وَالْمُخَاطَبُ هُوَ الَّذِى يُنْتَهَى الْكَلَامُ بِهٖ ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاوُ تَاءً حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ الْوَاوَاتُ فِيْ مِثْلِ وَوُوْجَلُ فِي الْعَطْفِ وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ اَلْأَوَّلُ مِنْ كُلِّ كَلِمَةٍ لَا يَصْلُحُ لِزِيادَةِ الْوَاوِ وَحُكِمَ بِأَنَّ وَاوَ وَرَنْتَلٍ اَصْلِيٌّ .وَعُيِّنَتِ الْيَاءُ لِلْغَائِبِ لِأَنَّ الْيَاءَ مِنْ وَسْطِ الْفَمِ ،وَالْغَائِبُ هُوَ الَّذِى فِي وَسْطِ كَلَامِ الْمُتَكَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ .

ترجمہ: اور واحد متکلّم کے لیے الف کو متعیّن کیا گیا ہے، اس لیے کہ الف اقصیٰ حلق سے ادا ہوتا ہے اور یہ مخارج کے ابتداء کی جگہ ہے اور متکلّم وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی ابتدا کی جاتی ہے، اور کہا گیا ہے کہ اَفْعَلْ اور اَنَا کے درمیان موافقت کی وجہ سے الف کو متعیّن کیا گیا ہے، اور مخاطب کے لیے واو کو متعیّن کیا گیا ہے واو کے منتہیٰ مخارج ہونے کی وجہ سے۔ اور مخاطب وہ ہے جس سے کلام کی انتہا کی جاتی ہے، پھر واو کو تاء سے بدل دیا گیا ہے تاکہ عطف

کی صورت میں چند واو جمع نہ ہوں وَوَوْجَلٌ کی مثل میں۔اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ہر کلمہ کا شروع واؤکی زیادتی کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور اس بات کا حکم لگایا گیا ہے کہ وَرَنْتَل کی واو اصلی ہے، اور یاء کو غائب کے لیے متعیّن کیا گیا ہے اس لیے کہ یاء منہ کے وسط سے ادا ہوتی ہے اور غائب وہ ہے جو متکلّم اور مخاطب کے کلام کے درمیان ہوتا ہے۔

وَعُيِّنَتِ النُّوْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ إِذَا كَانَ مَعَهُ غَيْرُهُ ،لِتَعَيُّنِهَا لِذٰلِكَ فِيْ ضَرَبْنَا ،فَإِنْ قِيْلَ لِمَ زِيْدَتِ النُّوْنُ فِيْ نَضْرِبُ .قُلْنَا لِأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ شَيْءٌ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِيْ خُرُوْجِهَا عَنْ هَوَاءِ الْخَيْشُوْمِ ،وَفُتِحَتْ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ لِلْخِفَّةِ إِلَّا فِي الرُّبَاعِي وَهُوَ فَعْلَلَ وَاَفْعَلَ وَفَعَّلَ وَفَاعَلَ لِأَنَّ هٰذِهِ الأَرْبَعَةَ رُبَاعِيَّةٌ ،وَالرُّبَاعِيُّ فَرْعٌ لِلثُّلَاثِي ،وَالضَّمَّةُ اَيْضًا فَرْعٌ لِلْفَتْحِ ،وَقِيْلَ لِقِلَّةِ اِسْتِعْمَالِهِنَّ .وَ يُفْتَحُ مَا وَرَاءَهُنَّ ،لِكَثْرَةِ حُرُوْفِهِنَّ .

ترجمہ: اور جمع متکلّم کے لیے نون کو متعیّن کیا گیا ہے، جبکہ اس کے ساتھ اس کا غیر بھی ہو، ضَرَبْنَا میں نون کے آنے کی وجہ سے مضارع کے صیغے جمع متکلّم میں بھی نون کو متعیّن کیا گیا ہے، پس اگر کہا جائے کہ نَضْرِبُ میں نون کی زیادتی کیوں کی گئی ہے، تاہم کہیں گے کہ اس لیے کہ حروف علت میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا، اور نون ناک کے بانسے کی ہوا سے ادا ہونے میں حروفِ علت سے قریب ہے (لہٰذا اس مناسبت کی وجہ سے نون کو متعیّن کیا گیا ہے) اور حروف مضارع کو خفت کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے سوائے رباعی کے اور وہ فَعْلَلَ وَاَفْعَلَ وَفَعَّلَ وَفَاعَلَ ہیں، اس لیے کہ یہ چاروں رباعی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ فتحہ کی فرع ہے اور کہا گیا ہے کہ (رباعی میں علامتِ مضارع کو ضمہ) ان کے قلتِ استعمال کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ (فَعْلَلَ وَاَفْعَلَ وَفَعَّلَ وَفَاعَلَ) کو ان کے حروف کی کثرت کی وجہ سے فتحہ دیا جاتا ہے۔

أَمَّا يُهْرِيْقُ اَصْلُهُ يُرِيْقُ وَهُوَ مِنَ الرُّبَاعِيِّ ،فَزِيْدَتِ الْهَاءُ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ وَتُكْسَرُ حُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ فِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ إِذَا كَانَ مَاضِيْهِ

مَكْسُوْرَ الْعَيْنِ اَوْمَكْسُوْرَ الْهَمْزَةِ حَتّٰى تَدُلَّ عَلٰى كَثْرَةِ الْمَاضِى نَحْوُ يِعْلَمُ وَتِعْلَمُ وَاِعْلَمُ وَنِعْلَمُ وَ يِسْتَنْصِرُ وَتِسْتَنْصِرُ وَاِسْتَنْصِرُ وَنِسْتَنْصِرُ ،وَفِى بَعْضِ اللُّغَاتِ لَا تُكْسَرُ الْيَاءُ لِثِقْلِ الْكَسْرَةِ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيفِ .

ترجمہ: اور رہا یُهْرِ يْقُ تو اس کی اصل يُرِ يقُ ہے اور یہ رباعی میں سے ہے پس ہا کو خلاف قیاس زیادہ کیا گیا ہے ،اور بعض لغات میں حروفِ مضارع کو کسرہ دیا جاتا ہے جب کہ اس کی ماضی مکسور العین ہو یا مکسور الہمزہ ہو تاکہ وہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے جیسے : يِعْلَمُ وَتِعْلَمُ وَاِعْلَمُ وَنِعْلَمُ وَ يِسْتَنْصِرُ وَتِسْتَنْصِرُ وَاِسْتَنْصِرُ وَنِسْتَنْصِرُ ۔اور بعض لغات میں یائے ضعیف پر کسرہ کے ثقل کی وجہ سے یاء کو کسرہ نہیں دیا جاتا (اور باقی حروف مضارع کو کسرہ دیتے ہیں ان میں ثقل نہ ہونے کی وجہ سے)

وَعُيِّنَتْ حُرُوْفُ الْمُضَارِعِةِ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى كَسْرَةِ الْعَينِ وَالْهَمْزَةِ فِى الْمَاضِى،لِأَنَّهَا زَائِدَةٌ فَإِعْطَاءُ الزَّائِدَةِ لِلزَّائِدَةِ اَوْلٰى .وَقِيْلَ لِأَنَّهٗ يَلْزَمُ بِكَسْرِ الْفَاءِ تَوَالِى اَرْبَعِ حَرَكَاتٍ وَبِكَسْرَةِ الْعَيْنِ يَلْزَمُ الاِلْتِبَاسُ بَيْنَ يَفْعِلُ وَ يَفْعَلُ وَبِكَسْرِ اللَّامِ يَلْزَمُ اِبْطَالُ الإِعْرَابِ.وَتُحْذَفُ التَّاءُ الثَّانِيَةُ فِى مِثْلِ تَتَقَلَّدُ وَتَتَبَاعَدُ وَتَتَبَخْتَرُ لِاجْتِمَاعِ الْحَرْفَيْنِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ وَعَدْمِ اِمْكَانِ الإِدْغَامِ ،وَعُيِّنَتِ الثَّانِيَةُ لِأَنَّ الأُوْلٰى عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ .

ترجمہ: اور ماضی میں عین اور ہمزہ کے کسرہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے حروفِ مضارع کو (کسرہ دینے کے لیے) متعیّن کیا گیا ہے ،اس لیے کہ حروفِ مضارع زائدہ ہیں اور زائد (حرکت) زائد (حروف) کو دینا اولی ہے ،اور کہا گیا ہے کہ فاء کو کسرہ دینے سے توالئی (لگاتار) حرکات اربعہ لازم آتا ہے اور عین کو کسرہ دینے سے يَفْعِلُ اور يَفْعَلُ کے درمیان التباس لازم آتا ہے اور لام کو کسرہ دینے سے اعراب کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور تَتَقَلَّدُ وَتَتَبَاعَدُ وَتَتَبَخْتَرُ کی مثل میں دوسری تاء کو ایک جنس کے دو حرف کے جمع ہونے

اور ادغام کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے اور (حذف کے لیے) دوسری تاء کو ہی متعیّن کیا گیا ہے اس لیے کہ پہلی تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی ہے۔

وَاُسْكِنَتِ الضَّادُ فِي يَضْرِبُ فِرَارًا عَنْ تَوَالِي الْحَرَكَاتِ الأَرْبَعِ وَعُيِّنَتِ الضَّادُ لِلإِسْكَانِ ،لِأَنَّ تَوَالِيَ الْحَرَكَاتِ يَلْزَمُ مِنَ الْيَاءِ ،فَإِسْكَانُ الضَّادِ الَّتِي تَكُوْنُ قَرِيْبًا مِنْهُ اَوْلٰى ،وَمِنْ ثَمَّ عُيِّنَتِ الْبَاءُ فِيْ ضَرَبْنَ لِلإِسْكَانِ ،لِأَنَّهُ قَرِيْبٌ مِنَ النُّوْنِ الَّذِى يَلْزَمُ مِنْهُ تَوَالِي اَرْبَعِ الْحَرَكَاتِ .وَسُوِّيَ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبَةِ فِي مِثْلِ تَضْرِبُ أَنْتَ وَتَضْرِبُ هِيَ ،لِإِسْتِوَائِهِمَا فِي الْمَاضِي مِثْلُ نَصَرَتْ وَ نَصَرْتَ ،وَلٰكِن لَا تُسْكَنُ فِي غَائِبَةِ الْمُسْتَقْبِلِ لِضَرُوْرَةِ الإِبْتِدَاءِ ،وَلَا تُضَمُّ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْمَجْهُوْلِ فِي مِثْلِ تُمْدَحُ وَلَا تُكْسَرُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِلُغَةِ تِعْلَمُ .

ترجمہ: اور یَضْرِبُ میں ضاد کو پے درپے چار حرکات کے آنے سے بچنے کے لیے ساکن کیا گیا ہے اور ساکن کرنے کے لیے ضاد ہی کو متعیّن کیا گیا ہے، اس لیے کہ یاء علامت مضارع کے آنے کی وجہ سے توالیٔ حرکات لازم آتا ہے لہذا اس ضاد کو ساکن کرنا جو یاء سے قریب ہے اولی ہے۔ اور اسی وجہ سے ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کرنے کے لیے متعیّن کیا گیا ہے اس لیے کہ باء اس نون کے قریب ہے جس کی وجہ سے چار حرکات کا پے درپے آنا لازم آتا ہے۔ اور تَضْرِبُ اَنْتَ وَ تَضْرِبُ هِيَ کے مثل میں مخاطب اور غائبہ کے درمیان برابری رکھی گئی ہے، نَصَرَتْ و نَصَرْتَ کے مثل ماضی میں ان دونوں کے برابر ہونے کی وجہ سے۔ اور لیکن مستقبل کے مؤنث غائب میں تاء کو ابتدا کی ضرورت کی وجہ سے ساکن نہیں کیا جاسکتا، اور اس تاء کو ضمہ بھی نہیں دیا جاسکتا تاکہ تُمْدَحُ کی مثل میں مجہول سے التباس نہ ہو سکے، اور تاء کو کسرہ بھی نہیں دیا جاسکتا تاکہ تِعْلَمُ کی لغت سے التباس نہ ہو سکے۔

فَإِنْ قِيْلَ يَلْزَمُ الإِلْتِبَاسُ اَيْضًا بِالْفَتْحَةِ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبَةِ ؟ قُلْنَا فِي الْفَتْحِ مُوَافَقَةٌ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَخَوَاتِهَا مَعَ خِفَّةِ الْفَتْحَةِ .فَإِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ فِي

آخِرِ الْمُسْتَقْبِلِ نُوْنٌ؟قُلْنَا عَلَامَةٌ لِلرَّفْعِ ،لِأَنَّ آخِرَ الْفِعْلِ صَارَ بِإِتِّصَالِ ضَمِيْرِ الْفَاعِلِ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ إِلَّا نُوْنُ يَضْرِبْنَ وَهُوَ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ كَمَا فِي فَعَلْنَ ،وَمِنْ ثَمَّ لَا يُقَالُ بِالتَّاءِ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِيْثِ .وَالْيَاءُ فِي تَضْرِبِينَ ضَمِيْرُ الْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ وَإِذَا دَخَلَ لَمْ ،يَنْتَقِلُ مَعْنَاهُ إِلَى الْمَاضِي ،لِأَنَّهَا مُشَابَهَةٌ بِكَلِمَةِ الشَّرْطِ .

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ مخاطب اور غائبہ کے در میان فتحہ دینے کی صورت میں بھی التباس لازم آتا ہے ؟ تو ہم کہیں گے کہ فتحہ کی صورت میں فتحہ کے خفیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے اور اس کے اخوات کے در میان موافقت ہے، پس اگر کہا جائے کہ مستقبل کے آخر میں نون کو کیوں داخل کیا گیا ہے تو ہم کہیں گے کہ نون رفع کی علامت ہے، اس لیے کہ فعل کا آخر ضمیر فاعل کے متّصل ہونے کی وجہ سے وسط کلمہ کی منزل میں ہے مگر یَضْرِبْنَ کا نون کہ یہ تانیث کی علامت ہے جیسے فَعَلْنَ میں، اور اسی وجہ سے فَعَلْنَ کو تاء کے ساتھ نہیں بولا جاتا تا کہ تانیث کی دو علامت جمع نہ ہوں، اور تَضْرِبِیْنَ کی یاء فاعل کی ضمیر ہے جیسے کہ گزرا اور جب مضارع میں لَمْ داخل ہو جائے تو مضارع کے معنی کو ماضی کی جانب منتقل کر دے گا اس لیے کہ لَمْ کلمہ شرط کے مشابہ ہے

فصل فی المستقبل
مستقبل کا بیان

سوال:(۱)۔فَصْلٌ فِي الْمُسْتَقْبِلِ ترکیبی اعتبار سے کیا ہے بحث سپرد قرطاس کریں؟

جواب: فَصْلٌ فِي المُسْتَقْبِلِ مبتدا محذوف کی خبر ہے فَصْلٌ مصدر مفعول کے معنی میں ہے اصل عبارت ہے "هٰذَا الْكَلَامُ مَفْصُوْلٌ عَنِ السَّابِقِ "(یعنی اس کلام کو گزشتہ کلام سے جدا کیا گیا ہے)۔هٰذَا الْكَلَامُ ترکیب اشاری ہو کر مبتدا،مَفْصُوْلٌ اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں هُوَ ضمیر مرفوع پوشیدہ نائب فاعل عَنْ حرف جار اَلسَّابِقِ مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف لغو صیغہ صفت اسم مفعول کا۔اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف لغو سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر۔مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال:(۲)۔اسے مستقبل کیوں کہتے ہیں اور اُسے مضارع کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اسے مستقبل اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں استقبال کا معنی پایا جاتا ہے جیسے يَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یا مارے گا)۔اور مضارع اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے مضارع بنا ہے ضَرْعٌ سے جس کا لغوی معنی ہے پستان، تھن،اور فعل مستقبل اور اسم فاعل نے ایک ہی تھن سے غذا حاصل کی ہے اس لیے یہ دونوں آپس میں مشابہ ہیں۔

سوال:(۳)۔مضارع اسم فاعل سے کتنی چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے اور کن چیزوں سے مشابہت رکھتا ہے؟

جواب:مضارع کی اسم کے ساتھ (خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مشترک یا اسم جنس)مشابہت کی کل پانچ صورتیں ہیں۔تین میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ ایک میں اسم جنس کے ساتھ مشابہت ہے اور ایک میں اسم مشترک کے ساتھ مشابہت ہے۔(۱) فعل مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ حرکات وسکنات اور تعداد حروف میں مشابہت ہے جیسے يَضْرِبُ مضارع میں حرکات وسکنات اور حروف کی تعداد ضَارِبٌ اسم فاعل کی حرکات وسکنات

اور تعداد حروف کے برابر ہے اسم فاعل کے پہلے حرف متحرک ہے توفعل مضارع میں بھی اسی طرح ہے۔اسم فاعل میں دوسرا حرف ساکن توفعل مضارع میں بھی دوسرا حرف ساکن ہے۔اسم فاعل میں تیسرا اور چوتھا حرف متحرک ہے تومضارع میں بھی تیسرا اور چوتھا حرف متحرک ہے ۔(۲) نکرہ کی صفت واقع ہونے میں یعنی جس طرح اسم فاعل نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے ایسے ہی مضارع بھی نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ کہہ سکتے ہیں (۳) لام ابتدا کا داخل ہونا یعنی جس طرح لام ابتدا اسم فاعل پر داخل ہوتا ہے ایسے ہی مضارع پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ اور اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ دونوں کہہ سکتے ہیں ۔(۴) ۔ مضارع اسم جنس کے ساتھ عموم وخصوص میں مشابہت رکھتا ہے جس طرح اسم جنس لام عہد کے ذریعہ خاص ہوتا ہے ایسے ہی مضارع بھی سین یاسوف کے ذریعہ معنی استقبال میں خاص ہوتا ہے جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ سے عام مرد مراد ہے اسی طرح يَضْرِبُ میں بھی حال ومستقبل کا معنی عام ہے اور جب رَجُلٌ پر الف لام عہد خارجی کا لگایا جائے تووہ شخص متعیّن ہوجاے گا اسی طرح مضارع پر سین یاسوف لگایا جائے تووہ مستقبل میں خاص ہوجائے گا اور جب لام ابتدا داخل کردیا جائے تو حال کے معنی میں ہوجاتا ہے جیسے:سَيَضْرِبُ ،سَوْفَ يَضْرِبُ،لَيَضْرِبُ۔(۵) فعل مضارع اسم مشترک کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جس طرح لفظ عین جو اسم ہے مختلف معانی مثلًا ،آنکھ،چشمہ ،جاسوس ،گھٹنا، میں مشترک ہے،اسی طرح فعل مضارع بھی زمانۂ حال اوراستقبال مشترک ہے ۔جب کوئی قرینہ پایا جائے تواسم مشترک کا ایک معنی خاص ہوجاتا ہے جیسے فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ اس سے مراد چشمہ ہے ۔اسی طرح جب مضارع پر سین یا سوف داخل ہوتو استقبال اور جب لام ابتدا داخل ہوتو حال کا معنی خاص ہوجاتا ہے ۔

سوال:(۴)۔ماضی پر کتنے حروف کا اضافہ کیا گیا اور کیوں ؟اور ان حروف کا اضافہ آخر میں کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب:مضارع پر چار حروف (أَتَيْنَ) کا اضافہ کیا گیا تاکہ وہ مستقبل ہوجائے اور ماضی میں حروف کم کرکے مستقبل نہیں بنایا گیا کیوں کہ ماضی میں حروف کم کرنے کی صورت میں غالبًا فعل کی درست مقدار سے کم رہ جاتے کم سے کم تین حرف رہنے چاہیے اس لیے ماضی میں کمی نہیں کی۔اور ان حروف کا اضافہ ماضی کے آخر میں کرتے تو مستقبل کا ماضی سے التباس لازم آتا مثلًا علامت مضارع ہمزہ کو ماضی واحد مذکر غائب کے آخر میں لاتے تو تثنیہ مذکر غائب ماضی کا صیغہ فَعَلَا بن جاتا تو تثنیہ ماضی سے التباس لازم آتا۔اگر آخر میں تاء کا اضافہ کرتے اور تاء کو تینوں حرکتیں دیتے تو فَعَلْتَ واحد مذکر حاضر،فَعَلْتِ واحد مؤنث حاضر،فَعَلْتُ واحد متکلّم سے التباس لازم آتا،اگر ساکن رکھتے تو فَعَلَتْ واحد مؤنث غائب سے التباس لازم آتا۔اگر نون کا اضافہ کرتے تو جمع مؤنث غائب ضَرَبْنَ سے التباس لازم آتا۔اور یا کے آخر میں اضافہ کرنے سے اگرچہ کسی سے التباس لازم نہیں آتا ہے لیکن اسے بھی ان تینوں پر قیاس کرکے التباس لازم آنے کا حکم لگادیا،اس لیے ان تمام خرابیوں کے باعث حروف اَتَيْنَ کا اضافہ ماضی کے شروع میں کیا تاکہ کسی سے التباس لازم نہ آئے۔

سوال:(۵)۔ماضی ہی سے مضارع کو مشتق کیوں کیا؟اور حروف أَتَيْنَ کو ماضی کے بجائے مضارع میں زیادہ کیوں کیا؟

جواب:مضارع کو ماضی سے اس لیے مشتق کیا گیا کہ ماضی ثبوت اور یقین پر دلالت کرتا ہے،یعنی ماضی میں ایک چیز ثابت ہوگئی جبکہ فعل مضارع میں نہیں ہوئی کیوں کہ مضارع آنے والے زمانہ پر دلالت کرتا ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ آنے والے کو گزرے ہوئے سے بنایا جائے اور حروف اَتَيْنَ کا اضافہ مستقبل میں اس لیے کیا گیا کہ مزید علیہ (یعنی جس پر اضافہ کیا

گیا) مجرد (یعنی زائد سے خالی) کے بعد آتا ہے اور زمانہ مستقبل زمانہ ماضی کے بعد آتا ہے تو سابق مجرد سابق ماضی کو دیدیا گیا اور لاحق مزید علیہ لاحق مستقبل کو دیدیا گیا۔

سوال:(۶)۔اَتَيْنَ میں سے الف کو واحد متکلّم کے لیے کیوں خاص کیا؟

جواب: الف کو واحد متکلّم کے لیے اس لیے خاص کیا کیوں کہ الف حلق کی انتہا سے ادا ہوتا ہے اور وہ مخرج کی ابتدا بھی ہے، اور متکلّم اسے کہتے ہیں جس سے کلام کی شروعات ہوتی ہے الف اور واحد متکلّم آغاز میں مشابہ ہیں اس لیے واحد متکلّم کو الف کو دیدیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الف اَنَا کے مشابہ ہے اور اَنَا بھی واحد متکلّم پر دلالت کرتا ہے اور اس میں الف بھی ہے اس لیے الف کے اَنَا سے مشابہ ہونے کے اعتبار سے واحد متکلّم کو الف دیدیا۔

سوال:(۷)۔واؤ کو کن صیغوں کے لیے خاص کیا اور کیوں پھر واؤ کہاں گیا حالانکہ واؤ تو حروف اَتَيْنَ میں نہیں ہے؟

جواب: واؤ کو مخاطب کے لیے خاص کیا گیا کیوں کہ واؤ مخرج کی انتہا سے ادا ہوتا ہے اور مخاطب وہ ہے جس پر کلام کی انتہا ہوتی ہے، پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا تاکہ عطف کی صورت میں وَوَوجَلُ جیسی مثالوں میں تین واؤ جمع نہ ہوں جیسے وَجِلٌ مثال واوی ہے پھر واؤ مضارع کا اضافہ کردیں پھر واؤ عطف بھی شامل کردیں جیسے تَقْتُلُ وَوَوْجَلُ تو اس طرح تین واؤ جمع ہوجائیں گے اور یہ کتے کی آواز کے مشابہ بھی ہوگا اور وہ ناپسندیدہ ہے اس لیے واؤ کو تاء سے بدل دیا تاکہ دونوں خرابی دور ہوجائیں۔ حالانکہ یہ خرابیاں مثال واوی میں ہوں گی لیکن مثال واوی کے علاوہ دوسروں کو بھی اسی پر محمول کرکے ہر جگہ واؤ کو تا سے بدل دیا اور ایک قانون جاری کردیا کہ ہر کلمہ کے شروع میں واؤ کو زیادہ کرنا منع ہے تاکہ سب کا حکم یکساں ہوجائے۔

نوٹ: یاد رہے کہ اجتماع واوات ایک کلمہ میں ناپسندیدہ ہے نہ کہ دو کلموں میں جیسے: ارشاد باری تعالی ہے: اَوَوْا وَّنَصَرُوا دو کلمے ہیں۔ اس وجہ سے ان میں ثقل پیدا نہ ہوا کیوں کہ پہلی واؤ کا دوسری میں ساکنہ ہونے کی وجہ سے ادغام ہوگیا۔

سوال:(۸)۔ ہر وہ واؤ جو کلمہ کے شروع میں ہو وہ گر جاتا ہے لیکن وَرَنْتَلٍ (سختی، شیر کا نام بھی ہے) کا واؤ کیوں باقی ہے؟

جواب: گرنے سے ہماری مراد شروع میں آنے والا وہ واؤ ہے جو زائد ہو، وَرَنْتَلٍ کا واؤ زائد نہیں بلکہ اصلی ہے اس لیے وَرَنْتَلٍ کا واؤ نہیں گرا۔

سوال:(۹)۔ یاء کو غائب کے صیغے کے لئے کیوں متعیّن کیا گیا اور نون کو جمع متکلّم کے لیے کیوں متعیّن کیا؟

جواب: یاء کو غائب کے صیغوں کے لیے اس لیے متعیّن کیا گیا کہ کلام کرنے والا متکلّم ہوتا ہے جس سے کلام کی شروعات ہوتی ہے اور جس سے بات کی جائے وہ مخاطب ہے جس پر کلام مکمل ہے اور جس کے بارے میں بات کی جائے وہ غائب ہے جو ان دونوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اور یا بھی منھ کے درمیان سے ادا ہوتی ہے تو جو درمیان میں آتا ہے یعنی غائب اسے درمیانی حرف یعنی یاء دیدی گئی۔ اور جمع متکلّم میں نون اس لیے دیا گیا کیوں کہ اس سے پہلے ماضی کے صیغہ ضَرَبنَا جمع متکلّم میں بھی نون ہے تو مضارع جمع متکلّم میں بھی ماضی کی موافقت کرتے ہوئے نون دیدیا تو نَضْرِبُ ہو گیا۔

سوال(۱۰)۔ نَضْرِبُ مضارع جمع متکلّم میں نون ہی کیوں زیادہ کیا گیا؟

جواب: نَضْرِبُ میں نون ہی زائد اس لیے کیا گیا کہ یا غائب کے صیغوں کے لیے متعیّن ہو گئی، تاء حاضر کے صیغوں کے لیے متعیّن ہو گئی، اور الف واحد متکلّم کے لیے متعیّن ہو گیا، حروف علت میں سے کوئی نہیں بچا جو جمع متکلّم کے صیغے کو ادا کرے لہٰذا ایسے حرف کا اضافہ کیا جو حرف علت کے قریب ہے اس لیے نون جمع متکلّم کو دیدیا کیوں کہ نون ناک کے بانسے سے نرمی کے ساتھ ادا ہونے میں حرف علت کے قریب ہے۔ نیز نَحْنُ کی موافقت کرتے ہوئے کیوں کہ نَحْنُ میں بھی نون ہے اس لیے جمع متکلّم کو بھی نون دیدیا گیا۔

سوال:(۱۱)۔حروف اَتَیْنَ کومضارع معروف میں فتحہ کے بجائے ضمہ یاکسرہ کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب: مضارع معروف میں علامتِ مضارع کو فتحہ اس لیے دیا گیاکہ فتحہ کسرہ یا ضمہ کی بنسبت سب سے ہلکی حرکت ہے، نیز معروف کا استعمال مجہول سے زیادہ ہوتا ہے اور کثرت استعمال خفت کا تقاضا کرتا ہے اس لیے علامات مضارع کو معروف میں خفت کی وجہ سے فتحہ دیا گیا۔

سوال:(۱۲)۔کن کن مقامات پر علامتِ مضارع معروف میں مضموم ہوتی ہے اور کیوں؟

جواب: جس باب کی ماضی میں چار حروف ہوں خواہ چاروں حروف اصلی ہوں جیسے بَعْثَرَ (رباعی مجرد) یااصلی اور زائد ملاکر چار ہوجائیں جیسے اَکْرَمَ (افعال) صَرَّفَ (تفعیل) قَاتَلَ (مفاعلۃ) ان چاروں بابوں کے علامت مضارع کو معروف میں بھی ضمہ دیں گے جیسے بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ، أَکْرَمَ یُکْرِمُ، صَرَّفَ یُصَرِّفُ، قَاتَلَ یُقَاتِلُ .

(۱)۔ علامت مضارع اس لیے مرفوع ہوتی ہے کیوں کہ فعل ماضی چار حروف آنے کی وجہ سے رباعی ہوگیا اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے، یونہی ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے لہذا مناسبت کی وجہ سے ثلاثی جو اصل ہے اسے فتحہ اصلی اور رباعی جو کہ فرع ہے اسے ضمہ فرعی دیدیا گیا۔

(۲)۔ان چاروں ابواب میں ضمہ ان کے قلت استعمال کے سبب دیا گیا اور ثلاثی میں فتحہ ان کے کثرت استعمال کے سبب دیا گیا قلت استعمال والے ابواب کو ضمہ اور کثرت استعمال والے ابواب کو فتحہ دیا جاتا ہے۔

سوال:(۱۳)۔آپ نے کہا کہ رباعی کے علاوہ میں حروف اَتَیْنَ کو فتحہ دیا جاتا ہے پھر یُهْرِیْقُ رباعی نہیں ہے بلکہ خماسی ہے پھر بھی علامتِ مضارع مضموم ہے ایسا کیوں؟

جواب: یُهْرِیْقُ اصل میں یُرِیْقُ ہے اَرْوَقَ یُرْوِقُ ۔واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ،واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی تو پہلے صیغے میں واؤ کو الف سے اور دوسرے

میں واؤ ساکن ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَرَاقَ یُرِیْقُ ہوگیا اور ھَا کا اضافہ خلافِ قانون کیا گیا تو اصل کے اعتبار سے یہ رباعی ہے، اس لیے علامت مضارع یَ پر ضمہ لانا درست ہے۔

سوال:(۱۴)۔ بعض لغات میں حروفِ مضارع کس شرط کے ساتھ مکسور ہوتے ہیں؟

جواب: بعض لغات میں حرف مضارع خواہ یا ہو یا اس کے علاوہ مکسور ہوتے ہیں لیکن جبکہ اس کا ماضی مکسور العین ہو جیسا کہ ثلاثی مجرد سَمِعَ وغیرہ میں ہوتا ہے یا ماضی میں ہمزہ مکسور ہو جیسا کہ خماسی اِفْتَعَلَ اور سداسی اِفْعِنْلَلَ میں ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ علامت مضارع کا کسرہ ماضی کے مکسور ہونے یا ہمزہ کے مکسور ہونے پر دلالت کرے جیسے یِعْلَمُ تِعْلَمُ، اِعْلَمُ نِعْلَمُ یِسْتَنْصَرُ، تِسْتَنْصَرُ، اِسْتَنْصَرُ، نِسْتَنْصَرُ وغیرہ۔

سوال:(۱۵)۔ بعض لغات میں یاء کو کسرہ کیوں نہیں دیا جاتا حالانکہ باقی حروف مضارع کو دیا جاتا ہے؟

جواب: بعض لغات میں یاء کو کسرہ اس لیے نہیں دیا جاتا کہ کسرہ ثقیل ہے اور یاء ضعیف ہے تو ثقیل کا خفیف پر واقع ہونا لازم آئے گا، ہاں بعض اہل لغت کے نزدیک اگر اس یاء کے بعد ایک یاء اور ہو تو اب کسرہ دے سکتے ہیں کیوں کہ ایک یاء کے آنے سے قوت حاصل ہوگئی جیسے یِیْئَسُ یِیْجَلُ۔

سوال:(۱۶)۔ یِعْلَمُ تِعْلَمُ تِسْتَنْصَرُ وغیرہ میں حروفِ مضارع ہی کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: یِعْلَمُ تِعْلَمُ اور تِنْسَنْصَرُ وغیرہ میں حروف مضارع کو کسرہ اس لیے دیا گیا تاکہ یہ کسرہ ماضی کے مکسور العین ہونے یا ماضی میں ہمزہ کے مکسور ہونے پر دلالت کرے جیسے یِعْلَمُ تِعْلَمُ، اِعْلَمُ نِعْلَمُ یِسْتَنْصَرُ، تِسْتَنْصَرُ، اِسْتَنْصَرُ، نِسْتَنْصَرُ.

اور اس لیے بھی حروف مضارع کو کسرہ دیا گیا کہ حروف مضارع زائد ہیں اور زائد حروف کو زائد حرکت دینا زیادہ اولی ہے۔

سوال:(۱۷)۔اگر فاء کلمہ کو کسرہ دیتے، یا عین کلمہ کو کسرہ دیتے، یا لام کلمہ کو کسرہ دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب :فاء کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں چار حرکت کا پے در پے ہونا لازم آتا اور عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں یَفْعِلُ یَفْعَلُ کے درمیان التباس لازم آتا لام کو کسرہ اس لیے نہیں دیا کہ اعراب باطل ہونا لازم آتا۔

سوال:(۱۸)۔تَتَقَلَّدُ تَتَبَاعَدُ تَتَبَخْتَرُ جیسی مثالوں میں کونسی تاء حذف ہوتی ہے؟

جواب : تَتَقلّدُ تَتَباعَدُ تَتَبَخْتَرُ جیسی مثالوں میں دوسری تاء کو حذف کیا جاتا ہے۔

سوال:(۱۹)۔تَتَقَلَّدُ تَتَبَاعَدُ تَتَبَخْتَرُ جیسی مثالوں میں دوسری والی تاء کو حذف کیوں کیا اگر پہلی والی تاء کو حذف کر دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب :دوسری والی تاء کو اس لیے حذف کیا گیا کہ دو حروف ایک جنس کے ہونے کی وجہ سے اور ادغام کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے دوسری تاء کو حذف کیا گیا اس لیے کہ جو پہلی ہے وہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔

سوال:(۲۰)۔یَضْرِبُ میں ضاد کو ساکن کیوں کیا اور ضاد ہی کو ساکن کیوں کیا کوئی اور حرف ساکن کر دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب :ضاد کو یَضْرِبُ میں ساکن کیا گیا پے در پے چار حرکات سے بچنے کے لیے اور ضاد کو سکون کے لئے متعیّن کیا گیا کیوں کہ لگاتار چار حرکتیں یاء کی وجہ سے لازم آئیں تو اس یاء کو ساکن کرنا ابتداء بالساکن ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے تو اس کے قریب والے لفظ ضاد کو ساکن کر دیا گیا جو کہ بہتر ہے بنسبت راء کے کیوں کہ راء بعید ہے اور باء کو ساکن کرنا ناجائز ہے کیوں

کہ وہ محل اعراب ہے اس طرح اعراب باطل ہوجائے گا اسی وجہ سے قریب والے ضاد کو ساکن کردیا۔

سوال:(۲۱)۔جب ماضی میں ضَرَبْتُ کی تاء کو ساکن کیا تو مضارع میں بھی اس صیغے کی تاء کو ساکن کردیتے تاکہ ماضی سے مشابہت باقی رہتی؟

جواب :جب ماضی میں ضَرَبْتُ کی تاء کو ساکن کیا اگر مضارع میں بھی تَضْرِبُ کی تاء کو ساکن کرتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا جو کہ محال ہے۔

سوال:(۲۲)۔مستقبل کے صیغے واحد مذکر غائب اور واحد مذکر مخاطب، تَضْرِبُ هِيَ، تَضْرِبُ أَنْتَ میں کوئی فرق کیوں نہیں کیا ایسا کیوں؟

جواب :مستقبل کے صیغہ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر مخاطب تَضْرِبُ هِيَ اور تَضْرِبُ أَنْتَ میں فرق اس لیے نہیں کیا بلکہ دونوں صیغے ایک جیسے لائے کہ ماضی اصل ہے اور مضارع فرع ہے تو چونکہ ماضی میں دونوں صیغے ہم شکل تھے جیسے ضَرَبَتْ اور ضَرَبْتَ تو اسی وجہ سے فرع میں بھی ایک جیسے لائے تاکہ فرع اصل کے مطابق ہوجائے لیکن اصل ماضی ضَرَبَتْ میں تاء ساکن تھی فرع مضارع میں تاء ساکن نہیں کی گئی کہ ابتدا بالسکون والی خرابی لازم آتی۔

سوال:(۲۳)۔تَضْرِبُ هِيَ میں تاء کو فتحہ کے بجائے ضمہ یا کسرہ دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب :تاء کو ضمہ دینے کی صورت میں باب فتح سے معروف اور مجہول میں التباس لازم آجاتا ہے تُمْدَحُ، تُمْدَحُ .اور کسرہ دینے کی صورت میں تِعْلَمُ جیسی لغات سے التباس لازم آتا اور پتہ نہ چل پاتا کہ ماضی مفتوح العین ہے یا مضموم العین ہے بلکہ ہر ماضی کو مکسور العین ہی تصور کرتے۔

سوال:(۲۴)۔ تَضْرِبُ هِيَ کوفتحہ دینے کی صورت میں بھی مخاطب اور غائب کے صیغے کے درمیان التباس لازم آتا ہے؟

جواب :جی: تَضْرِبُ هِيَ کو فتحہ دینے کی صورت میں بھی مخاطب وغائب سے التباس لازم آرہا ہے پھر بھی اس التباس کے ساتھ باقی رکھالیکن اس کے اخوات یعنی بقیہ صیغوں کے ساتھ موافقت بھی تو ہورہی ہے اور فتحہ، خفیف حرکت بھی ہے تو ان فوائد کیوجہ سے التباس لازم آنا کم ضرر ہے۔

سوال:(۲۵)۔ مستقبل کے آخر میں تثنیہ اور جمع مذکر میں نون کیوں داخل کیا گیا؟

جواب: مستقل کے آخر میں تثنیہ اور جمع مذکر میں نون اس لئے داخل کیا گیا کہ یہ رفع کی علامت کیونکہ جب فعل کے آخر میں فاعل کی ضمیر متصل ہوئی، تو فعل کا آخر وسط کلمہ کے منزل میں ہو گیا تو فعل مستقبل کے آخر میں رفع باقی نہ رہا للذا اعراب کے اخوات میں سے جو اول نون ہے اسے داخل کیا گیا۔

سوال:(۲۶)۔ یَضْرِبْنَ میں علامت ثانیث هُنَّ ہے یانون، اسی طرح تَضْرِبِيْنَ میں نون فاعل کی ضمیر ہے یایاء فاعل کی ضمیر ہے؟

جواب: یَضرِبنَ میں علامت تانیث نون ہے کیونکہ یہ مبنی ہے اور مبنی میں اعراب نہیں ہوتا ہے اور تَضْرِبِيْنَ میں یاء فاعل کی ضمیر ہے نہ کہ نون۔

سوال:(۲۷)۔ لَمْ جب مضارع پر داخل ہو تو وہ کلمہ شرط سے کس اعتبار سے مشابہت رکھتا ہے؟

جواب: لَم کلمہ شرط کے مشابہ ہوتا ہے فعل پر دخول کے اعتبار سے یعنی جس طرح کلمۂ شرط فعل پر داخل ہے اسی طرح لَمْ بھی فعل پر داخل ہوتا ہے اسی مشابہت کی وجہ سے وہ مضارع مستقبل کے معنی کو ماضی کی طرف منتقل کردیتا ہے جیسا کہ کلمہ شرط ماضی کو مستقبل کی طرف منتقل کردیتا ہے۔

فَصْلٌ فی الأَمْرِ وَالنَّهْيِ
فصل امر ونہی کے بیان میں

اَلأَمْرُ:صِيْغَةٌ يُطلَبُ بِهَا الفِعْلُ عَنِ الفَاعِلِ، مِثْلُ : إِضرِبْ وَلْيَضرِبْ أَهْ وَهُوَمَا أُشْتُقَّ مِنَ المُضَارِعِ لِمُشَابَهَةٍ بِيْنَهُمَا فِي الإِسْتِقْبَالِيَّةِ،وَزِيْدَتِ اللَّامُ فِي الْغَائِبِ لِأَنَّهَا مِنْ وَسْطِ المَخَارِجِ وَالغَائِبُ أَيْضًا وَسْطٌ بَينَ المُتَكَلِّمِ وَالمُخَاطَبِ وَأَيْضًا هِيَ مِنَ الحُرُوْفِ الزَّوَائِدِ ، وَالحُرُوْفُ الزَّوَائِدُ هِيَ الَّتِيْ يَشْتَمِلُهَا قَوْلُ الشَّاعِرِ :

هَوَيْتُ السَّمَانَ فَشَيَّبْنَنِيْ وَقَدْ كُنْتُ قِدْمًا هَوَيْتُ السَّمَانَا

أَيْ:حُرُوْف هَوَيتُ السَّمَانَ

امر کا بیان

ترجمہ:امر ایسا صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل سے فعل طلب کیا جاتا ہے مثال کے طور پر إِضرِبْ سے لِيَضْرِبْ آخر تک اور فعلِ امر فعل مضارع سے مشتق کیا گیا ہے استقبالیت میں دونوں کے درمیان مشابہت ہونے کی وجہ سے ،اور امر غائب میں لام کی زیادتی کی گئی ہے ،اس لیے کہ لام وسطِ مخارج میں سے ہے اور غائب بھی وہ ہے جو متکلّم اور مخاطب کے وسط میں ہوتا ہے ،نیز لام حروفِ زوائد میں سے ہے ،اور حروفِ زوائد وہ ہیں جس پر شاعر کا قول مشتمل ہے۔

ترجمہ :میں نے موٹی عورتوں کو پسند کیا تو انہوں نے مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں ۔یعنی هَوَيْتُ السَّمَانَ کے حروف حروفِ زوائد ہیں۔

وَلَمْ يَزِدْ مِنْ حُرُوْفِ العِلَّةِ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ حَرْفَا عِلَّةٍ وَكُسِرَتِ اللَّامُ فِي الأَمْرِ الغَائِبِ؛لِأَنَّهَا مُشَابَهَةٌ بِاللَّامِ الجَارَّةِ؛لِأَنَّ الجَزْمَ فِي الأَفْعَالِ كَالجَرِّ فِي

الأَسْمَاءِ،وَأُسْكِنَتْ إِذَا اتَّصَلَتْ بِالوَاوِ الفَاءِ وَثُمَّ مِثْلُ وَلْيَضرِبْ وَفَلْيَضرِبْ وَثُمَّ لِيُضرَبْ كَمَا أُسْكِنَتِ الخَاءُ فِيْ .فَخْذٌ.وَنَظِيْرُهُ وَهْىَ وَفَهِىَ بِالوَاوِ وَالفَاءِ بِسُكُوْنِ الهَاءِ،وَحُذِفَ حَرْفُ الإِسْتِقْبَالِ فِي المُخَاطَبِ؛ لِلْفَرْقِ بَينَ المُخَاطَبِ وَالغَائِبِ وَعُيِّنَ الحَذْفُ فِي المُخَاطَبِ؛لِكَثْرَتِهِ وَمِنْ ثَمَّ لَا يُحْذَفُ اللَّامُ فِي مَجْهُوْلِهِ أَعْنِيْ يُقَالُ لِتُضرَبْ؛لِقِلَّةِ إِسْتِعْمَالِهِ.

ترجمہ اور امر(غائب) میں حروف علت کو زائد نہیں کیا گیا تاکہ دو حرف علت جمع نہ ہو جائیں ،اور امر میں لام کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ یہ لام لامِ جارہ سے مشابہت رکھنے والا ہے ،اس لیے کہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے ،اور لامِ امر کو ساکن کیا گیا ہے جب یہ متّصل ہو واؤ اور فاء اور ثُمّ سے وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ ثُمَّ لْيَضْرِبْ کی مثال میں جیسے کہ فَخْذٌ میں خا ساکن کیا گیا ہے اور اس کی نظیر وَهْیَ اور فَهْیَ ہے واؤ اور فاء کی وجہ سے ہاء کے سکون کے ساتھ ،اور امر مخاطب میں حرف مضارع کو حذف کیا گیا ہے، مخاطب اور غائب کے درمیان فرق کرنے کے لیے ،اور مخاطب میں (حرف مضارع کے) حذف کو متعیّن کیا گیا ہے اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے ،اور اسی وجہ سے امر مجہول میں لام کو حذف نہیں کیا گیا ہے یعنی اس کے قلتِ استعمال کی وجہ سے لِتُضرَب کہا گیا ہے۔

وَاجْتُلِبَتِ الهَمْزَةُ بَعْدَ حَذْفِ حَرْفِ المُضَارَعَةِ إِذَا كَانَ مَا بَعْدَهُ سَاكِنَةً ؛ لِلإِفْتِتَاحِ ، وَكُسِرَتِ الهَمْزَةُ فِيْ إِضرِبْ؛لِأَنَّ الكَسرَةَ أَصْلٌ فِيْ هَمَزَاتِ الوَصْلِ وَلَمْ تُكْسَرْفِى مِثْلِ أُكْتُبْ ؛لِأَنَّ بِتَقْدِيْرِالكَسرَةِ يَلْزَمُ الخُرُوْجُ مِنَ الكَسرَةِ إِلَى الضَّمَّةِ وَلَا إِعْتِبَارَ لِلْكَافِ السَّاكِنِ؛لِأَنَّ الحَرْفَ السَّاكِنَ لَا يَكُوْنُ حَاجِزًا حَصِيْنًا عِنْدَهُمْ ، وَمِنْ ثَمَّ جَعَلَ وَاوَقِنْوَةٍ ياءً وَ يُقَالُ : قِنْيَةٌ ، وَقِيْلَ : تُضَمُّ؛ لِلإِتِّبَاعِ وَتُكْسَرُ؛لِلإِتِّبَاعِ بِخَلَافِ إِعْلَمْ وَإِمْنَعْ بِكَسرَةِ الهَمْزَةِ وَفَتْحِ العَينِ ،لِأَنَّهُ يَلْتَبِسُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ:

اَلْيَوْمَ أَشْرَبْ مِنْ غَيرِ مُسْتَحْقِبٍ إِثْمًامِنَ اللهِ وَلَا وَاغِلٍ

بِسُكُوْنِ البَاءِوَبِجَزَاءِالشَّرْطِ فِيْ مِثْلِ :إِنْ تَمْنَعْ أَمْنَعْ

ترجمہ :اور فعل امر میں حرف مضارع کو حذف کرنے کے بعد ہمزہ کو داخل کیا جاتا ہے جب ہو(علامت مضارع) کا مابعد ساکن افتتاح کے لیے،اور اِضرِب میں ہمزہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ کسرہ ہمزاتِ وصلی میں اصل ہے ،اور اُكتُبْ کی مثال میں ہمزہ کو کسرہ نہیں دیا گیا ہے اس لیے کہ کسرہ کی تقدیر میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے ،اور کاف جو ساکن ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ حرف ساکن بصریوں کے نزدیک قوی مانع نہیں ہوتا ہے،اور اسی وجہ سے قِنوَۃٌ کی واؤ کو یاء بنایا گیا ہے اور قِنيَةٌ کہا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہمزہ کو ضمہ عین کلمہ کی اتباع میں اور ہمزہ کو کسرہ بھی عین کی اتباع میں دیا جاتا ہے بخلاف اِعلَمْ اور اِمنَعْ کے ہمزہ کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ اس لیے کہ یہ شاعر کے قول سے التباس رکھتا ہے۔

ترجمہ:آج کے دن میں شراب پیتا ہوں، اللہ کے یہاں بغیر کسی گناہ کے اور نہ کسی قوم کے بلانے والے کی طرح۔

باء کے سکون کے ساتھ ،اور شرط کی جزاء بننے کی وجہ سے بھی آخر کو ساکن کر دیا جاتا ہے جیسے إِن تَمْنَعْ أَمنَعْ کی مثال میں۔

وَفُتِحَتْ أَلِفُ أَيمُنٍ مَعَ كَوْنِهِ لِلْوَصْلِ؛لِأَنَّهٗ جَمْعُ يَمِينٍ وَأَلِفُهٗ لِلْقَطْعِ ثُمَّ جُعِلَ لِلوَصْلِ فِي اللَّفْظِ؛لِكَثْرَتِهٖ وَفُتِحَ أَلِفُ التَّعْرِيْفِ؛لِكَثْرَتِهٖ أَيْضًاوَفُتِحَ أَلِفُ أُكْرِمْ؛لِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ أَلِفِ الأَمرِ بَلْ أَلِفُ قَطْعٍ مَحْذُوْفٌ مِنْ تُأَكْرِمُ وَحُذِفَتْ لِإِجْتِمَاعِ الهَمْزَتَينِ فِيْ أُكْرِمُ؛ لِأَنَّ أَصْلَهٗ أُأَكْرِمُ وَلَا تُحْذَفُ هَمْزَةُ إِعْلَمْ فِي الوَصْلِ فِيْ الخَطِّ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ الأَمْرُ مِنْ عَلِمَ بِأَمْرِ عَلَّمَ فَإِنْ قِيْلَ : يُعْلَمُ

بِالأَعْجَامِ؟ قُلْنَا : الأَعْجَامُ يُتْرَكُ كَثِيرًا وَمِنْ ثَمَّ فَرَّقُوْا بَيْنَ عُمَرَوَعَمْرٍو بِالوَاوِ

ترجمہ: اور أَيْمُنٌ کے الف کو فتحہ دیا گیا ہے اس کے وصلی ہونے کے باوجود، اس لیے کہ یہ يَمِينٌ کی جمع ہے اور اس کی الف قطعی ہے پھر لفظ میں اس کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا ہے، اور الفِ تعریف کو اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے، اور أَكرِمْ کے الف کو فتحہ دیا گیا ہے اس لیے کہ یہ الفِ امر میں سے نہیں ہے، بلکہ الفِ قطعی ہے جو تُأَكرِم سے حذف کیا گیا تھا، اور أُكرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہونے کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کی اصل أأَكرِمُ ہے، اور وصل کی صورت میں اِعلَم کے ہمزہ کو خط میں (تحریر) حذف نہیں کیا جاتا ہے تاکہ عَلِمَ کا فعلِ امر، عَلَّمَ کے فعل امر سے ملتبس نہ ہو، پس اگر کہا جائے کہ ان دونوں کے درمیان فرق اعراب سے جان لیا جاتا ہے؟ تو ہم نے کہا اعراب کو اکثر مقامات پر ترک کر دیا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اہل عرب عُمَرُ اور عَمْرٌو کے درمیان واؤ کے ذریعہ فرق کرتے ہیں۔

وَحُذِفَتْ فِيْ بِسْمِ اللهِ؛لِكَثْرَةِالإِسْتِعْمَالِ وَلَمْ تُحْذَفْ فِيْ (إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ) [العلق:١] لِقِلَّةِ الإِسْتِعْمَالِ وَجُزِمَ آخِرُهُ فِي الغَائِبِ بِاللَّامِ إِجْمَاعًا؛لِأَنَّ اللَّامَ مُشَابِهَةٌ لِكَلِمَةِ الشَّرْطِ فِي النَّقْلِ، وَكَذَالِكَ المُخَاطِبُ عِنْدَ الكُوْفِيِّينَ؛لِأَنَّ أَصْلَ إِضرِبْ لِتَضرِبْ عِنْدَهُمْ، وَمِنْ ثَمَّ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (فَبِذَالِكَ فَلْتَفْرَحُوْا) فَحُذِفَتِ اللَّامُ؛لِكَثْرَةِ الإِسْتِعْمَالِ ثُمَّ حُذِفَ عَلَامَةُ الإِسْتِقْبَالِ ؛ لِلْفَرْقِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ المُضَارِعِ فَبَقِيَ الضَّادُ سَاكِنًا فَاجْتُلِبَتْ هَمْزَةُ الوَصْلِ وَوُضِعَتْ مَوْضَعَ عَلَامَةِ الإِسْتِقْبَالِ وَأُعْطِيَ لَهُ أَثَرُعَلَامَةِ الإِسْتِقْبَالِ كَمَا أُعْطِيَ لِفَاءِ رُبَّ عَمَلُ رُبَّ فِيْ قَوْلِ الشَّاعِرِ:

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ فَأَلْهَيْتُهَا عِنْدَ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

ترجمہ اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے بسم اللہ میں ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے، اور اِقرأ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ (علق ۹۶،۱۹) (پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے) میں قلت استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جاتا ہے، اور امر غائب میں امر کے آخر کو لام کی وجہ سے جزم دیا گیا ہے اجماعًا، اس لیے کہ لام نقل میں کلمہ شرط کے مشابہ ہے،
اور کوفیوں کے نزدیک ایسے ہی مخاطب (یعنی اس کا آخر بھی لام کی وجہ سے مجزوم ہے) اس لیے کہ اِضرِبْ کی اصل لِتَضرِب ہے کوفیوں کے نزدیک، اور اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فَبِذٰلكَ فَلتَفْرَحُوا قرأت فرمایا، پس لام کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے پھر امر اور مضارع کے درمیان فرق کرنے کے لیے علامتِ استقبال کو حذف کر دیا گیا تو ضاد ساکن کی حالت میں بچا تو ہمزہ وصل لے آئے اور اسے علامتِ استقبال کی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے علامت استقبال کا اثر دے دیا گیا جیسے کہ رُبَّ کا عمل رُبَّ کے فاء کو دیا گیا ہے
شاعر کے قول فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ .فَأَلْهَيْتُها عَنْ ذِي تَمَائِمَ مُحْوَلِ.

ترجمہ: میں تیری جیسی کوئی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا، تو میں نے انہیں ایک سال کے دودھ پیتے تعویذ والے بچے سے غافل کر دیا۔

وَعِنْدَ البِصرِيِّين :مَبْنِيٌّ؛لِأَنَّ الأَصْلَ فِي الأَفْعَالِ:أَلْبِنَاءُ وَإِنَّمَا أُعْرِب المُضَارَعُ؛لِمُشَابَهَةِ بَيْنَهُ وَ بَينَ الإِسْمِ وَلَمْ تَبْقَ المُشَابَهَةُ بَينَ الأَمْرِ وَالإِسْمِ بِحَذْفِ حَرْفِ المُضَارِعَةِ،وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ قَوْلُهُ ﷺ فَلْتَفْرَحُوْا مُعْرَبٌ بِالإِجْمَاعِ لِوُجُوْدِ عِلَّةِ الإِعْرَابِ وَهِيَ حَرْفُ المُضَارِعَةِ وَزِيْدَتْ فِيْ آخِرِ الأَمْرِ نُوْنَا التَّاكِيْدِ ؛ لِتَأْكِيْدِ الطَّلَبِ ، نَحْوُ : لِيَضرِبَنَّ لَيَضرِبَانِّ لِيَضْرِبُنَّ لِتَضرِبَنَّ لِتَضرِبَانِّ لِيَضرِبْنَانِّ،وَفُتِحَ البَاءُ فِيْ لِيَضرِبَنَّ ؛ فِرَارًا عَنْ إِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيِنِ وَفُتِحَ النُّوْنُ؛لِلْخِفَّةِ وَحُذِفَتْ وَاوُ لِيَضرِبُوْا ؛ إِكْتِفَاءً بِالضَّمَّةِ

وَ يَاءُ إِضرِبِي؛إِكْتِفَاءً بِالكَسرَةِ وَلَمْ تُحْذَفْ أَلِفُ التَّثْنِيَةِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالوَاحِدِ.

ترجمہ: اور بصریوں کے نزدیک فعل امر مبنی ہے اس لیے کہ کہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے اور فعل مضارع کو معرب بنایا گیا ہے اس کے اور اسم فاعل کے درمیان مشابہت کی وجہ سے اور فعل امر اور اسم فاعل کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہی حرف مضارع کے حذف ہو جانے کی وجہ سے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان فَلیَفرَحُوا بالاجماع معرب ہے اعراب کی علت پائے جانے کی وجہ سے اور وہ حرف مضارع ہے، اور فعل امر کے آخر میں تاکید کے دونوں نونوں کی زیادتی کی گئی ہے تاکید کو طلب کرنے کی وجہ سے جیسے لِیَضرِبَنَّ لِیَضرِبانِّ لِیَضرِبُنَّ لِتَضرِبَنَّ لِتَضرِبانِّ لِیَضرِبنانِّ اور لِیضرِبَنَّ میں باء کو فتحہ دیا گیا ہے اجتماع ساکنین سے بچتے ہوئے اور خفت کی وجہ سے نون کو فتحہ دیا گیا ہے اور لِیَضرِبُوا کی واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے اس کے ضمہ پر اکتفا کرتے ہوئے اور اِضرِبِی سے یاء کو حذف کر دیا گیا ہے اس کے کسرہ پر اکتفا کرتے ہوئے اور تثنیہ کے الف کو حذف نہیں کیا گیا تاکہ واحد سے ملتبس نہ ہونے پائے۔

وَكُسِرَتِ النُّوْنُ الثَّقِيْلَةُ بَعْدَ أَلِفِ التَّثْنِيَةِ؛لِمُشَابَهَتِهَابِنُوْنِ التَّثْنِيَةِ وَحُذِفَتِ النُّوْنُ الَّتِي هِيَ تَدُلُّ عَلَى الرَّفعِ فِيْ مِثْلِ:هَلْ يَضرِبَانِّ؛لِأَنَّ مَا قَبْلَ النُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ تَصِيرُ مَبْنِيًّا،فِإِنْ قِيْلَ:لِمَ أُدْخِلَ الأَلِفُ الفَاصِلَةُ فِيْ مِثْلِ لَيَضرَبْنَانِّ؟قُلْنَا:فِرَارًا عَنْ إِجْتِمَاعِ النُّوْنَاتِ،وَحُكْمُ الخَفِيْفَةِ مِثْلُ حُكْمِ الثَّقِيْلَةِ إِلَّاَ أَنَّهُ لَايَدْخُلُ بَعْدَ الأَلِفَينِ؛لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَينِ فِيْ غَيرِ حَدِّهٖ وَعِنْدَ يُوْنُسَ يَدْخُلُ قِيَاسًا عَلَى الثَّقِيْلَةِ وَكِلْتَاهُمَا تَدْخُلَانِ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاضِعَ ؛ لِوُجُوْدِ مَعْنَى الطَّلَبِ فِيْهَا ، فِي الأَمْرِ كَمَا مَرَّ ،وَالنَّهْيِ نَحْوُلَا تَضْرِبَنَّ ،وَالِاسْتِفْهَامُ نَحْوُ هَلْ تَضْرِبَنَّ ؟وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ: لَيْتَكَ تضرِبَنَّ، وَ العَرْضُ

نَحْوُ: أَلَا تَضرِبَنَّ ، وَالقَسْمُ نَحْوُ:وَاللهِ لَأَضرِبَنَّ ،وَالنَّفْيُ قَلِيْلًا مُشَابَهَةً بِالنَّهْيِ نَحْوُ:لَا تَضرِبَنَّ .

ترجمہ :اور الف تثنیہ کے بعد نون ثقیلہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس کے نون تثنیہ سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے،اور اس نون کو حذف کر دیا گیا ہے جو رفع پر دلالت کرتا ہے هَل یَضرِبَانِّ کی مثل میں ،اس لیے کہ نون ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو گیا ہے، پس اگر کہا جائے کہ لِیَضرِبنَانِّ کی مثل میں الف فاصل کو کیوں داخل کیا گیا ہے ؟تو ہم کہیں گے اجتماع نونات سے بچنے کے لیے ،اور نون خفیفہ کا حکم نون ثقیلہ کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ نون خفیفہ دو الفوں کے بعد داخل نہیں ہوتا اجتماع ساکنین فی غیر حدّہ کی وجہ سے اور یونس کے نزدیک نون ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے داخل کیا جاتا ہے ،اور یہ دونوں ان میں معنی طلب پائے جانے کی وجہ سے سات جگہوں میں داخل ہوتے ہیں ۔(۱)جیسا کہ امر میں گزرا(۲)اور نہی جیسے لا تَضرِبَنّ (۳)اور استفہام جیسے هَل تضربن(۴)اور تمنی جیسے لَیتَكَ تَضرِبَنَّ(۵)اور عرض جیسے ألا تضرِبَنَّ (۶)اور قسم جیسے واللہ لَأَضرِبَنَّ (۷)اور نفی نہی کے ساتھ تھوڑی مشابہت کی وجہ سے جیسے لَا تَضْرِبَنَّ

وَالنَّهْيُ مِثْلُ الأَمْرِ فِيْ جَمِيْعِ الوُجُوهِ إِلَّا أَنَّهُ مُعرَبٌ بِالإِجْمَاعِ.وَيَجِيءُ المَجْهُوْلُ مَثْلَ الأَشْيَاءِ المَذْكُوْرَةِ فَمِنَ المَاضِيْ نَحْوُ : ضُرِبَ إِلىٰ آخِرِهٖ . وَمِنَ المُسْتَقْبِلِ نَحْوُ:يُضْرَبُ أَلْخْ. وَالغَرْضُ مِنْ وَضْعِهٖ خَسَاسَةُ الفَاعِلِ أَوْ عَظْمَتُهٗ أَوْ شُهْرَتُهٗ وَاُخْتُصَّ بِصِيْغَةِ فُعِلَ فِي المَاضِيْ؛لِأَنَّ مَعْنَاهُ غَيرُ مَعْقُوْلٍ وَهُوَ إِسْنَادُ الفِعْلِ إِلَى المَفْعُوْلِ فَجُعِلَ صِيْغَتُهٗ أَيْضًا غَيرَ مَعْقُوْلَةٍ وَهِيَ فُعِلَ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجِيءُ عَلىٰ هٰذِهِ الصِّيْغَةِ كَلِمَةٌ إِلَّا وُعِلٌ وَدُئِلٌ وَ فِي المُسْتَقْبِلِ عَلىٰ يُفْعَلُ؛ لِأَنَّ هٰذِهِ الصِّيْغَةَ مِثْلُ فُعْلَلُ فِي الحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَلَا يَجِيءُ عَلَيْهِ كَلِمَةٌ أَيْضًا

ترجمہ: اور فعل نہی فعل امر کی طرح ہے تمام صورتوں میں مگر یہ کہ نہی بالاجماع معرب ہے اور مجہول مذکورہ چیزوں کی طرح آتا ہے، پس فعل ماضی سے جیسے ضُرِبَ آخر تک اور مستقبل سے جیسے یُضرَبُ آخر تک ،اور اس کے وضع کرنے کی غرض فاعل کی خساست یا اسکی عظمت یا شہرت ہوتی ہے اور فعل ماضی میں فُعِلَ کے صیغہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کا معنی غیر معقول ہے اور وہ فعل کی اسناد مفعول کی طرف ہونا ہے پس اس کے صیغہ کو بھی غیر معقول بنایا گیا ہے اور وہ فُعِلَ ہے۔اور اسی وجہ سے اس صیغہ پر کوئی کلمہ نہیں آتا مگر وُعِلَ اور دُعِلَ اور مستقبل میں یُفعَلُ کے وزن پر آتا ہے اس لیے کہ یہ صیغہ حرکات وسکنات میں فُعلَلُ کے مثل ہے اور اس وزن پر بھی کوئی کلمہ نہیں آتا ہے۔

وَيَجِيءُ فِي الزَّوَائِدِ مِنَ الثُّلَاثِي المُجَرَّدِ بِضَمِّ الأَوَّلِ وَكَسرِ مَا قَبْلَ الآخِرِ فِي المَاضِيْ، نَحْوُ:أُكْرِمَ وَبِضَمِّ الأَوَّلِ وَفَتْحِ مَاقَبْلِ الآخِرِ فِي المُسْتَقْبِلِ؛ تَبْعًا لِلثُّلَاثِي إِلَّا فِيْ سَبْعَةِ أَبْوَابٍ بِضَمِّ أَوَّلِ مُتَحَرِّكٍ مَعَ ضَمِّ الأَوَّلِ وَكَسرِ مَا قَبْلَ الآخِرِ وَهُوَ تُفُعِّلَ وَتُفُوْعِلِ وَ أُفْتِعِلَ وَأُنْفِعِلَ وَأُسْتُفْعِلَ وَأُفْعُنْلِلَ وَأُفْعُوْعِلَ وَضُمَّ الفَاءُ فِي الأَوَّلَيْنِ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَا بِمُضَارِعَيْ فَعَّلَ وَفَاعَلَ وَضُمَّ فِيْ الخَمْسَةِ البَاقِيَةِ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ بِالأَمْرِ فِي الوَقْفِ يَعْنِي إِذَا قُلْتَ:وَأُفْتِعَلَ فِي المَجْهُوْلِ فِي الوَقْفِ بِوَصْلِ الهَمْزَةِ وَ افْتَعِلْ فِي الأَمْرِ يَلْزَمُ اللَّبْسُ فَضُمَّ التَّاءُ ؛لِإِزَالَتِهِ فَقِسِ البَاقِيَ عَلَيْهِ.

ترجمہ :اور ثلاثی مزید فیہ میں فعل ماضی میں حرف اول کے ضمہ اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے:أُكْرِمَ ۔اور مستقبل میں حرف اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل فتحہ کے ساتھ آتا ہے ثلاثی مجرد کی اتباع کرتے ہوئے مگر سات ابواب میں کہ پہلے متحرک حرف کے ضمہ پہلے حرف کے ضمہ کے ساتھ اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ اور وہ یہ ہیں تُفُعِّلَ وَتُفُوْعِلِ وَ أُفْتِعِلَ وَأُنْفِعِلَ وَأُسْتُفْعِلَ وَأُفْعُنْلِلَ وَأُفْعُوْعِلَ ۔اور

شروع کے دو میں فاء کلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے تاکہ یہ دونوں فَعَّلَ اور فَاعَلَ کے مضارع سے ملتبس نہ ہوں اور باقی پانچ میں پہلے اور تیسرے حرف کو ضمہ اس لیے دیا گیا ہے تاکہ وقف کی صورت میں فعل امر سے ملتبس نہ ہو جائے یعنی جب تو نے کہا: اُفْتُعِلَ کو حالت وقف میں وَ افْتَعِلْ امر میں تو دونوں کے درمیان التباس لازم آیا پس اس التباس کو زائل کرنے کے لیے تاء کو ضمہ دیدیا گیا پس باقی کو بھی اسی پر قیاس کر لیں۔

فصل فی الأمر والنهی

امرونہی کا بیان

سوال:(۱)۔امرونہی کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب :**امر کی تعریف** ۔امر ایسا صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل سے فعل طلب کیا جاتا ہے

مثال،اِضْرِبْ ،لِيَضْرِبْ.

نہی کی تعریف ؛نہی ایسا صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل سے فعل نہ کرنے کو طلب کیا جاتا ہے

مثال؛لَا تَضْرِبْ۔

سوال:(۲)۔امر کے بیان کو مضارع سے مؤخر کیوں کیا؟

جواب : امر کو مضارع سے مؤخر کیا اس لیے کہ امر فرع ہے اور مضارع اصل ہے اور اصل پہلے ہوتی ہے اور فرع بعد میں اس لیے امر کو مؤخر کیا۔

سوال:(۳)۔امر غائب کو امر حاضر پر مقدم کیوں کیا؟

جواب :امر غائب کو امر حاضر پر اس لیے مقدم کیا کیوں کہ امر مضارع کی فرع ہے اور مضارع کا صیغہ امر غائب میں باقی رہتا ہے اور حاضر میں باقی نہیں رہتا اس لیے امر غائب کو مقدم کیا۔

سوال:(۴)۔امر کو مضارع ہی سے مشتق کیا ماضی سے کیوں نہیں کیا؟

جواب :امر کو مضارع سے مشتق کیا ماضی سے نہیں کیونکہ فعل مضارع اور امر میں معنی استقبال میں مشابہت پائی جاتی ہے دونوں استقبال پر دلالت کرتے ہیں مضارع میں استقبال کا معنی ظاہر ہے اور وہ اس طرح کہ اس میں مستقبل میں کام کیا جاتا ہے اور امر کے ذریعہ بھی فاعل سے فعل کو مستقبل میں طلب کیا جاتا ہے۔اور ماضی سے بالکل مشابہت نہیں پائی جاتی۔

سوال:(۵)۔ امر غائب میں لام کو زیادہ کیوں کیا؟

جواب : فعل امر غائب کے صیغہ میں لام کو اس لیے زیادہ کیا کیوں کہ لام کا مخرج درمیانی ہے اور غائب بھی متکلّم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے ۔دوسری بات یہ کہ لام حروفِ زوائد میں سے ہے لہذا زیادتی کے لیے زائد حرف کا اختیار کیا گیا۔

سوال:(۶)۔ هَوِ يْتُ السِّمَانَ فَشَيَّبْنَنِي ....وَ قَدْ كُنْتُ قِدَمًا هَوِ يْتُ السِّمَانَا۔اس شعر کا ترجمہ کریں نیز یہ بتائیں اسے لانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب : ترجمہ: میں نے موٹی عورتوں کی خواہش کی تو انہوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ،اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں ہی کی خواہش کرتا تھا۔

اس شعر کو لاکر یہ بتانا مقصود ہے کہ امر غائب میں لام کا اضافہ کیا گیا ہے وہ ان زائد حروف " هَوِ يْتُ السِّمَانَ " سے ہے.

اس شعر کو بیان کرنے کا مقصد یہ کہ ماقبل میں جو ذکر ہوا لام حروفِ زوائد میں سے ہے کل زوائد حروف هَوِ يْتُ الْسِّمَانَ "10 ہیں لام بھی اسی میں سے ہے جو اس شعر هَوَ يْتُ السِّمَانَ "میں استعمال ہوا ہے

سوال:(۷)۔ امر غائب میں لام کی جگہ حروف علت میں سے کوئی لے آتے تو کیا خرابی تھی؟

جواب :امر غائب میں لام کی جگہ حروف علت میں سے کوئی لاتے توصحیح نہیں تھا اس لیے کہ حروف علت تین ہیں واؤ الف یا،اور لام کی جگہ الف کو نہیں لاسکتے کیونکہ کہ وہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے ساکن کلمہ شروع میں نہیں آتا اور نہ ابتداء بالسکون لازم آتا۔ رہا واؤ اور یاء میں سے کوئی لاتے تو بعض صورتوں میں دو حروف علت جمع ہو جاتے جس کے ذریعہ ثقل پیدا ہوتا جیسے: امر غائب معروف،اور امر غائب حاضر ومجہول جیسے يِيَضْرِبْ،وِ يَضْرِبْ

،يِيُضْرَبْ وَ يُضْرَبْ، يِتُضْرَبْ ،وِتُضْرَبْ ایک علامت مضارع ہے اور دوسرا علامت امر ہے۔

سوال:(۸)۔لام امر کو امر غائب میں کسرہ ہی کیوں دیا گیا؟

جواب :اس لئے کہ لام امر لام جارّہ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔صورۃ اس طور پر کہ لام امر اور لام جارہ دونوں کی شکل ایک جیسی ہوتی ہے میں کسرہ آتا ہے اور معنی اس طرح افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے۔

سوال:(۹)۔لام امر کس وقت ساکن ہوجاتا ہے مع مثال بیان کریں؟

جواب : واؤ فاء اور ثُمَّ آجاے تو لامِ امر کو ساکن کر دیتے ہیں۔واؤ اور فاء اور ثُمَّ لام امر سے پہلے آجائیں تو لام امر کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے: وَلْیَضْرِبْ ،فَلْیَضْرِبْ ،ثُمَّ لْیَقْطَعْ

.

قانون: اصل قانون یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ جو فَعِلٌ کے وزن پر ہو چاہے وہ اسم ہی کیوں نہ ہو اگر اس کے عین کلمہ میں حرف حلقی ہو تو اس کو وزن اصلی کے سوا تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے جیسے : فَخِذٌ کو فَخْذٌ ،فِخْذٌ اور فِخِذٌ پڑھنا جائز ہے۔اور اگر عین کلمہ میں حرف حلقی نہ ہو تو اسم میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے: کَتِفٌ کو کَتْفٌ اور کِتْفٌ پڑھنا جائز ہے اور فعل میں اصل وجہ کے علاوہ صرف ایک وجہ پڑھنا جائز ہے جیسے :عَلِمَ کو عِلْمَ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور اسی طرح فعل کے ہم شکل ہو تو اس میں بھی وجہ اصلی کے علاوہ ایک اور وجہ پڑھنا جائز ہے جیسے: وَهِيَ کو وَهْيَ پڑھنا بھی جائز ہے اور وَلِیَضْرِبْ سے وَلْیَضْرِبْ

-

لام امر ساکن ہو جاتا ہے جب لام واو اور فاء سے متّصل ہو جاتا ہے ۔ وَلْیَضْرِبْ فَلْیَضْرِبْ؛ اور اس کی دلیل یہ ہے جس طرح فَخْذٌ میں فاء کو ساکن کر دیا اسی طرح لام کو

بھی اس پر محمول کر کے ساکن کر دیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وَھْيَ اور فَھْيَ میں بھی ھَا ساکن ہے۔

سوال:(۱۰)۔امر حاضر مخاطب میں حرف استقبال کو حذف کیوں کیا؟

جواب :امر حاضر کے صیغوں سے علامت مضارع کو اس لیے حذف کیا گیا کہ اگر علامت مضارع کو حذف نہ کرتے تو شروع میں لامِ امر کا اضافہ کرنا ضروری ہوتا تاکہ فعل امر کا فعل مضارع سے التباس نہ ہو اور جب لامِ امر کا اضافہ کرتے بعض صورتوں میں امر حاضر کا امر غائب سے التباس لازم آتا جیسے کہ یہ کہا جاے لِتَضْرِبْ تو اب معلوم نہ ہوگا کہ مامور مخاطب ہے یا غائب لہذا اس التباس کو دور کرنے کے لیے دونوں میں سے کسی ایک سے علامت مضارع کو حذف کرنا اولی ہے کہ یہ صیغے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں اور کثرت استعمال تخفیف کا تقاضا کرتا ہے اور حذف کرنا تخفیف کی ایک نوع ہے اسی وجہ سے امر حاضر کے صیغوں سے علامت مضارع کو حذف کر دیا۔ مخاطب میں حرف استقبال کو حذف کیا ہے مخاطب اور غائب میں فرق کرنے کے لیے۔

سوال:(۱۱)۔امر مخاطب میں حرف استقبال اور لام امر جو لِيَضْرِبْ میں تھے نہ حذف کرتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب :قیاس کے مطابق امر مخاطب لِتَضْرِبْ ہونا چاہیے تھا تو اب اگر ہم لام امر اور حرف استقبال کو حذف نہ کرتے تو امر حاضر مخاطب اور امر واحد مؤنث غائب میں التباس لازم آتا جیسے لِتَضْرِبْ یہ واحد مذکر اور واحد مؤنث غائب دونوں کا صیغہ ہوتا۔

سوال:(۱۲)۔لامِ امر کو امر حاضر مجہول مخاطب میں کیوں حذف نہیں کیا جاتا؟

جواب :لام امر کو امر حاضر مجہول میں قلت استعمال کی وجہ سے حذف نہیں کیا گیا جیسے: لِتُضْرَبْ ۔

سوال:(۱۳)۔حرفِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد جب مابعد ساکن ہو تو ہمزہ کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب : حرف مضارع کو حذف کرنے کے بعد ابتداء بالسکون لازم آرہا ہے لہذا اس خرابی سے بچنے کے لئے ہمزہ کو لے آئے تاکہ کلمہ کی قراءت ہو سکے اور ہمزہ کو حروف زوائد میں سے اس لیے خاص کیا کیوں کہ ہمزہ ابتداء کرنے کے لحاظ سے قوی ہے اور قوی حرف سے ابتدا کرنا اولی ہے نیز ہمزہ مخارج کی شروعات سے ہے لہذا کلام کے شروع میں اسے لانا اولی ہے۔

سوال:(۱۴)۔اِضْرِبْ میں ہمزہ کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب : اِضْرِبْ میں ہمزہ کو کسرہ دیا گیا کہ یہ ہمزہ وصلی ہے اور ہمزہ وصلی میں اصل کسرہ ہے اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ کا اضافہ کیا گیا اور شروع کرنے کے سبب حرکت دینے کی ضرورت پیش آئی اور قاعدہ ہے کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی دی جاتی ہے لہذا ہمزہ کو کسرہ دیدیا گیا۔

سوال:(۱۵)۔اُکْتُبْ جیسی مثالوں میں ہمزہ کو کسرہ کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب : اُکْتُبْ جیسی مثالوں میں ہمزہ کو ضمہ دیا گیا کسرہ نہیں دیا گیا اگر کسرہ دیتے تو ایسی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا جو ثقل کا سبب ہے اسی لیے ہمزہ کو ضمہ دیا گیا اگرچہ ہمزہ وصلی میں اصل کسرہ ہے۔

سوال:(۱۶)۔اُکْتُبْ جیسی مثالوں میں ہمزہ کو کسرہ دینے کی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج کیسے لازم آتا ہے جبکہ ہمزہ اور تاء کے درمیان ایک حرف ساکن رکاوٹ ہے؟

جواب : اُکْتُبْ جیسی مثالوں میں ہمزہ کو کسرہ دینے کی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج اس لئے لازم آتا ہے کہ بصریوں کے نزدیک ساکن حرف مضبوط رکاوٹ نہیں

ہے اسی وجہ سے قِنْوَةٌ کی واؤ کو یاء سے بدل کر قِنْيَةٌ پڑھتے ہیں حالانکہ قاف اور واؤ کے درمیان نون حرفِ ساکن موجود ہے لہذا اُكْتُبْ میں بھی کافِ ساکن رکاوٹ نہیں بنے گا۔

سوال:(۱۷)۔وَقِيْلَ تُضَمُّ لِلاتِّبَاعِ وَتُكْسَرُ لِلاتِّبَاعِ ۔اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب : یعنی جب فعل کا عین کلمہ مضموم ہو تو عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے ہمزہ کو ضمہ دیا جائے گا جیسے:اُكْتُبْ ،اُنْصُر ۔اور اگر عین کلمہ مکسور ہو تو عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے ہمزہ کو کسرہ دیا جائے گا جیسے:اِضْرِبْ ۔

سوال:(۱۸)۔آپ نے کہا کہ امر میں عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزہ کو ضمہ دیتے ہیں اور مکسور ہو تو کسرہ دیتے ہیں لیکن اِعْلَمْ اور اِمنَعْ جیسی مثالوں میں عین کلمہ مفتوح ہے تو ہمزہ کو فتحہ دینا چاہیے تھا تاکہ ہمزہ عین کلمہ کے تابع ہو جاتا؟

جواب : اِعْلَمْ اور اِمْنَعْ ان میں عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے ہمزۂ وصلی کو فتحہ نہیں دیا گیا، ہمزہ کو فتحہ دینے کی صورت میں فعل مضارع کے واحد متکلّم کے صیغہ سے التباس لازم آتا جس وقت مضارع کا آخری حرف کلمۂ شرط کی وجہ سے ساکن ہو جیسے إِنْ تَمْنَعْ أَمْنَعْ اگر ان مثالوں میں ہمزہ کو فتحہ دیتے تو اَمْنَعْ سے التباس ہوتا کہ امر ہے یا فعل مضارع۔اور ہمزہ کو فتحہ دیتے تو جس وقت مضارع کے آخری حرف کو ضرورت شعری کی بناء پر ساکن کرتے ہیں تو پھر مضارع اور امر کے درمیان التباس لازم آئے گا جو اس شعر میں ہے اَلْيَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَيْرِ مُسْتَحْقِبٍ اِثْمًا مِنَ اللهِ وَلَا وَاغِلِ (آج میں شراب پیتا ہوں بغیر اس کے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے کوئی گناہ ہو اور نہ میں طفیلی ہوں)لہذا اگر امر میں بھی ہمزہ کو فتحہ دیتے تو اَشْرَبْ جو مضارع متکلّم ہے اس کے امر ہونے کا احتمال ہوتا۔

سوال:(۱۹)۔اَیْمُنْ کے الف کو لفظ میں ملانے کی صورت میں فتحہ کیوں دیا جبکہ یہ ہمزہ وصلی ہے؟

جواب : اَیْمُنْ یَمِیْنٌ کی جمع ہے اس کا ہمزہ قطعی ہے نہ کہ وصلی، لیکن اس کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے اور کثرت استعمال تخفیف کا تقاضہ کرتی ہے ،اس لیے اَیْمُنٌ کے ہمزۂ قطعی کو وصلی بنا کر لفظ میں حذف کر دیا جاتا ہے۔

سوال:(۲۰)۔ لام تعریف کے الف کو فتحہ کیوں دیا جبکہ وہ ہمزہ وصلی ہے؟

جواب : لام تعریف کے الف کو کثرت استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا کیوں کہ کثرت استعمال تخفیف کا تقاضا کرتی ہے لہذا تخفیف کے لیے فتحہ دیا جو اخف الحرکات ہے۔

سوال:(۲۱)۔آپ نے بیان کیا کہ اگر عین کلمہ مکسور ہو تو ہمزہ کو کسرہ دیتے ہیں حالانکہ باب افعال کے امر اَکْرِمْ میں عین کلمہ مکسور ہے پھر بھی ہمزہ مفتوح ہے؟

جواب :باب افعال کے امر حاضر أَکْرِمْ کا ہمزہ ہمزۂ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے یہ امر کا ہمزہ نہیں بلکہ ماضی کا ہمزہ ہے جو فعل مضارع کے صیغوں سے حذف کر دیا گیا تھا کیوں کہ فعل مضارع کے واحد متکلّم کے صیغہ میں دو ہمزوں کا اجتماع لازم آرہا تھا جب واحد متکلّم کے صیغہ سے حذف کیا تو مضارع کے تمام صیغوں سے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا ۔اور تُاَکْرِمُ سے امر اس طرح بنایا کہ تاء علامت مضارع کو حذف کیا اس کے مابعد حرف متحرک تھا اور آخری حرف صحیح تھا اسے ساکن کر دیا تو اَکْرِمْ بن گیا لہذا یہ ہمزہ قطعی ہے نہ کہ ہمزہ وصلی۔

سوال:(۲۲)۔اُکْرِمُ کی اصل کیا ہے؟

جواب : اُکْرِمُ کی اصل (اُاَکْرِمُ) ہے

سوال:(۲۳)۔کتابت میں ملانے کی صورت میں اِعْلَمْ فعل امر کے ہمزہ کو حذف کیوں نہیں کیا جاتا ہے جیسے اِعلَمْ سے وَاعْلَمْ کہیں تو ہمزہ باقی ہے؟

جواب : فعل امر کا ہمزہ وصل کلام کی صورت میں قراءت میں نہیں آتا لیکن کتابت میں ملانے کی صورت میں اِعْلَمْ کے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جاتا اگر حذف کردیں تو ثلاثی مجرد کے امر کا باب تفعیل کے امر سے التباس ہوجائے گا جیسے: وَعْلَمْ ثلاثی مجرد اور وَعَلِّمْ باب تفعیل لہذا اس التباس سے بچنے کے لیے امر کے ہمزہ کو کتابت میں باقی رکھا گیا۔

سوال:(۲۴)۔اگر اِعْلَمْ کے ہمزہ کو حذف کرنے کی صورت میں باب تفعیل کے امر سے التباس لازم آتا بھی ہے تو کیا پریشانی ہے یہ خرابی تو اعراب دیکھ کر بھی دور کی جاسکتی ہے کہ وہ ثلاثی مجرد کا امر ہے اور یہ باب تفعیل کا ہے لہذا اِعلَمْ کے ہمزہ کو ملانے کے وقت کتابت میں حذف کردیتے؟

جواب :بسا اوقات حرکات کو ترک کردیا جاتا ہے لہذا التباس کا احتمال موجود ہے اسی وجہ سے عُمَرُ اور عَمْرٌو میں فرق کرنے کے لیے واؤ کا اضافہ عَمْرٌو کے آخر میں کرتے ہیں خواہ ان پر حرکت ہو یا نہ ہو ان میں فرق واؤ کے ذریعہ کرتے ہیں کہ عُمَرُ بغیر واؤ کے پڑھا جائے گا اور عَمْرٌو واؤ کے ساتھ ہے اسی طرح امر کے ہمزہ کو بھی باقی رکھا گیا تاکہ التباس کا خوف نہ رہے۔

سوال:(۲۵)۔بِسْمِ اللہِ میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اور اِقْرَأ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ میں باقی رکھا گیا ایسا کیوں؟

جواب : بِسْمِ اللہِ کا استعمال کثرت سے ہے بار بار پڑھی جاتی ہے لہذا کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کیا گیا اور اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ میں ہمزہ کو قلت استعمال کی وجہ سے نہیں گرایا گیا کیوں کہ قلتِ استعمال تخفیف کا تقاضا نہیں کرتی ہے۔

سوال:(٢٦)۔امر غائب کے آخر میں لام کی وجہ سے مجزوم کیوں کیا؟

جواب : کیوں کہ لامِ امر خبر کے معنی کو انشاء کے معنی میں نقل کرنے کی وجہ سے کلمۂ شرط اِنْ کے مشابہ ہے لہذا لامِ امر نے وہی عمل کیا جو کلمۂ شرط کرتا ہے جس طرح إِنْ جب ماضی میں داخل ہو تو ماضی کے معنی کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے گا میں بھی ماروں گا) اسی طرح لامِ امر جب جملۂ خبریہ میں داخل ہو تو خبریہ کو انشائیہ بنا دیتا ہے جیسے: لِيَضْرِبْ زَيْدٌ (زید کو چاہیے کہ وہ مارے) لہذا جب دونوں کے درمیان معنی کے اعتبار سے مشابہت ہے تو عمل کے اعتبار سے بھی مشابہت ہے اور وہ آخری حرف کو جزم دینا ہے تو لامِ امر کی وجہ سے امر کا آخری حرف ساکن ہے۔

سوال:(٢٧)۔کوفیوں کے نزدیک امر حاضر کے آخر میں جزم کیوں دیا امر حاضر اِضْرِبْ کی اصل ان کے نزدیک کیا ہے پھر اِضْرِبْ کیسے بنا؟ امر حاضر ان کے نزدیک معرب ہے یا مبنی؟

جواب :کوفیوں کے نزدیک امر حاضر کے آخر میں جزم دیا گیا کیونکہ وہ امر حاضر کو لامِ امر کے ساتھ لِتَضْرِبْ استعمال کرتے ہیں ان کے نزدیک اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے اور ان کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا ہے پھر کثرت استعمال کی وجہ سے لامِ امر کو حذف کر دیا گیا تو تَضْرِبْ رہا پھر مضارع اور امر میں فرق کرنے کے لیے علامتِ مضارع کو حذف کر دیا گیا اب ضاد کے ساکن ہونے کے سبب ابتداء بالسکون لازم آرہا تھا لہذا علامت مضارع کی جگہ ہمزۂ وصل لگا دیا اور ہمزۂ وصل کو علامتِ استقبال کا اثر وَهُوَ كَوْنُ الْمُضَارِعِ مُعْرَبًا دیدیا تو اِضْرِبْ ہو گیا اور آخری حرف کو اپنی حالت میں مجزوم ہی رکھا گیا۔ اور امر حاضر ان کے نزدیک معرب ہے۔

سوال:(۲۸)۔فَمِثْلِكِ حُبلىٰ قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِع .... فَاَلْهَيْتُهَا عَنْ ذي تَمَائِمَ مُحْوِلٍ۔اس شعر کا ترجمہ کریں اور لانے کا مقصد بیان کریں؟

جواب : ترجمہ (تیری طرح خوب صورت حاملہ عورتیں اور بچوں کو دودھ پلانے والیاں جن کے پاس میں رات کے وقت آیا تو انہیں تعویذ پہنے ہوئے ایک سال کے بچوں سے غافل کر دیا)۔

اور اس کو لانے کا سبب یہ ہے کہ جس طرح اِضْرِبْ میں ہمزہ کو علامت استقبال کا اثر دیدیا گیا ایسے ہی رُبَّ کا عمل رُبَّ کے فاء کو دیدیا گیا یعنی جس طرح رُبَّ اپنے مابعد کو مجرور کرتا ہے ایسے ہی فاء کرے گا لہٰذا (فَمِثْلِكِ)میں فاء بمعنی رُبَّ کے ہے اسی وجہ سے مِثْلِ مجرور ہے اور کاف محلًا مضاف الیہ مجرور ہے۔

سوال:(۲۹)۔بصری حضرات کے نزدیک امر حاضر معرب ہے یا مبنی،اگر مبنی ہے تو کیوں ؟

جواب :بصری حضرات کے نزدیک امر حاضر مبنی ہے اس لیے کہ افعال میں اصل بناء ہے۔

سوال:(۳۰)۔مضارع معرب ہوتا ہے یا مبنی اور کس اسم سے مشابہت تامہ رکھتا ہے؟

جواب :مضارع معرب ہوتا ہے اور اس لیے کہ فعل مضارع کو اسم فاعل کے ساتھ مشابہت تامّہ حاصل ہے۔

سوال:(۳۱)۔مضارع کو اسم فاعل سے مشابہت کی وجہ سے معرب رکھا تو امر حاضر کو مبنی کیوں رکھا؟امر اسم فاعل سے مشابہت رکھتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

جواب :فعل مضارع اسم فاعل سے مشابہت تامہ کی وجہ سے معرب ہے جبکہ فعل امر اسم فاعل سے مشابہت تامہ نہیں رکھتا کیوں کہ فعل امر علامتِ مضارع کے حذف ہوجانے کے بعد اسم فاعل سے مشابہت تامہ نہیں رکھتا۔

فعل امر کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت تامہ نہ رکھنے کی وجہ:(ا)۔فعل امر حرکات وسکنات میں اسم فاعل کے ہم وزن نہیں ہے۔(۲)۔نکرہ کی صفت بننے میں اسمِ فاعل سے مشابہت نہیں رکھتا ہے کیونکہ امر نکرہ کی صفت واقع نہیں ہوتا اور اسم فاعل صفت واقع ہوتا ہے۔کہ فعل امر انشاء ہوتا ہے اور اسم فاعل خبر ہوتا ہے۔

سوال:(۳۲)۔فَلْتَفْرَحُوا معرب ہے یا مبنی؟اگر معرب ہے تو اعراب کی علت کیا ہے؟

جواب : فَلْتَفْرَحُوا بالاتفاق معرب ہے اور معرب کی علت اس میں علامتِ مضارع باقی ہے۔

سوال:(۳۳)۔امر کے آخر میں نونِ ثقیلہ وخفیفہ کا اضافہ کیوں کیا؟

جواب :نون ثقیلہ اور خفیفہ تاکید کے لیے ہیں اور امر میں طلب کے اندر تاکید پیدا کرنے کے لیے نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا اضافہ کیا گیا۔

سوال:(۳۴)۔لِیَضْرِبَنَّ میں باء اور نون کو فتحہ کیوں دیا؟

جواب :لِیَضْرِبَنَّ بنا ہے لِیَضْرِبْ سے پھر نون تاکید کا اضافہ کیا گیا تو لِیَضْرِبْنَّ ہوا باء اور نون مدغم کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہوا لہذا اجتماع ساکنین سے بچنے کی خاطر باء کو فتحہ دیا گیا ۔اگر باء کو کسرہ دیتے تو فعل میں کسرہ آتا جو درست نہیں ہے اگر ضمہ دیتے تو جمع مذکر غائب لِیَضْرِبُنَّ سے التباس لازم آتا پس ان خرابیوں سے بچنے کی خاطر باء کو فتحہ دیا گیا۔

اور نون کو فتحہ اس لیے دیا گیا اگر فتحہ نہ دیتے تو دونوں نون ساکن ہوتے اور اجتماع ساکنین لازم آتا لہذا خفت کی خاطر نون کو فتحہ دیا گیا۔

سوال:(۳۵)۔لِيَضْرِبُنَّ میں لِيَضْرِبُوا کے واؤاور لِتَضْرِبِنَّ میں اِضْرِبِي کی یاء کو حذف کیوں کیا؟

جواب : لِيَضْرِبُنَّ اصل میں لِيَضْرِبُوْنَّ تھاواؤاور نون تاکید کا پہلا نون دونوں ساکن ہیں اجتماع ساکنین سے بچنے کی خاطر واؤ کو حذف کردیا گیااور باء پر ضمہ باقی رکھا گیا تاکہ ضمہ واؤ کے حذف پر دلالت کرے۔

لِتَضْرِبِنَّ اصل میں لِتَضْرِبِيْنَّ یاء اور پہلے نون کے ساکن ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین لازم آرہا تھالہذا یاء کو حذف کردیا گیااور باء پر کسرہ باقی رکھا گیا تاکہ وہ یاء کے حذف پر دلالت کرے۔

سوال:(۳۶)۔امر کے تثنیہ میں الف کو حذف کیوں نہیں کیا؟

جواب : امر کے تثنیہ لِيَضْرِبَانِّ سے الف کو حذف اس لیے نہیں کیا گیا اگر الف کو حذف کردیتے توغالبًا لِيَضْرِبَنَّ رہتا تو واحد مذکر غائب کے صیغے سے التباس لازم آتا۔

سوال:(۳۷)۔الف تثنیہ کے بعد نونِ ثقیلہ کو کسرہ کیوں دیا؟

جواب : نونِ ثقیلہ جو تثنیہ کے صیغہ میں آتا ہے اسے الف کے بعد واقع ہونے کے سبب تثنیہ کے نون کے ساتھ مشابہت حاصل ہے لہذا اس مشابہت کی وجہ سے نون تثنیہ کی طرح نون ثقیلہ کو بھی کسرہ دیا گیا۔

سوال:(۳۸)۔هَلْ يَضْرِبَانِّ جیسی مثالوں میں رفع پر دلالت کرنے والے نون کو حذف کیوں کیا؟

جواب : جب فعل مضارع میں نونِ ثقیلہ داخل ہوتا ہے تو فعلِ مضارع مبنی ہوجاتا ہے اور نونِ اعرابی معرب ہونے کی علامت ہے اب اگر نونِ اعرابی کو حذف نہ کرتے تو ایک ہی فعل کا معرب اور مبنی ہونا لازم آتا جو کہ خلاف قیاس ہے اس لیے نونِ ثقیلہ داخل ہونے کے بعد نونِ اعرابی کو حذف کردیا جاتا ہے۔اور فعلِ امر تو پہلے سے مبنی ہوتا ہے اس میں نونِ ثقیلہ

لاؤ یا نہ لاؤ نونِ اعرابی پہلے ہی حذف ہوجاتا ہے پس نونِ ثقیلہ کی بنا پر ساتوں صیغوں سے نونِ اعرابی گر جاتی ہے اور نونِ ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہوجاتا ہے۔

سوال:(۳۹)۔ لِیَضْرِبْنَانِّ لِتَضْرِبْنَانِّ جمع مؤنث غائب وحاضر میں نونِ ثقیلہ کے ماقبل الف فاصل کیوں داخل کیا؟

جواب : جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغے میں الفِ فاصل اس لیے لاتے ہیں تاکہ تین نون جمع نہ ہوجائیں کیوں کہ تین نون کا اجتماع ثقل کا باعث ہے لہذا جمع مؤنث غائب وحاضر میں نونِ ثقیلہ کے درمیان الفِ فاصل لاکر اس ثقل کو دور کرتے ہیں۔

سوال:(۴۰)۔ نونِ خفیفہ تمام صورتوں میں نونِ ثقیلہ کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب : نونِ خفیفہ کا وہی حکم ہے جو نونِ ثقیلہ کا ہے مگر تثنیہ اور الفِ فاصل کے بعد نونِ خفیفہ نہیں آتا ہے۔

سوال:(۴۱)۔ جن صیغوں میں الف آتا ہے ان صیغوں میں نونِ خفیفہ نہ آنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: جن صیغوں میں الف آتا ہے اگر ان میں نونِ خفیفہ کو لائیں تو اجتماعِ ساکنین فی غیر حدہ لازم آتا ہے اگر اجتماع ساکنین فی غیر حدہ سے بچنے کے لیے الفِ تثنیہ کو حذف کردیں اور لِیَضْرِبَانْ سے لِیَضْرِبَنْ پڑھیں تو صیغہ واحد مذکر اور جمع مذکر غائب دونوں سے التباس ہوگا، اور اعراب نہ ہونے کی صورت میں واحد مذکر کا جمع مذکر غائب سے التباس ہوگا، اور اگر صیغہ جمع مؤنث غائب وحاضر سے الفِ فاصل کو حذف کردیں جیسے لِیَضْرِبْنَنْ اور لِتَضْرِبْنَنْ پڑھیں تو دونوں کا اجتماع لازم آئے گا، اور اگر لِیَضْرِبْنَنْ سے پہلے نون کو حذف بھی کردیں اور لِیَضْرِبْنَ پڑھیں تو فعل مضارع منصوب بلام کَیْ ہوجائے گا اور اس وقت صیغہ نونِ تاکید سے خارج ہوجائے گا، اور اگر دوسرے نون کو حذف کریں تو بھی یہی خرابی لازم آئے گی لہذا ان خرابیوں کے پیش نظر نونِ خفیفہ ان صیغوں میں نہیں آتا ہے۔

سوال:(۴۲)۔ اجتماعِ ساکنین فی غیر حدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ وہ کیسے لازم آرہا ہے؟

جواب: **اجتماعِ ساکنین فی حدہ:** یہ ہے کہ پہلا حرف ساکن مدہ ہو اور دوسرا حرف ساکن مدغم ،جیسے وَالضَّالِّيْنَ میں الف مدہ اور پہلا لام جو مدغم ہے ساکن ہے یہ اجتماع جائز ہے۔

اجتماعِ ساکنین فی غیر حدّہ: یہ ہے کہ پہلا حرف ساکن مدہ نہ ہو اور دوسرا حرفِ ساکن مدغم ہو جیسے نونِ خفیفہ کہ یہ نون ساکن ہوتا ہے جیسے لِيَضْرِبَانْ یہ اجتماع ناجائز ہے کیوں کہ یہ ثقل کا باعث ہے۔

سوال:(۴۳)۔ یونس کوفی کا نونِ خفیفہ کے تعلق سے کیا موقف ہے؟

جواب : یونس کوفی نحوی کے نزدیک نونِ خفیفہ نونِ ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے تمام صیغوں میں آتا ہے اور اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ دونوں ساکن حرف کا تلفظ کرنا غالبًا ہر جگہ میں بلکہ جہاں پر تلفظ کرنا ممکن ہو ہے جیسے مَحْيَايْ میں الف اور یاے اضافت کے سکون کے ساتھ تلفظ کرنا ممکن ہے۔

سوال:(۴۴)۔ نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کتنے اور کون کون سی جگہوں میں آتے ہیں اور کیوں آتے ہیں؟

جواب: یہ دونوں نون سات جگہوں میں آتے ہیں اور ان جگہوں پر آنا اس لیے ہے کہ ان میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے اور وہ جگہیں یہ ہیں:

(۱)۔امر: اِضْرِبَنَّ اس میں فعل کا طلب کرنا پایا جاتا ہے۔**(۲)**۔نہی لَا تَضْرِبَنَّ اس میں ترک فعل کی طلب پائی جاتی ہے ۔**(۳)**۔استفہام: هَلْ تَضْرِبَنَّ اس میں کسی چیز کے حصول کی طلب پائی جاتی ہے ۔**(۴)**۔تمنی: لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ اس میں محبت کے انداز میں کسی چیز کے حصول کی طلب پائی جاتی ہے۔**(۵)**۔عرض: أَلَا تَضْرِبَنَّ اس میں نرمی کے ساتھ شئی اور حکم کی طلب پائی جاتی ہے۔**(۶)**۔قسم: وَاللهِ لَأَضْرِبَنَّ اس میں قسم کی وجہ

سے بظاہر طلب کا معنی نہیں پایا جاتا ہے مگر جب کوئی وَ اللهِ لَأَضْرِبَنَّ کہتا ہے تو گویا اس نے اَسْأَلُ اللهَ لَأَضْرِبَنَّ کہا اس طرح سوال کرنے کے طریقے پر طلب کا معنی پایا گیا ۔(۷)۔نفی ۔ لَا تَضْرِبَنَّ اس میں حرفِ نفی کے ساتھ نون تاکید بہت کم آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نفی نہی سے مشابہت رکھتا ہے دونوں کے صیغے ایک جیسے ہیں ۔

سوال:(۴۵)۔نفی فعل نہی سے کس طرح کی مشابہت رکھتا ہے؟

جواب :مشابہت کی وجہ یہ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک عدم فعل پر دلالت کرتا ہے اور نفی میں بھی نہی کی طرح ترک فعل کی طلب کا معنی پایا جاتا ہے۔

سوال:(۴۶)۔جب فعل نہی تمام صورتوں میں فعل امر کی طرح ہے تو فعل نہی بھی مبنی ہے یا معرب اگر معرب ہے تو کیوں؟

جواب :فعل نہی تمام صوروں میں فعل امر کی طرح ہے مگر فعل نہی بالاجماع معرب ہے۔ اور فعل نہی معرب اس لیے ہے کہ اس میں علتِ اعراب یعنی علامتِ مضارع برقرار رہتی ہے جبکہ فعل امر میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے لہذا فعل نہی علتِ اعراب کے سبب معرب ہے اور امر عدم علتِ اعراب کے سبب مبنی ہے۔

سوال:(۴۷)۔ماضی، مضارع، امر اور نہی کا فعل مجہول کس وزن پر آتا ہے؟

جواب:فعل ماضی میں فُعِلَ کے وزن پر، فعل مضارع میں يُفْعَلُ کے وزن پر، فعل امر میں لِتُفعَلْ کے وزن پر اور فعلِ نہی میں لَا تُفْعَلْ کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:(۴۸)۔فعل مجہول لانے کے مقاصد بیان کریں؟

جواب:فعل مجہول لانے کے چند مقاصد ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں ۔(ا)۔فاعل کے خسیس اور کمینہ ہونے کے سبب اس کا ذکر کرنا مناسب نہ ہو تو فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کر دی جاتی ہے۔جیسے :شُتِمَ الْخَلِيْفَةُ (خلیفہ کو گالی دی گئی) گالی دینے والے کا نام ذکر نہیں کیا گیا کیوں کہ جس نے خلیفہ کو گالی دی وہ

خسیس اور کمینہ ہے خلیفہ کے ساتھ اس کا ذکر مناسب نہیں ہے۔(۲)۔فاعل کی عظمت کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا بے ادبی ہوتی ہے تو فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے: عُوْقِبَ اللِّصُّ (چور کو سزا دی گئی) یہ اصل میں عَاقَبَ السُّلْطَانُ اللِّصَّ تھا۔(۳)فاعل کے مشہور ہونے کے وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے تو فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کی جاتی ہے جیسے: خُلِقَ الاِنْسَانُ ضَعِیْفًا انسان کمزور پیدا کیا گیا) پس فاعل اتنا معروف ہے کہ اس کے ذکر کی حاجت نہیں اور وہ اللہ ہے کہ خَلْقٌ ایسا فعل ہے جو غیر اللہ سے تصور نہیں کیا جاسکتا پس ان تمام مقاصد کے پیش نظر فعل مجہول کو لایا جاتا ہے۔

سوال:(۴۹)۔ماضی مجہول میں صیغہ فُعِلَ ہی کیوں خاص کیا گیا اور غیر معقول کا معنی کیا ہے؟

جواب: ماضی میں صیغہ فُعِلَ کو اس لیے خاص کیا گیا کہ اس (مجہول) کا معنی غیر معقول ہے یعنی عقل میں نہ آنے والا اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب فعل کی اسناد فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کی جائے ،اس کا صیغہ (فُعِلَ) بھی غیر معقول ہے یعنی کلام عرب میں یہ وزن (فُعِلَ) سوائے وُعِلٌ اور دُعِلٌ کے نہیں آتا ہے ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج ایسے ہی ثقیل ہے جیسے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج ثقیل ہوتا ہے۔تو غیر معقول کو مناسبت کی وجہ سے غیر معقول کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔

سوال:(۵۰)۔مضارع مجہول میں یُفْعَلُ کا وزن کیوں خاص کیا؟

جواب: مضارع مجہول میں یُفعَلُ اس لیے خاص کیا گیا کہ یہ صیغہ حرکات و سکنات میں فُعلَلُ کی طرح ہے اور فُعلَلُ کے وزن پر بھی کوئی کلمہ نہیں آتا یعنی وہ غیر معقول ہے اور یُفعَلُ کا معنی بھی غیر معقول ہے کیونکہ اسناد فاعل کے بجائے

مفعول کی طرف ہے، تو مناسبت کی وجہ سے غیر معقول کو غیر معقول کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔

سوال:(۵۱)۔وہ ماضی جو تین حرف سے زیادہ ہو اس سے ماضی مجہول اور مضارع مجہول کس وزن پر آتا ہے؟اور کیوں آتا ہے؟

جواب: وہ ماضی جو تین حرف سے زیادہ ہو اس میں سات ابواب کے علاوہ ماضی مجہول پہلے حرف کے ضمہ اور آخر سے پہلے حرف پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے أُكْرِمَ ۔اور مضارع مجہول میں پہلے حرف پر ضمہ اور آخر کے ما قبل پر فتحہ کے ساتھ آتا ہے ۔جیسے : يُكْرَمُ یہ ثلاثی مجرد کی اتباع کرتے ہوئے يُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔ کیونکہ ثلاثی مجرد اصل ہے اور مزید فیہ فرع ہے اور فرع اصل کے تابع ہوتا ہے لہذا مزید فیہ مجرد کے تابع ہوا۔

سوال:(۵۲)۔وہ سات ابواب کون سے ہیں جن میں ماضی مجہول پہلے اور دوسرے متحرک حرف کے ضمہ کے ساتھ اور آخر کے ماقبل کسرہ کے ساتھ آتا ہے؟

جواب: وہ سات ابواب یہ ہیں

(۱)۔تَفَعُّلٌ (۲)۔تَفَاعُلٌ ۔(۳)۔اِفْتِعَالٌ ۔(۴)۔اِنْفِعَالٌ (۵)۔ اِسْتِفْعَالٌ ۔ (۶)۔اِفْعِنْلَالٌ ۔(۷)۔اِفْعِيْعَالٌ ۔ان ابواب سے ماضی مجہول پہلے اور دوسرے متحرک حرف پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے: تُقُبِّلَ . تُقُوْبِلَ .اُجْتُنِبَ اُنْفُطِرَ . اُسْتُنْصِرَ . اُفْعُنْلِلَ . اُفْعُوْعِلَ .

سوال:(۵۳)۔باب تَفَعَّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا۔

جواب: اس لیے کہ اگر ان ابواب میں فاء کلمہ کو ضمہ نہ دیا جاتا تو پھر بابِ تفعیل اور مفاعلت کے مضارع مجہول سے التباس لازم آتا جیسے: يُصَرَّ فُ يُقَبَّلُ اور يُقَاتَلُ تُقَاتَلُ ۔پس اس التباس کی وجہ سے ان دونوں ابواب میں فاء کلمہ کو ضمہ دیا گیا۔

سوال:(۵۴)۔ اُفْتُعِلَ ،اُنْفُعِلَ ،اُسْتُفْعِلَ ،اُفْعُوْعِلَ ،اُفْعُنْلِلَ ان پانچ ابواب میں تیسرے حرف کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: بقیہ ان پانچ ابواب افتعال جیسے اُقْتُصِرَ میں صرف ہمزہ کے ضمہ پر اکتفا کرتے اور آخر کے ماقبل کسرہ پر اکتفا کرتے تو اُقْتَصِرَ ہوتا اب وصل اور آخر میں وقف کی صورت میں امر سے التباس لازم آتا اس خرابی سے بچنے کے لیے پہلے متحرک حرف کو ضمہ دیا گیا۔

فَصْلٌ فِي إِسْمِ الفَاعِلِ

وَهُوَ إِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُضَارِعِ لِمَنْ قَامَ بِهِ الفِعْلُ بِمَعْنَى الحُدُوْثِ وَاشْتُقَّ مِنْهُ ؛ لِمُنَاسَبَتِهِمَا فِي الوُقُوْعِ صِفَةً لِلنَّكِرَةِ وَغَيْرِهِ وَصِيْغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِي الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ فَاعِلٍ ، وَحُذِفَ عَلَامَةُ الإِسْتِقْبَالِ مِنْ يَضْرِبُ فَأُدْخِلَ الأَلِفُ؛لِخِفَّتِهَا بَيْنَ الفَاءِ وَالعَيْنِ؛لِأَنَّ فِي الأَوَّلِ يَصِيرُ مُشَابِهًا بِالمُتَكَلِّمِ وَ بِالتَّفْضِيْلِ وَكُسِرَ عَيْنُهُ، لِأَنَّ بِتَقْدِيْرِ الفَتْحِ يَصِيرُ مُشَابِهًا بِمَاضِي المُفَاعَلَةِ،وَ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ يَثْقُلُ،وَ بِتَقْدِيْرِ الكَسْرَةِ أَيْضًا يَلْزَمُ الإِلْتِبَاسُ بِأَمْرِ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَلٰكِنْ أَبْقِيَ مَعَ ذٰلِكَ ؛ لِلضَّرُوْرَةِ، وَقِيْلَ: إِخْتِيَارُ الإِلتِبَاسِ بِالأَمْرِ أَوْلٰى؛لِأَنَّ الأَمْرَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبِلِ وَإِسْمُ الفَاعِلِ أَيْضًا مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبِلِ

فصل: اسم فاعل کے بیان میں

ترجمہ: اور اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعلِ مضارع سے بنایا جاتا ہے، اس شخص کے لیے جس کے ساتھ فعل بمعنی حدوث قائم ہوتا ہے، اور اسم فاعل کو فعل مضارع سے بنایا گیا ہے نکرہ اور اس کے علاوہ کی صفت واقع ہونے میں ان دونوں کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے، اور ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے، اور یَضْرِبُ سے علامت مضارع کو حذف کیا گیا ہے اور الف کے خفیف ہونے کی وجہ سے فاء اور عین کے درمیان داخل کیا گیا ہے، اس لیے کہ الف کو شروع میں داخل کرنے سے اسمِ فاعل مضارع کے صیغہ واحد متکلّم اور اسمِ تفضیل کے مشابہ ہو جاتا، اور اس کے عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ فتحہ دینے کی تقدیر میں اسمِ فاعل بابِ مُفاعلۃ کے فعلِ ماضی کے مشابہ ہو جاتا، اور ضمہ کی تقدیر میں اسمِ فاعل ثقیل ہو جاتا، اور عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بھی بابِ مفاعلۃ کے فعل امر سے التباس لازم آرہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو ضرورت کی بنا پر

باقی رکھا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ امر کے ساتھ التباس کو اختیار کرنا اولیٰ ہے اس لیے کہ فعل امر فعل مستقبل سے مشتق ہوتا ہے اور اسم فاعل بھی فعل مستقبل سے مشتق ہوتا ہے۔

وَتَجِيءُ الصِّفَةُ الـمُشَبَّهَةُ عَلٰى وَزْنِ فَعِلٌ وَفَعْلٌ وَفُعْلٌ وَفِعْلٌ وَفُعُلٌ وَ فَعَلٌ وَفَعَالٌ وَفُعَالٌ وَفَعْلَانٌ وَأَفْعَلُ نَحْوُ: فَرِقٌ وَشَكْسٌ وَصُلْبٌ وَمِلْحٌ وَجُنُبٌ وَحَسَنٌ وَجَبَانٌ وَشُجَاعٌ وَعَطْشَانٌ وَأَحْوَلُ وَهُوَ يُخْتَصُّ بِبَابِ فَعِلَ إِلَّا سِتَّةٌ تَجِيءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ نَحْوُ: أَحْمَقُ وَ أَخْرَقُ وَآدَمُ وَأَرْعَنُ وَأَسْمَرُ وَأَعْجَفُ. وَزَادَ الأَصْمَعِيُّ الأَعْجَمَ وَ قَالَ الفَرَّاءُ يَجِيْئُ أَحْمَقُ مِنْ حَمِقَ وَهُوَ لُغَةٌ فِيْ حَمُقَ وَكَذَالِكَ يَجِيْئُ خَرُقَ وَسَمُرَ وَعَجُفَ أَعْنِيْ: فَعِلَ لُغَةٌ فِيْهِنَّ

ترجمہ: اور صفتِ مشبہ فَعِلٌ وَ فَعْلٌ و فُعْلٌ و فِعْلٌ و فُعُلٌ و فَعَلٌ وَ فَعَالٌ و فُعَالٌ و فَعْلَانٌ و اَفْعَلُ کے اوزان پر آتا ہے جیسے فَرِقٌ (ڈرپوک) و شَكْسٌ (بدخو) و صُلْبٌ (سخت) و مِلْحٌ (نمکین) و جُنُبٌ (ناپاک) و حَسَنٌ (اچھا) و جَبَانٌ (بزدل) و شُجَاعٌ (بہادر) و عَطْشَانٌ (پیاسا) و اَحْوَلُ (بھینگا)۔ اور یہ خاص کیا گیا ہے باب فَعِلَ کے ساتھ، مگر چھ اسما ایسے ہیں جو باب فَعُلَ سے آتے ہیں جیسے اَحْمَقُ (بے وقوف) و اَخْرَقُ (نے وقوف) و آدَمُ (گندم گوں ہونا) و اَرْعَنُ (ناسمجھ) و اَسْمَرُ (گندمی رنگ والا) و اَعْجَفُ (پتلا، کمزور)، اور اصمعی نے اَعْجَمُ (گونگا، بے زبان) کو زیادہ کیا ہے، اور فرّا نے کہا ہے کہ اَحْمَقُ حَمِقَ سے ہے اور ایک لغت حَمُقَ میں ہے اور ایسے ہی خَرُقَ و سَمُرَ و عَجُفَ آتے ہیں یعنی ان میں ایک لغت فَعِلَ کی ہے۔

.وَيَجِيءُ أَفْعَلُ لِتَفْضِيْلِ الفَاعِلِ مِنَ الثُّلَاثِيْ غَيْرِ مَزِ يْدٍ فِيْهِ مِمَّا لَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ وَلَا يَجِيءُ مِنَ الْمَزِ يْدِ فِيْهِ؛ لِعَدْمِ إِمْكَانِ مُحَافَظَةِ جَمِيْعِ حُرُوْفِهِ فِيْ. أَفْعَلَ . وَلَا يَجِيءُ مِنْ لَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ ؛لِأَنَّ فِيْهِمَا يَجِيءُ أَفْعَلُ لِلصِّفَةِ فَيَلْزَمُ الإِلْتِبَاسُ، وَلَا يَجِيءُ لِتَفْضِيْلِ الـمَفْعُوْلِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِتَفْضِيْلِ الفَاعِلِ. فَإِنْ

قِيْلَ: لِمَ لَمْ يُجْعَلْ عَلَى العَكْسِ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الإِلْتِبَاسُ ؟ قُلْنَا: جَعَلَهٗ لِلْفَاعِلِ أَوْلٰى؛ لِأَنَّ الفَاعِلَ مَقْصُوْدٌ وَالمَفْعُوْلَ فَضْلَةٌ، وَأَيْضًا يُمْكِنُ التَّعْمِيْمُ فِي الفَاعِلِ دُوْنَ المَفْعُوْلِ،

وَنَحْوُ: أَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْنِ لِتَفْضِيْلِ الْمَفْعُوْلِ وَنَحْوُ: أَعْطَاهُمْ وَ أَوْلَاهُمْ مِنَ الزَّوَائِدِ وَأَحْمَقُ مِنْ هَبَنَّقَةَ مِنَ العُيُوْبِ شَاذٌّ.

ترجمہ: اور اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون و عیب کا معنی نہ ہو فاعل کی تفضیل کے لیے (اسمِ تفضیل) اَفْعَلُ کا وزن آتا ہے، اور ثلاثی مزید فیہ سے اسمِ تفضیل تمام حروف کی حفاظت کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آتا، اور نہ لون و عیب سے آتا ہے اس لیے کہ ان دونوں میں اَفْعَلُ کا وزن صفت کے لیے آتا ہے، پس التباس لازم آئے گا، اور مفعول کی تفضیل کے لیے بھی نہیں آتا، تاکہ فاعل کی تفضیل سے التباس نہ ہونے پائے، پس اگر کہا جائے کہ اس کے برعکس کیوں نہیں کیا گیا تاکہ التباس لازم نہ آتا؟ ہم کہیں گے کہ فاعل کے لیے اسمِ تفضیل بنانا اولیٰ ہے اس لیے کہ فاعل مقصود ہوتا ہے اور مفعول فضلہ ہوتا ہے، نیز فاعل میں تعمیم ممکن ہے نہ کہ مفعول میں، اور مفعول کی تفضیل میں اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ الْنِّحْيَيْن کے جیسے، اور زوائد سے اَعْطَاهُمْ و اَوْ لَا هُمْ کے جیسے، اور عیوب سے اَحْمَقُ مِنْ هَبَنَّقَةَ جیسے یہ شاذ میں سے ہیں۔

وَيَجِيءُ الفَاعِلُ عَلَى الْفَعِيْلِ ،نَحْوُ: نَصِيْرٌ، وَقَدْ يَسْتَوِى فِيْهِ المُذَكَّرُ وَالمُؤَنَّثُ إِذَا كَانَ بِمَعْنَى مَفْعُوْلٍ، نَحْوُ قَتِيْلٍ وَجَرِيْحٍ؛ فَرْقًا بَيْنَ الفَاعِلِ وَالمَفْعُوْلِ إِلَّا إِذَا جُعِلَتِ الكَلِمَةُ مِنْ عَدَادِ الأَسْمَاءِ، نَحْوُ: ذَبِيْحَةٍ وَلَقِيْطَةٍ، وَقَدْ يَشْبَهُ بِهِ مَا هُوَ بِمَعْنٰى فَاعِلٍ ، نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: (إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ المُحْسِنِيْنَ) [الأَعْرَاف: ٧/ ٥٦]

ترجمہ: اسم فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِيْرٌ، اور کبھی اس میں مذکر و مونث دونوں برابر ہوتے ہیں، جب کہ یہ اسم مفعول کے معنی میں ہو جیسے قَتِيْلٌ اور جَرِيْحٌ، فاعل اور مفعول کے درمیان فرق کرتے ہوئے مگر یہ کہ جب کلمہ اسمائے اعداد میں سے ہو جیسے ذَبِيْحَةٌ اور لَقِيْطَةٌ، اور کبھی اس چیز کے مشابہ ہوتا ہے جو فاعل کے ہم معنی ہو جیسے فرمانِ باری تعالیٰ "اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ" (الاعراف:۵۶،۷۔)(بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے)

وَيَجِيءُ عَلٰى فَعُوْلٍ لِلْمُبَالَغَةِ ، نَحْوُ: مَنُوْعٍ وَ يَسْتَوِىْ فِيْهِ الْمُذَكَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ إِذَا كَانَ بِمَعْنَى فَاعِلٍ،نَحْوُ:إِمْرَأَةٌ صَبُوْرٌ وَرَجُلٌ صَبُوْرٌ.وَ يُقَالُ فِى الْمَفْعُوْلِ: نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ. فَأُعْطِىَ الإِسْتِوَاءُ فِى فَعِيْلٍ لِلْمَفْعُوْلِ وَفِى فَعُوْلٍ لِلْفَاعِلِ؛ طَلَبًالِلْعَدْلِ.وَيَجِيءُ لِلْمُبَالَغَةِنَحْوُ:صَبَّارٌوَسَيْفٌ مِجْذَمٌ وَهُوَ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الآلَةِ وَ بَيْنَ مُبَالَغَةِ الفَاعِلِ،وَفِسِّيْقٌ وَكُبَّارٌ وَطُوَّالٌ وَعَلَّامَةٌ وَنَسَّابَةٌ وَرَوَايَةٌ وَفَرُوْقَةٌ وَ ضُحْكَةٌوَضُحَكَةٌ وَمِجْزَامَةٌ وَمِسْقَامٌ وَمِعْطِيْرٌ.وَ يَسْتَوِى الْمُذَكَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ فِى التِّسْعَةِ الأَخِيْرَةِ؛لِقِلَّتِهِنَّ أَمَّا قَوْلُهُمْ:مِسْكِيْنَةٌ فَمَحْمُوْلَةٌ عَلٰى فَقِيْرَةٍ كَمَا قَالُوْا:هِىَ عَدُوَّةُاللهِ،وَإِنْ لَمْ يَدْخُلِ التَّاءُ فِى فَعُوْلِ الَّذِىْ لِلفَاعِلِ حَمْلًا عَلٰى مَعْنَى صَدِيْقَةٍ؛لِأَنَّهُ نَقِيْضُهُ.

ترجمہ: اور اسم فاعل کبھی مبالغہ کے لیے فَعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَنُوعٌ، اور اس میں مذکر و مونث برابر ہوتے ہیں، جب کہ یہ اسمِ فاعل کے معنی میں ہو جیسے اِمْرَأَةٌ صَبُوْرٌو رَجُلٌ صَبُوْرٌ، اور مفعول کے معنی میں بولا جاتا ہے نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ. پس جو فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہو اور جو فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو اس میں مذکر و مونث کو برابر رکھا جاتا ہے عدل کو طلب کرنے کی غرض سے۔ اور اسم فاعل مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے صَبَّارٌ اور سَيْفٌ مِجْذَمٌ، اور یہ اسم آلہ اور اسم فاعل کے مبالغہ کے درمیان مشترک ہوتا ہے، اور

فَسِيْقٌ (بہت فسق کرنے والا) و كُبَّارٌ (بہت بڑا) و طُوَّالٌ (بہت لمبا) و عَلَّامَةٌ (بہت علم والا) و نَسَّابَةٌ (بہت نسب کو جاننے والا) و رَوَّايَةٌ (بہت روایت کرنے والا) و فَرُوْقَةٌ (بہت فرق کرنے والا) و ضُحْكَةٌ (لوگوں پر بہت ہنسنے والا) و ضُحَكَةٌ (اس پر بہت ہنسنے والے لوگ) و مِجْزَامَةٌ (کثیر جزام والا) و مِسْقَامٌ (بہت بیمار) وَ مِعْطِيْرٌ (بہت عطر والا)۔ان مذکورہ اسماء میں سے آخری آٹھ میں ان کے قلت استعمال کی وجہ سے مذکر و مونث برابر ہوتا ہے، رہا اہل صرف کا قول مِسْكِيْنَةٌ پس یہ فَقِيْرَةٌ پر محمول ہے جیسے کہ انھوں نے کہا هِيَ عَدُوَّةُ اللهِ (حالاں کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ عَدُوُّ الله ہوتا)، اور اگر چہ اس فَعُوْلٌ میں جو اسم فاعل کے معنی میں ہے تا کو داخل نہیں کیا گیا صَدِيْقَةٌ کے معنی پر محمول کرتے ہوئے اس لیے کہ یہ اس کی نقیض ہے۔

وَصِيْغَتُهٗ مِنْ غَيْرِ الثُّلَاثِيْ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُسْتَقْبِلِ بِمِيْمٍ مَضْمُوْمَةٍ وَكَسْرِ مَاقَبْلَ الآخِرِ، نَحْوُ: مُكْرِمٌ، وَ اخْتِيْرَالْمِيْمُ؛لِتَعَذُّرِ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَقُرْبِ الْمِيْمِ مِنَ الْوَاوِ فِيْ كَوْنِهِمَا شَفَوِيَّةً وَضُمَّ الْمِيْمُ؛لِلْفَرْقِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَلْمَوْضِعِ، وَنَحْوُ :مُسْهَبٍ لِلْفَاعِلِ عَلٰى صِيْغَةِ الْمَفْعُوْلِ مِنْ أَسْهَبَ وَ يَافِعٌ مِنْ أَيْفَعَ شَاذٌّ وَ يُبْنٰى مَا قَبْلَ تَاءِ التَّانِيْثِ عَلَى الْفَتْحِ فِيْ ضَارِبَةٍ ؛ لِأَنَّهٗ صَارَ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ كَمَا فِيْ نُوْنِ التَّاكِيْدِ وَيَاءِ النِّسْبَةِ وَ عَلَى الْفَتْحِ ؛لِلْخِفَّةِ.

ترجمہ:اور اسم فاعل کا صیغہ ثلاثی مزید فیہ سے میم مضموم اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ مستقبل کے صیغے پر آتا ہے جیسے مُكْرِمٌ، اور میم کو حرف علت کے متعذر ہونے اور میم کا واو سے دونوں کے شفویہ ہونے میں قریب ہونے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے، اور میم کو ضمہ دیا گیا ہے اسم فاعل اور اسم ظرف کے درمیان فرق کرنے کی وجہ سے، اور مُسْهَبٌ جو اَسْهَبَ سے اسم مفعول کے صیغے پر ہے یہ اسم فاعل کے لیے استعمال ہوتا ہے اور يَافِعٌ جو اَيْفَعَ سے اسم فاعل کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ دونوں شاذ ہیں، اور ضَارِبَةٌ میں

تائے تانیث کے ماقبل کو مبنی پر فتح کیا گیا ہے اس لیے کہ باوسطِ کلمہ کی منزل میں ہو گیا ہے جیسے کہ نون تاکید اور یائے نسبتی میں، نیز اس کو خفت کی وجہ سے فتحہ پر مبنی کیا گیا ہے۔

فصل فی اسم الفاعل

اسم فاعل کا بیان

سوال:(۱)۔اسمِ فاعل کی تعریف بیان کریں؟

جواب: وہ اسم ہے جو مضارع سے مشتق ہو ایسی ذات کے لیے جس کے ساتھ فعل بطور حدوث قائم ہو۔

سوال:(۲)۔اسم فاعل کس سے مشتق ہوتا ہے اور کیوں؟

جواب :اسم فاعل مضارع معروف سے مشتق ہوتا ہے اس لیے کہ اسم فاعل ومضارع معروف دونوں نکرہ کی صفت واقع ہونے میں برابر ہیں نیز اسم فاعل حرکات، سکنات ودخول لام وغیرہ میں بھی مضارع سے مناسبت رکھتا ہے۔

سوال:(۳)۔ثلاثی مجرد سے اسم فاعل اکثر وبیشتر کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد سے صیغۂ اسم فاعل اکثر وبیشتر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:(۴)۔اسم فاعل بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

جواب: یَضْرِبُ مضارع معروف سے علامت استقبال کو حذف کرکے فاء اور عین کے درمیان الف داخل کرتے ہیں پھر عین کو کسرہ اور آخر میں تنوین دیتے ہیں۔

سوال:(۵)۔اسمِ فاعل بناتے وقت الف کو فاء اور عین کے درمیان کیوں داخل کیا۔

جواب: اسم فاعل بناتے وقت الف کو فاء وعین کے درمیان داخل کیا اگر ان کے درمیان داخل نہ کرتے تو شروع میں داخل کرتے یا آخر میں داخل کرتے یا عین ولام کے درمیان داخل

کرتے اگر شروع میں داخل کرتے تو ابتداء بالسکون کی بناء پر فتح کی خفت کا اعتبار کرتے ہوئے الف کو فتحہ دیتے تو ایسی صورت میں مضارع مکسور العین کے متکلّم اَضْرِبُ سے اور حرکات سے قطع نظر کرتے تو اسم تفضیل سے التباس لازم آتا لہذا شروع میں داخل نہیں کیا۔ اور اگر الف آخر میں زیادہ کرتے تو ضَرَبَا کے مثل میں ماضی کے تثنیہ سے التباس ہوجاتا اس لیے آخر میں بھی زیادہ نہیں کیا اور اگر عین ولام کے درمیان زیادہ کرتے تو مبالغہ جیسے ضَرَّابٌ سے التباس ہوجاتا اس لیے عین اور لام کے درمیان بھی زیادہ نہ کیا توجب یہ سب صورتیں باطل ہوگئیں توفاء وعین کے درمیان الف زیادہ کرنا متعیّن ہوگیا۔

سوال:(٦)۔اسمِ فاعل کے عین کلمہ کو کسرہ کیوں دیا اگر فتحہ یا ضمہ دیتے تو کیا خرابی لازم آتی ؟

جواب :اسم فاعل کے عین کلمہ کو کسرہ دیا اگر فتحہ دیتے تو باب مفاعلة کی ماضی سے التباس ہوجاتا۔

اگر ضمہ دیتے تو ضمہ سے زبان پر ثقل لازم آتا اس طرح کہ ضمہ واؤ کا جز ہے اور واؤ ثقیل ہے اور ثقیل کا جز ثقیل ہوتا ہے اسی وجہ سے ضمہ نہیں دیا۔

البتہ کسرہ دینے کی صورت میں اس طرح کی خرابی لازم نہیں آتی اس لیے کسرہ دیا۔

سوال:(٧)۔اسمِ فاعل کو عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بھی بابِ مفاعلت کے امر سے التباس لازم آتا ہے؟

جواب :جی ہاں !اسم فاعل کے عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بھی باب مفاعلۃ کے امر سے التباس لازم آرہا ہے لیکن اس التباس کے ساتھ باقی رکھنے کی دو وجہ ہیں۔

پہلی وجہ :یہ ہے کہ کسرہ کی صورت میں امر کے ساتھ التباس کو اختیار کرنا ضمہ کے ساتھ ثقل کو اختیار کرنے سے اولیٰ ہے کیونکہ عربوں کی زبان ہر بدمزگی اور ثقل سے پاک ہے۔

دوسری وجہ : یہ ہے کہ اسم فاعل کا امر کے ساتھ التباس ہونے کو اختیار کرنا ماضی کے ساتھ التباس ہونے سے اولیٰ ہے ، اس لیے کہ امر بھی مستقبل سے مشتق ہے اور اسم فاعل بھی مستقبل سے مشتق ہے اور یہ التباس زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں فرع یعنی اسم فاعل کا التباس فرع کے فرع کے ساتھ ہے بر خلاف ماضی کے کیوں کہ ماضی اسم فاعل کا اصل یعنی مضارع کا اصل ہے اور اسم فاعل ماضی کی فرع یعنی مضارع کی فرع ہے لہذا اگر ماضی کے ساتھ التباس باقی رکھتے تو فرع مضارع کی فرع یعنی اسم فاعل کا ،اصل یعنی ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور یہ قبیح ہے۔

سوال:(۸)۔امر کے ساتھ اسم فاعل کے التباس کو اختیار کرنا بہتر کیوں ہے ؟

جواب: اسم فاعل کا امر کے ساتھ التباس ہونے کے باوجود کسرہ پر اس لیے باقی رکھا گیا کیوں کہ اسم فاعل اور امر دونوں فعل مستقبل سے مشتق ہوتے ہیں۔

سوال:(۹)۔صفتِ مشبہ کی تعریف کریں،صفتِ مشبہ کن کن اوزان پر آتا ہے معنی اور مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب : صفت مشبہ وہ اسم ہے جو کسی ذات کے مصدری معنی کے ساتھ بطور ثبوت موصوف ہونے پر دلالت کرے۔

صفت مشبہ کے اوزان

اوزان	مثال	معنی
فَعِلٌ	فَرِقٌ	خوف زدہ
فَعْلٌ	شَكْسٌ	بداخلاق
فُعْلٌ	صُلْبٌ	سخت ہونا

فِعْلٌ	مِلْحٌ	نمکین
فُعُلٌ	جُنُبٌ	ناپاک
فَعَلٌ	حَسَنٌ	نیک کردار والا
فَعَالٌ	جَبَانٌ	بزدل
فُعَالٌ	شُجَاعٌ	بہادر
فَعْلَانُ	عَطْشَانُ	پیاسا
أَفْعَلُ	أَحْوَلُ	بھینگا

سوال:(۱۰) اَحْوَلُ کس باب سے آتا ہے؟

جواب: أَحْوَلُ باب فَعِلَ يَفْعَلُ (سمع) سے آتا ہے۔

سوال:(۱۱)۔وہ کون کون سے اوزان ہیں جو باب کَرُمَ سے آتے ہیں؟

جواب: چھ اوزان باب کَرُمَ يَكْرُمُ سے آتے ہیں" أَحْمَقُ (بے وقوف)،اَخْرَقُ (پھٹا ہوا) آدَمُ (گندمی رنگ والا)اَزْعَنُ (سست)اَسْمَرُ (گندمی رنگ والا)، أَعْجَفُ (کمزور) اَعْجَفُ یہ باب کَرُمَ اور سَمِعَ دونوں سے آتا ہے۔

سوال:(۱۲)۔اَصمعی اور فرّا کا ان اوزان کے تعلق سے کیا قول ہے؟

جواب: اَصمعی نے ان اوزان کے ساتھ اَلْاَعْجَمُ کو بھی زیادہ کیا کہ یہ بھی باب کَرُمَ سے آتا ہے

اور فراء کا قول یہ ہے کہ اَحْمَقَ ،اَفرَقُ ، اَسمرُ، اَعجفُ، یہ باب کَرُمَ و سمِعَ دونوں سے ہیں۔

سوال:(۱۳)۔اَفْعَلُ کا صیغہ ثلاثی مجرد سے کس شرط کے ساتھ فاعل اور مفعول میں سے کس کی فضیلت وزیادتی کے لیے آتا ہے؟

جواب: اَفْعلُ کا صیغہ ثلاثی مجرد سے اس شرط کے ساتھ آتا ہے کہ اس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو اور یہ غیر پر فاعل کی فضیلت وزیادتی کے لیے آتا ہے نہ کہ مفعول کی فضیلت وزیادتی کے لیے۔

سوال:(۱۴)۔اَفْعَلُ کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد سے کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب : غیر ثلاثی مجرد سے اَفعلُ کا صیغہ اس لیے نہیں آتا ہے کہ اَفعلُ میں غیر ثلاثی مجرد کے تمام حروف کا باقی رکھنا ممکن نہیں ہے مزید فیہ ہونے کی صورت میں اَفْعَلُ نہیں رہے گا بلکہ اَفْعَلُ اپنے وزن سے نکل جائے گا مثلاً باب افعال اور استفعال سے اسم تفضیل آئے تو علامتِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد ہمزہ اسم تفضیل زیادہ کریں گے تو صیغہ اَفْعَلُ کے وزن سے نکل جائے گا۔

سوال:(۱۵)۔لون وعیب سے اسمِ تفضیل کیوں نہیں آتا ہے اگر لے آئیں تو کیا خرابی ہے؟

جواب : لون وعیب سے اسم تفضیل نہیں آتا ہے اس لیے کہ لون و عیب میں صیغۂ صفت اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے پھر اگر لون وعیب سے اسم تفضیل لے آئیں تو التباس لازم آئے گا جیسے کہا جائے اَسْوَدُ تو اب یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اس سے مراد صفت مشبہ کالے رنگ والا ہے یا اسم تفصیل زیادہ کالا ہے۔

سوال:(۱۶)۔اَفْعَلُ کا صیغہ مفعول کی فضیلت کے لیے کیوں نہیں آتا؟

جواب : اَفْعَلُ کا صیغہ فاعل کی فضیلت وزیادتی کے لیے آتا ہے مفعول کی فضیلت کے لیے نہیں آتا ہے اس لیے کہ اگر مفعول کی فضیلت کے لیے آئے تو وہ اسم تفضیل جو فاعل کی

فضیلت کے لیے آتا ہے اس سے التباس لازم آئے گا اس التباس سے بچنے کے لیے اَفْعَلُ کا صیغہ مفعول کی فضیلت کے لیے نہیں آتا ہے۔

سوال:(۱۷)۔اگر فاعل کے بجائے مفعول کو فضیلت دیتے تو بھی التباس لازم نہ آتا پھر ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب : ایسا چند وجوہ سے نہیں کیا پہلی وجہ یہ ہے معنی مصدری کے احداث و ایجاد میں تاثیر فاعل کی ہوتی ہے مفعول کو تاثیر میں کوئی دخل نہیں بلکہ مفعول تاثیر کو قبول کرتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فاعل کلام میں عمدہ ہوتا ہے اور مقصود ہوتا ہے کیوں کہ اس کے بغیر فعل کا وجود محال ہے جبکہ مفعول فضلہ ہوتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے فاعل میں تعمیم ہے چاہے فعل لازم ہو یا فعل متعدّی اس کا فاعل ضرور ہوتا ہے جبکہ فعل لازم کا مفعول نہیں آتا ہے ۔

نیز فاعل عام ہے نہ کہ مفعول اس لیے کہ مفعول فعل لازم سے نہیں آتا اور فاعل فعل لازم اور متعدّی دونوں سے آتا ہے

سوال:(۱۸)۔آپ نے کہا کہ اَفْعَلُ مفعول کی فضیلت کے لیے نہیں آتا ہے، نہ ثلاثی مزید فیہ سے آتا ہے اور نہ لون و عیب سے آتا ہے، حالانکہ ''اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ الْنِحْيَيْنِ'' میں اَشْغَلُ مفعول کی فضیلت کے لیے ہے؟''اَعْطَاهُمْ وَ اَوْلَاهُمْ'' یہ اسم تفضیل ہیں اور ثلاثی مزید فیہ سے ہیں، ''اَحْمَقُ مِنْ هَبَنَّقَه'' میں اَحْمَقُ اسم تفضیل ہے اور عیب ہے؟

جواب : یہ سب شاذ ہیں اور شاذ معدوم کی طرح ہوتا ہے اس لیے ان کو دلیل بنانا درست نہیں۔

سوال:(۱۹)۔"اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ الْنِحْيَيْنِ ،اَحْمَقُ مِنْ هَبَنّقَه"ان مثالوں سے ان کے واقعہ پر کچھ معلومات قلم بند کریں؟

جواب:اَلنَّحي گھی کے مشکیزے کو کہتے ہیں اور ذَاتُ الْنِّحْيَيْنِ (دو مشکیزوں والی) سے بنو تمیم کی ربیعہ نامی عورت مراد ہے اس کے پاس گھی کے دو مشکیزے تھے جنھیں وہ بازار میں بیچنے کے لیے لائی تو خولہ بن جبر نامی شخص (ملاح میں اس کا نام خوات بن جُبیر،فلاح میں ضراب ہے) اسے ایک خالی مکان یا تنہائی کی جگہ میں لے گیا یہ کہہ کرکہ مجھے یہ گھی کے مشکیزے خریدنے ہیں وہاں اس نے مشکیزے کا منھ کھلواکر اسے چکھا اور اس عورت سے کہا کہ اس کے منھ کو پکڑکر رکھو،پھر دوسرے کا منھ کھول کر چکھا اور کہا کہ اس کو بھی پکڑ کر رکھو یوں اس عورت کے دونوں ہاتھ مصروف ہوگئے پھر یہ شخص اس کے ساتھ جماع کرنے پر قادر ہوگیا کیوں کہ اگر وہ انھیں چھوڑتی تو اس کا بہت زیادہ نقصان ہوجاتا اور تمام گھی ضائع ہوجاتا لہٰذا اب یہ ضرب المثل بن گئی کہ جو شخص زیادہ مشغول ہو تو اسے کہا جاتا ہے "اَشْغَلُ مِنْ ذَاتُ النَّحْيَيْنِ (یہ دو مشکیزوں والی سے زیادہ مشغول ہے)۔

هَبَنَّقَه:ایک بے وقوف شخص کا لقب ہے اس کا نام یزید ابن ثوران تھا اس نے گلے میں مختلف ہڈیوں کے رنگ برنگی تعویذ ڈالے رکھے تھے تاکہ اس کی پہچان رہے ایک رات اس کے بھائی نے وہ تعویذ اپنے گلے میں ڈال لیے تو اس نے دیکھ کر کہا تُو میں ہوں، تو میں کون ہوں؟

سوال:(۲۰)۔کبھی اسمِ فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر آتا ہے جب اسمِ فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر ہواور فاعل یامفعول کے معنی میں ہو توفاعل کے معنی میں ہونے کی صورت میں مذکرو مؤنث برابر ہوتے ہیں یامفعول کے معنی کی صورت میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں ؟نیز ایسا کیوں کرتے ہیں ؟

جواب: جب اسم فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر ہو تواس کی دو صورتیں ہیں یا وہ مفعول کے معنی میں ہو گا یا فاعل کے معنی میں ہو گا اگر مفعول کے معنی میں ہو تو مذکرو مونث دونوں صورتوں میں فَعِيْلٌ آئے گا جیسے رَجُلٌ قَتِيْلٌ ،اِمْرَأَةٌ قَتِيْلٌ بمعنیٰ مَقْتُوْلٌ اور اگر فاعل کے معنی میں ہو تو مذکر مونث میں برابر نہیں ہو گا بلکہ فرق کیا جائے گا اس لیے تاکہ فَعِيْلٌ بمعنی فَاعِلٌ اور فَعِيْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ کے مابین فرق ہو جائے یعنی اگر فَعِيْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہونے کی صورت میں تذکیر و تانیث میں برابر نہ ہوبلکہ تاء کے ذریعہ فرق کر دیا جائے اور یہ کہا جائے مَرَرْتُ بِامْرَأَةٍ قَتِيْلَةٍ تو معلوم نہیں ہو گا کہ قَتِيْلَةٍ بمعنی قَاتِلَةٌ ہے یا بمعنی مَقْتُوْلَةٌ ۔

سوال:(۲۱)۔جب کلمہ فَعِيْلٌ اسمِ عدد ہو تب بھی مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں؟

جواب: جب کلمہ فَعِيْلٌ اسم عدد ہو تو مذکر و مونث میں برابر نہیں ہوتا ہے بلکہ تاء کے ذریعہ فرق کر دیا جاتا ہے جیسے مذکر کے لیے بغیر تاء کے جَمَلٌ ذَبِيْحٌ (مذبوح اونٹ) جَمَلٌ لَقِيْطٌ (ملقوط گم شدہ اونٹ) اور مؤنث کے لیے تاء کے ساتھ جیسے :شَاةٌ ذَبِيْحَةٌ (مذبوحہ بکری) اِمْرَأَةٌ لَقِيْطَةٌ (ملقوطہ عورت) .

سوال(۲۲)۔"إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ"میں رَحْمَتَ اللهِ میں رَحْمَتٌ مؤنث ہے توقَرِيْبَةٌ لانا چاہیے تھا کیوں کہ فَعِيْلٌ فاعل کے معنی میں ہے جب فَعِيلٌ فاعل کے معنی میں ہو تومذکر و مؤنث کے درمیان فرق کرتے ہیں؟

جواب: قَرِيْبٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر فَاعِلٌ کے معنی میں ہے اور جب فاعل کے معنی میں ہو تومذکر و مؤنث میں فرق کرتے ہیں مؤنث کے اعتبار سے مؤنث اور مذکر کے اعتبار سے مذکر لاتے ہیں تو یہاں رَحْمَةٌ کے اعتبار سے قَرِيْبَةٌ لانا چاہیے تھا لیکن یہاں قَرِيْبٌ فَعَيْلٌ فَاعِلٌ کے معنی میں اگرچہ ہے لیکن یہ اس فَعِيْلٌ کے مشابہ ہے جو مفعول کے معنی میں ہوتا ہے اور جب فَعِيْلٌ بمعنی مفعول کے مشابہ ہو تو وہاں مذکر و مؤنث میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں اس لیے یہاں قَرِيْبَةٌ نہیں لائے کیوں کہ یہ فَعِيْلٌ بمعنی مَفعُولٌ کے مشابہ ہے۔

سوال(۲۳)۔قَرِيْبٌ بمعنی فَاعِلٌ فَعِيْلٌ بمعنی مفعول کے کس چیز میں مشابہ ہے؟

جواب:صورۃ اور لفظ میں مشابہ ہے حقیقت میں معنی میں بھی موافق ہے کیوں کہ قریب اگرچہ بظاہر فاعل کے معنی میں ہے لیکن درحقیقت مفعول کے معنی میں ہے۔

سوال(۲۴)۔اسم فاعل کس وزن پر مبالغہ کے لیے آتا ہے؟

جواب :اسم فاعل فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ کے لیے آتا ہے

سوال:(۲۵)۔جب اسم فاعل مبالغہ کے لیے ہو تو اُس میں مذکر و مؤنث فاعل یا مفعول میں سے کس کے معنی میں ہونے کے اعتبار سے لفظ میں برابر ہوتے ہیں؟

جواب : فَعُوْلٌ کا وزن جب فاعل کے لیے بطور مبالغہ آئے تومذکر و مؤنث دونوں کے لیے فَعُوْلٌ کا وزن آتا ہے جیسے رَجُلٌ مَنُوْعٌ (بہت روکنے والا مرد) اِمْرَأَةٌ مَنُوْعٌ (بہت روکنے والی عورت)۔اور اگر فَعُوْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو تومذکر کے لیے بغیر تاء کے جیسے رَجُلٌ مَنُوْعٌ اور مؤنث کے لیے تاء کے ساتھ جیسے اِمْرَأَةٌ مَنُوْعَةٌ.

سوال:(۲٦)۔ اسم فاعل سماعی مبالغہ کے لیے کن اوزان پر آتا ہے؟

جواب :اسم فاعل سماعی مبالغہ کے لیے جن اوزان پر آتا ہے وہ یہ ہیں. **(۱)** صبّارٌ (بہت صبر کرنے والا)**(۲)** .سَیفٌ مِجزَمٌ (بہت کاٹنے والی تلوار)۔**(۳)**فِسّیقٌ.(بہت فسق کرنے والا)**(۴)** کُبّارٌ (بہت بڑا)۔**(۵)**طُوّالٌ(بہت لمبا) **(٦)** علّامَۃٌ(بہت علم والا) .**(۷)** نَسّابَۃٌ(بہت نسب کو جاننے والا) **(۸)**۔ رَوّایَۃٌ(بہت روایت کرنے والا) **(۹)**فَرُوْقَۃٌ(بہت زیادہ ڈرانے والا) **(۱۰)**۔ضُحْکَۃٌ(لوگوں پر بہت ہنسنے والا) **(۱۱)**۔ضُحَکَۃٌ(کسی پر بہت ہنسنے والے لوگ)۔**(۱۲)** مِجْزَامَۃٌ (بہت زیادہ کوڑھ والا)۔ **(۱۳)** مِسْقَامٌ. (بہت زیادہ بیمار) **(۱۴)**.مِعْطِیْرٌ (بہت زیادہ عطر والا)۔

سوال:(۲۷)۔ سَیْفٌ مِجْزَمٌ میں مِجْذَمٌ اسمِ آلہ کا بھی وزن ہے تو شناخت کیسے ہوگی کہ یہ مبالغہ کا وزن ہے اسمِ آلہ کا نہیں؟

جواب: مِجْزَمٌ کے ساتھ سَیْفٌ کا ذکر کر دیا جائے تو متعیّن ہو جائے گا کہ یہ مبالغہ کی مثال ہے۔اور جب سَیْفٌ کا ذکر نہ کیا جائے تو متعیّن ہو جائے گا کہ یہ اسم آلہ ہے۔

سوال:(۲۸)۔ اسم فاعل سے مبالغہ کے لیے آنے والے وہ کون کون سے اوزان ہیں جس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں اور کیوں ہوتے ہیں؟

جواب :اسم فاعل سے مبالغہ کے لیے آنے والے وہ **(۹)** یہ اوزان ہیں عَلاّمَۃٌ ،نَسَّابَۃٌ ، رَوَّایَۃٌ، فَرُوْقَۃٌ ، ضُحْکَۃٌ ، ضُحَکَۃٌ ، مِجْزَامٌ ، مِسْقَامٌ ، مِعْطِیْرٌ ان میں مذکر مونث برابر ہیں کیوں کہ ان کا استعمال کم ہے۔

سوال:(۲۹)۔مِسْكِيْنَةٌ یہ مِعْطِيْرٌ پر محمول ہے اور مِعْطِيْرٌ اسم فاعل کے لیے مبالغہ کا وزن ہے جس میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں لہذا مِسْكِيْنٌ لانا چاہیے تھا کیوں کہ یہ مِعْطِيْرٌ کے وزن پر اسم فاعل کا صیغہ ہے لیکن ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب : مِسْكِيْنَةٌ کو مِعْطِيْرٌ پر محمول نہ کیا بلکہ فَقِيْرَةٌ پر محمول کیا ہے اور فَقِيْرَةٌ فَعِيْلَةٌ بمعنی فاعل کے وزن پر ہے اور فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مونث میں برابر نہیں ہوتا ہے بلکہ فرق کیا جاتا ہے تو مِسْكِيْنَةٌ میں بھی مذکر و مونث میں برابر نہیں ہوگا اس لیے تاء کے ساتھ لائے۔

سوال:(۳۰)۔هِيَ عَدُوَّةُ اللهِ میں عَدُوَّةٌ کو تاء کیوں دیا گیا حالانکہ یہ فَعُوْلٌ بمعنی فَاعِلٌ کا وزن ہے اور فَعُوْلٌ بمعنی فَاعِلٌ میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں، لہذا عَدُوٌّ کہنا چاہیے تھا؟

جواب : عَدُوَّةٌ میں تاء داخل کیا حالانکہ یہ فَعُوْلٌ بمعنی فَاعِلٌ ہے اور فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث میں برابر ہوتا ہے تاء کے ذریعہ فرق نہیں کیا جاتا لیکن عَدُوَّةٌ میں تاء اس لیے داخل کیا کہ یہ صَدِيْقَةٌ پر محمول ہے اور صَدِيْقَةٌ یہ فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے اور جب فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہو تو تذکیر و تانیث میں فرق کیا جاتا ہے لہذا عَدُوَّةٌ میں بھی فرق ہوگا
۔

اور عَدُوَّةٌ کو صَدِيْقَةٌ پر محمول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عَدُوَّةٌ صَدِيْقَةٌ (دشمن دوست) کی ضد ہے اور عربوں کی عادت ہے کہ وہ لوگ ضد پر ضد کو محمول کرتے ہیں۔

سوال:(۳۱)۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ کس کے وزن پر آتا ہے اور کس طریقے پر آتا ہے؟

جواب: غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ فعل مستقبل کے وزن پر آتا ہے لیکن حرف مضارع کی جگہ میم مضموم اور ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے جیسے مُكْرِمٌ.

سوال:(۳۲)۔ ثلاثی مزید فیہ میں اسمِ فاعل بناتے وقت علامتِ مضارع کو حذف کر کے میم مضموم ہی کیوں لائے حروفِ علت لے آتے تو کیا خرابی تھی؟

جواب :اسم فاعل بناتے وقت علامت مضارع کو حذف کر کے میم کو اختیار کرنے کی دو وجہیں ہیں:

پہلی وجہ۔ یہاں حروف علت لانا متعذر ہے اس طریقہ سے کہ کلمہ کے شروع میں واؤ کی زیادتی نہیں ہوتی ہے جیسا کہ مستقبل کے بیان میں گزرا۔اگر تاء لاتے تو مضارع مخاطب سے التباس لازم آتا۔اگر الف لاتے تو مضارع واحد متکلّم سے التباس لازم آتا اگر یاء لاتے تو مضارع غائب سے التباس لازم آتا۔

دوسری وجہ ۔میم شفوی ہونے میں واو کے قریب ہے دونوں کا مخرج ایک ہے اور میم کی زیادتی باقی حروف کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہوتی ہے لہذا میم کو اختیار کیا۔

سوال:(۳۳)۔ غیر ثلاثی مجرد کے اسمِ فاعل میں میم کو ضمہ ہی کیوں دیا گیا؟

جواب :اسم فاعل میں میم کو ضمہ دینے کی وجہ یہ ہے تاکہ ثلاثی مزید فیہ کے اسم فاعل کا ثلاثی مجرد مکسور العین کے اسم ظرف سے التباس لازم نہ آئے۔کیوں کہ ثلاثی مجرد مکسور العین کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے اگر ضمہ نہ دیتے تو دونوں کی شکل ایک ہی ہو جاتی۔

سوال(۳۴)۔ آپ نے کہا کہ ثلاثی مزید فیہ سے اسم فاعل میم مضموم اور آخر کے ماقبل کسرہ کے ساتھ آتا ہے حالانکہ مُسْهَبٌ (تیز دوڑنے والا گھوڑا) اسم فاعل کا صیغہ باب افعال کے مفعول کے وزن پر ہے،اور یَافِعٌ (بڑا ہونے والا) اَیْفَعُ سے ہے جبکہ قیاس کے مطابق مُسْهِبٌ اور مُوْفِعٌ آتا کیا جواب ہوگا؟

جواب : اَسْهَبُ سے اسم فاعل مفعول کے وزن پر مُسْهَبٌ اور اَیْفَعُ سے یَافِعٌ آنا یہ شاذ ہے اور شاذ معدوم کے درجہ میں ہوتا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

سوال:(۳۵)۔ضَارِبَةٌ میں تاے تانیث سے پہلے با معرب ہوتا ہے یا مبنی اگر مبنی ہوتا ہے تو کیوں؟ مبنی ہوتا ہے تو کس حرکت پر مبنی رکھتے ہیں؟

جواب : ضَارِبَةٌ میں تاے تانیث کا ماقبل باء مبنی ہوتا ہے اس لیے کہ وہ وسطِ کلمہ کی منزل میں ہے اور وسطہ کلمہ مبنی ہوتا ہے اس لیے کہ اعراب آخر میں ظاہر ہوتا ہے نہ کہ درمیان میں جس طرح یائے نسبت لگانے سے یا نون تاکید لگانے سے اُن کا ماقبل وسط کلمہ کی طرح ہوجاتا ہے اس طرح باء وسط کلمہ ہوگیا اور یہ باء فتحہ پر مبنی ہے۔

فَصْلٌ فِی اِسْمِ المَفْعُوْلِ

وَهُوَ إِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يَفْعَلُ لِمَنْ وَقَعَ عَلَيهِ الفِعْلُ وَصِيْغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِی يَجِيْءُ عَلٰی وَزْنِ مَفْعُوْلٍ نَحْوُ : مَضْرُوْبٍ وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ يَضْرِبُ لِمُنَاسِبَةٍ بَيْنَهُمَا،فَإِنْ قِيْلَ : لِمَ أُدْخِلَ المِيْمُ مَقَامَ الزَّوَائِدِ؟ قُلْنَا:لِتَعَذُّرِ حُرُوْفِ العِلَّةِ فَصَارَ مُضْرَبٌ ثُمَّ فُتِحَ المِيْمُ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ بِمَفْعُوْلِ.الإِفْعَالِ. فَصَارَ مَضْرَبٌ ثُمَّ ضُمَّ الرَّاءُ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ ؛ بِالْمَوْضِعِ فَصَارَمَضْرُبٌ، ثُمَّ أُشْبِعَتِ الضَّمَّةُ؛لِا نْعِدَامِ مَفْعُلٌ فِی كَلَامِهِمْ بِغَيْرِالتَّاءِ فَصَارَ مَضْرُوْبٌ

فصل: اسم مفعول کے بیان میں۔

ترجمہ: اور اسم مفعول وہ اسم ہے جو(یُفْعَلُ)فعل مضارع مجہول سے بنایاجاتا ہے اس شخص کے لیے جس پر فعل واقع ہوا ہو، اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوبٌ، اور یہ یُضْرَبُ سے بنایا گیا ہے، ان دونوں (اسم مفعول اور فعل مضارع مجہول) کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے، پس اگر کہا جائے کہ حروف زوائد کی جگہ میم کو کیوں زائد کیا گیا؟ تو ہم کہیں گے کہ حروف علت کے متعذر ہونے کی وجہ سے، پس یہ یُضْرَبُ سے مُضْرَبٌ ہو گیا پھر میم کو فتحہ اس لیے دیا گیا کہ باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے پس یہ مَضْرَبٌ ہو گیا پھر را کو ضمہ دیا گیا تاکہ اسم ظرف کے ساتھ التباس نہ ہو تو یوں مَضْرُبٌ ہو گیا پھر اہل صرف کے کلام میں مَفْعُلٌ کا کلمہ بغیر تا کے پائے جانے کی وجہ سے را کے ضمہ کا اشباع کیا گیا(جس کی بنا پر واو پیدا ہو گیا) تو مَضْرُوْبٌ ہو گیا۔

وَغُيِّرَ مَفْعُوْلٌ مِنَ الثُّلَاثِی دُوْنَ مَفْعُوْلِ سَائِرِ الأَفْعَالِ وَالمَوْضِعِ حَتّٰی يَصِيْرَ مُشَابِهًا فِی التَّغَيُّرِبِاسْمِ الفَاعِلِ أَعْنِیْ : غُيِّرَالفَاعِلُ مِنْ يَفْعَلُ وَ يَفْعُلُ

إِلیٰ فَاعِلٍ،وَالقِیَاسُ فَاعَلٌ وَفَاعُلٌ فَغُیِّرَالمَفْعُوْلُ أَیْضًا؛لِلمُؤَاخَاۃِ بَیْنَہُمَا، وَ صِیْغَتُہٗ مِنْ غَیْرِالثُّلَاثِیْ عَلیٰ صِیْغَۃِ الفَاعِلِ بِفَتْحِ مَاقَبْلَ الآخِرِ مِثْلُ :مُسْتَخْرَجٌ.

ترجمہ:اور صرف ثلاثی مجرد کے اسمِ مفعول میں تبدیلی کی گئی ہے نہ کہ تمام افعال کے اسمِ مفعول اور اسمِ ظرف میں تاکہ یہ تبدیلی میں اسمِ فاعل کے مشابہ ہوجائیں،یعنی اسمِ فاعل میں یَفْعَلُ اور یَفْعُلُ سے فَاعِلٌ کے طرف تبدیلی کی گئی ہے،حالاں کہ قیاس کاتقاضہ یہ تھا کہ یَفْعَلُ سے اسمِ فاعل فَاعَلٌ اور یَفْعُلُ سے فَاعُلٌ آتا۔پس اسمِ مفعول میں بھی ان دونوں کے درمیان بھائی چارے(تعلق)کی وجہ سے تبدیلی کی گئی،اور اسمِ مفعول کاصیغہ غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کے وزن پر آخر کے ماقبل فتحہ کے ساتھ مُسْتَخْرَجٌ کے مثل آتا ہے۔

فصل فی اسم المفعول

اسمِ مفعول کابیان

سوال:(۱)۔اسمِ مفعول کی تعریف کریں اور مثال بھی دیں؟

جواب:اسمِ مفعول وہ اسمِ مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو جیسے مَضْرُوْبٌ(ماراہواایک مرد)۔

سوال:(۲)۔اسمِ مفعول کی تعریف میں ’’یُفْعَلُ لِمَنْ وَقَعَ عَلَیْہِ الْفِعْلُ‘‘:کن اسماء کوخارج کرنے کے لیے ہے؟

جواب:اسمِ مفعول کی تعریف ’’یُفْعَلُ لِمَنْ وَقَعَ عَلَیْہِ الْفِعْلُ‘‘ میں لفظ یُفْعَلُ اسمِ فاعل کو نکال دیتا ہے کیوں کہ اسمِ فاعل مضارع معروف یَفْعَلُ سے بنایا جاتا ہے، لِمَنْ وَقَعَ عَلَیْہِ الْفِعْلُ اس قید سے اسمِ مکان وزمان وآلہ خارج ہوجاتے ہیں۔

سوال:(۳)۔اسمِ مفعول ثلاثی مجرد سے کس وزن پر آتا ہے؟

جواب:اس مفعول ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ (مارا ہوا ایک مرد)۔

سوال:(۴)۔اسم مفعول مَضْرُوْبٌ یُضْرَبُ مضارع مجہول سے کیوں مشتق ہے ان کے درمیان مناسبت کیا ہے؟

جواب: اسم مفعول مَضْرُوْبٌ حرکات وسکنات اور تعداد حروف کے اعتبار سے مضارع مجہول یُضْرَبُ کے وزن پر آتا ہے جس کا وزن مُفْعَلٌ ہے۔اور ان کے درمیان مناسبت مجہول کے اعتبار سے ہے کیوں کہ دونوں مبنی للمفعول ہوتے ہیں اسی وجہ سے اسم مفعول کو فعل مضارع مجہول سے بناتے ہیں۔

سوال:(۵)۔اسمِ مفعول بناتے وقت مقام زائد یعنی حرف مضارع کی جگہ میم ہی کیوں لائے دوسرے حروفِ علت لانے میں کیا خرابی تھی؟

جواب:اسم مفعول بناتے وقت مقام زائد یعنی حرف مضارع کی جگہ حروف علت اس لیے نہ لائے کیوں کہ حروف علت کا لانا متعذر ہے علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد اگر الف شروع میں لاتے تو ابتدا بالسکون لازم آتا کیوں کہ الف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا ء نہیں ہوسکتی ہے اس لیے الف نہیں لائے۔پھر اگر علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد حرف علت یاء لاتے تو مضارع سے التباس لازم آتا اور اگر علامت مضارع یا کو حذف نہ کر کے حرف علت یاء کو دوبارہ لے آتے تو شروع کلمہ میں دو یاء کی تکرار لازم آتی جو بے فائدہ ہوتی ،اور اگر واوَ شروع کلمہ میں زیادہ کرتے تو بھی درست نہ ہوتا کیوں کہ کلام عرب میں شروع کلمہ میں واوَ زائد نہیں آتا ہے لہذا حروف علت کا شروع میں لانا متعذر تھا اس لیے علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد میم اس کے شروع میں لائے ،نیز میم واوَ کے قریب بھی ہے کیوں کہ دونوں کا مخرج شفوی ہے۔

سوال:(٦)۔مَفعُولٌ میں میم کو فتحہ ہی کیوں دیا اگر ضمہ یا کسرہ دیدیتے تو کیا خرابی تھی اور عین کلمہ کو ضمہ ہی کیوں دیا گیا؟

جواب: اسم مفعول بناتے وقت میم کو فتحہ دینے کے بجائے ضمہ دیتے تو باب افعال کے مفعول مُفْعَلٌ سے التباس لازم آتا اور اگر میم کو کسرہ دیتے تو اسم آلہ مِفْعَلٌ سے التباس لازم آتا اور عین کلمہ کو فتحہ دیتے تو اسم ظرف مَفْعَلٌ سے التباس لازم آتا عین کلمہ کو ضمہ اس لیے دیا گیا تاکہ اسم ظرف سے التباس لام نہ آئے اور شروع میں میم کو ضمہ یا کسرہ کے بجائے فتحہ دیا تاکہ ضمہ کی صورت میں باب افعال اور کسرہ کی صورت میں اسم آلہ سے التباس لازم نہ آئے

سوال:(٧)۔اسم مفعول کا صیغہ تو مَفْعُلٌ تھا پھر مَفْعُوْلٌ کیسے بن گیا؟

جواب: فعل مضارع مجہول سے علامت مضارع حذف کرکے اس کی جگہ میم مفتوح لے آئے تو مَفْعَلٌ ہوا، اب اسم ظرف مَقْبَرٌ سے التباس لازم آتا تھا اس لیے عین کلمہ کو ضمہ دیدیا تو مَفْعُلٌ ہوا لیکن مَفْعُلٌ کا وزن کلام عرب میں بغیر تاء کے نہیں پایا جاتا ہے اس لیے عین کلمہ کے ضمہ کو اشباع (یعنی دراز) کے ساتھ پڑھا جس کی وجہ سے واؤ پیدا ہو گیا اور یوں مَفْعُوْلٌ کا صیغہ بن گیا اور پھر اس کے بعد آخر میں تنوین داخل کردی گئی جو کہ اسم کی علامت ہے تو مَفْعُوْلٌ بن گیا۔

سوال:(٨)۔مَضْرُبٌ میں را کو ضمہ ہی کیوں دیا گیا؟

جواب: اسم مفعول بناتے وقت مَضْرُبٌ میں را کو ضمہ کے بجائے فتحہ دیتے تو ثلاثی مجرد کے اسم ظرف مَنْصَرٌ مفتوح العین سے التباس لازم آتا، اگر کسرہ دیتے تو ثلاثی مجرد کے اسم ظرف مَضْرِبٌ مکسور العین سے التباس لازم آتا اگر را کو ساکن کردیتے تو دو ساکن ضاد اور را جمع ہوجاتے اس لیے فتحہ، کسرہ اور سکون کے بجائے ضمہ دیا تاکہ نہ کسی سے التباس اور نہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے۔

سوال:(۹)۔غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اور اسم ظرف فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتے ہیں جیسے یُکرَمُ سے مُکْرَمٌ اسم مفعول اور اسم ظرف بغیر کسی تبدیلی کے آئے، لیکن ثلاثی مجرد کے مفعول میں حرکت کی تبدیلی کی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں حرکت کی تبدیلی اس لیے کی گئی ہے تاکہ اسم فاعل کے ساتھ تبدیلی کے لحاظ سے مشابہت پیدا ہو جائے کیوں کہ فعل مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین اسم فاعل بناتے وقت عین کلمہ کی حرکت میں تبدیلی کر کے کسرہ دیتے ہیں اور بجائے فَاعُلٌ فَاعَلٌ کے فَاعِلٌ پڑھتے ہیں اس لیے ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں تبدیلی کی گئی تاکہ اسم فاعل کے ساتھ بھائی چارگی باقی رہے، اور غیر ثلاثی مجرد میں اسم فاعل کا صیغہ اسم مفعول ہی کی طرح ہوتا ہے صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ اسم فاعل میں آخر کا ماقبل مکسور اور اسم مفعول میں آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے اسم فاعل مُکْرِمٌ اور اسم مفعول مُکْرَمٌ ۔

سوال:(۱۰) ثلاثی مجرد کے اسم مفعول ہی میں تبدیلی کیوں کی گئی؟

جواب: ثلاثی مجرد کے اسم مفعول ہی میں تبدیلی اس لیے کی گئی تاکہ یہ تغیر و تبدل میں اپنے بھائی اسم فاعل کے مشابہ ہو جائے کیوں کہ اسم فاعل میں تبدیلی ہوئی ہے۔

سوال:(۱۱)۔اسم فاعل اور اسم مفعول میں بھائی چارگی کیسے ہے؟

جواب: اسم فاعل اور اسم مفعول میں کئی اعتبار سے مناسبت اور بھائی چارگی ہے

(۱) فعل کے لیے دو طرف ہیں طرف ایقاع یعنی واقع کرنا اور طرف وقوع علیہ یعنی اس پر واقع ہونا تو طرف ایقاع وہ فاعل ہے اور طرف وقوع علیہ وہ مفعول ہے۔

(۲) فعل متعدّی جس طرح اسم فاعل کو چاہتا ہے اسی طرح اسم مفعول کو بھی چاہتا ہے اس لیے کہ ہر ایک مضارع سے بنایا جاتا ہے

(۳)ان میں سے ہر ایک اپنے فعل کا عمل کرتا ہے جبکہ چھ چیزوں میں سے کسی پر اعتماد کیے ہو اور حال یا استقبال کے معنی میں ہو لہذا کئی اعتبار سے اسم فاعل اور اسم مفعول میں بھائی چارگی اور مناسبت ہے۔

سوال:(۱۲)۔غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ مفعول کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے مع مثال پیش کریں؟

جواب:ثلاثی مزید فیہ سے اسم مفعول کا صیغہ اسی باب کے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے لیکن آخری حرف سے پہلا حرف مفتوح ہوتا ہے جیسے :مُسْتَخْرَجٌ اسم مفعول اور مُسْتَخْرِجٌ اسم فاعل ہے۔

فَصْلٌ فِي إِسْمَيِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ

إِسْمُ الْمَكَانِ: هُوَ إِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يَفْعَلُ لِمَكَانٍ وَقَعَ فِيْهِ الفِعْلُ فَزِيْدَتِ الْمِيْمُ كَمَا فِي الْمَفْعُوْلِ؛ لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَزِدِ الْوَاوُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِهٖ وَصِيْغَتُهٗ مِنْ بَابِ يَفْعَلُ مَفْعَلٌ كَالْمَذْهَبِ إِلَّا مِنَ الْمِثَالِ؛ فَإِنَّهٗ مِنْهُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ، نَحْوُ: الْمُوْجَلِ حَتّٰى لَا يُظَنَّ إِنَّ وَزْنَهٗ كَانَ فَوْعَلًا مِثْلُ جَوْرَبٍ وَلَا يُظَنُّ فِي الْكَسْرِ؛ لِأَنَّ فَوْعِلًا لَا يُوْجَدُ فِي كَلَامِهِمْ، وَصِيْغَتُهٗ مِنْ بَابِ يَفْعِلُ مَفْعِلٌ إِلَّا مِنَ النَّاقِصِ؛ فَإِنَّهٗ مِنْهُ يَجِيْءُ بِفَتْحِ الْعَيْنِ، نَحْوُ: مَرْمىً؛ فِرَارًا عَنْ تَوَالِي الْكَسَرَاتِ

فصل: اسم زمان اور مکان کے بیان میں

ترجمہ اسمِ مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع یَفْعَلُ سے مشتق ہوتا ہے اس مکان کے لیے جس میں وہ فعل واقع ہوا ہو، پس اس میں میم کی زیادتی کی گئی جیسے کہ اسم مفعول میں ان دونوں کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے، اور واؤ کو زیادہ نہیں کیا جاتا تاکہ اسم ظرف اسم مفعول سے ملتبس نہ ہو جائے، اور اسم ظرف کا صیغہ باب یَفْعَلُ سے مَفْعَلٌ آتا ہے جیسے مَذْهَبٌ مگر مثال سے کہ مثال سے اسم ظرف عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ (مَفْعِلٌ) مَوْجِلٌ کے وزن پر آتا ہے تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس کا وزن فَوْعَلٌ تھا جَوْرَبٌ کے مثل، اور نہ کسرہ کی صورت میں گمان کیا جائے، اس لیے کہ فَوْعِلٌ کا وزن اہل صرف کے کلام میں نہیں پایا جاتا، اور اس کا صیغہ باب یَفْعِلُ سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے مگر ناقص سے کہ ناقص سے اسم ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ (مَفْعَلٌ) مَرْمیً کے وزن پر آتا ہے توالیٔ کسرات (لگاتار) سے بچتے ہوئے۔

وَلَا يُبْنٰى مِنْ يَفْعُلُ مَفْعُلٌ؛ لِثِقْلِ الضَّمَّةِ، فَقُسِّمَ مَوْضِعُهٗ بَيْنَ مَفْعِلٍ وَ مَفْعَلٍ وَأُعْطِيَ لِلْمَفْعِلِ أَحَدَ عَشَرَ إِسْمًا، نَحْوُ: الْمَنْسِكِ وَالْمَجْزِرِ و

وَالْمَنْبِتِ وَالمَطْلِعِ وَالمَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ وَالمَفْرِقِ وَالمَسْقَطِ وَالمَسْكَنِ وَ المِرْفَقِ وَالمَسْجِدِ. وَالبَاقِي لِلْمَفْعَلِ ؛لِخِفَّةِ الفَتْحَةِ وَإِسْمُ الزَّمَانِ مِثْلُ المَكَانِ، نَحْوُ:مَقْتَلُ الحُسَيْنِ

ترجمہ اور بابِ يَفْعُلُ سے اسم ظرف کا صیغہ مَفْعُلٌ کے وزن پر نہیں بنایا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، پس بابِ يَفْعُلُ کے اسم ظرف کو مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ کے درمیان تقسیم کیا گیا ہے، اور مَفْعِلٌ کا وزن گیارہ اسما کو عطا کیا گیا ہے جیسے (۱) اَلْمَنْسِكُ (قربان گاہ) (۲) والْمَجْزِرُ (اونٹ ذبح کرنے کی جگہ) (۳) وَ المَنْبِتُ (اگنے کی جگہ) (۴) و المَطْلِعُ (سورج طلوع ہونے کی جگہ) (۵) وَ الْمَشْرِقُ (آفتاب نکلنے کی جگہ) (۶) و المَغْرِبُ (سورج غروب ہونے کی جگہ) (۷) وَ الْمَفْرِقُ (مانگ) (۸) وَ الْمَسْقِطُ (گرنے کی جگہ) (۹) وَ الْمَسْكِنُ (رہنے کی جگہ) (۱۰) وَ الْمَرْفِقُ (کہنی رکھنے کی جگہ) (۱۱) وَ الْمَسْجِدُ (سجدہ کرنے کی جگہ) اور باقی مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے، اور اسم زمان اسم مکان کے مثل ہے جیسے مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ.

فصل فی اسمي الزمان والمكان

اسم زمان ومکان کا بیان

سوال:(۱)۔ اسمِ مکان کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: اسم مکان وہ اسم ہے جو یَفْعَلُ فعل مضارع معروف سے مشتق ہواور ایسی جگہ پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہوا ہو جیسے مَضْرِبٌ (مارنے کی جگہ)۔

سوال:(۲)۔ اسم مکان کی تعریف میں "لمکان وقع فیه الفعل "کس مقصد کے لیے لائے؟

جواب: اسم مکان کی تعریف میں "لمکان وقع فیه الفعل" اس لیے لائے تاکہ اسم مکان کے علاوہ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم آلہ، اسم تفضیل وغیرہ خارج ہوجائیں اور تعریف جامع ومانع رہے۔

سوال:(۳)۔ اسم مفعول اور اسمِ مکان میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: اسم مفعول اور اسم مکان میں فعل کے واقع ہونے کے اعتبار سے مناسبت ہے اس لیے کہ اسم مفعول وہ ہے جس پر فعل واقع ہوا اور اسم مکان وہ ہے جس میں فعل واقع ہو اسی مناسبت کی وجہ سے اسم مکان کو مفعول فیہ بھی کہتے ہیں۔

سوال:(۴)۔ اسم مکان مَفْعَلٌ میں عین کلمہ کے بعد واؤ کا اضافہ کیوں نہیں کیا؟

جواب: اسم مکان مَفْعَلٌ میں عین کلمہ کے بعد واؤ کا اضافہ اس لیے نہیں کیا تاکہ اسم مفعول سے التباس لازم نہ آئے کیوں کہ جب واؤ کا اضافہ کرتے تو عین کلمہ کا فتحہ ضمہ سے بدل جاتا اس لیے کہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ کا تقاضا کرتا ہے پھر معلوم نہ ہو پاتا کہ اسم مکان ہے یا اسم مفعول اس لیے واؤ کا اضافہ نہیں کیا۔

سوال:(۵)۔مضارع مفتوح العین سے اسمِ ظرف کس وزن پر آتا ہے؟

جواب:مضارع مفتوح العین سے اسم مکان مَفعَلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَذْهَبٌ (جانے کی ایک جگہ)باب فتح سے عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

سوال:(٦)۔فعل مضارع مکسور العین اور مثال سے اسم ظرف کس وزن پر آتا ہے

جواب:فعل مضارع مکسور العین جیسے یَضْرِبُ سے مَضْرِبٌ اسم ظرف(مارنے کی ایک جگہ یا وقت)اور مثال (جس کے فا کلمہ کی جگہ حرف علت ہو)سے مطلقاً خواہ عین کلمہ مکسور ہو جیسے یَعِدُ سے مَوْعِدٌ ،خواہ عین کلمہ مفتوح ہو جیسے یَوْجَلُ سے مَوْجِلٌ ،خواہ عین کلمہ مضموم ہو جیسے یَوْجُدُ سے مَوْجِدٌ اسم ظرف عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہی آتا ہے۔

سوال:(۷)۔ناقص سے اسمِ مکان کس وزن پر آتا ہے اور کیوں؟

جواب: ناقص (جس کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت ہو) سے اسم مکان مطلقاً چاہے مضارع عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہو جیسے یفْعِلُ کے وزن پر یَرمِي مضارع سے اسم ظرف مَرْميً ،یامضارع عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہو جیسے یَفْعَلُ کے وزن پر یَخشي مضارع سے اسم ظرف مَخْشًي یامضارع عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ ہو جیسے یَفْعُلُ کے وزن پر یَدْعُو مضارع سے اسم ظرف مَدْعًي ہے اور عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہی اس لیے آتا ہے تاکہ لگا تار تین کسرے جمع نہ ہوں کیوں کہ یاء خود دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اس سے پہلے والے حرف عین کلمہ کو بھی کسرہ دیتے تو تین کسرے جمع ہو جاتے اور تین کسروں کا لگا تار آنا یہ ناپسندیدہ ہے اس لیے ہر حال میں ناقص سے اسم ظرف عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے جیسے مَرْميً ۔

سوال:(۸)۔مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مکان مَفْعُلٌ کے وزن پر کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب:مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مَفْعُلٌ کے وزن پر اس لیے نہیں آتا کیوں کہ ضمہ ثقیل ہے لہذا یَفْعُلُ سے مَفْعُلٌ پڑھنا ثقیل ہوتا۔

سوال:(۹)۔مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مَفْعُلٌ کے وزن پر نہیں آتا ہے تو کس وزن پر آتا ہے؟

جواب:مضارع مضموم العین کے اسم ظرف کو مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔

سوال:(۱۰)۔مضارع مضموم العین سے اسم ظرف کتنے وزن پر آتا ہے؟

جواب:مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ دو وزن پر آتا ہے۔

سوال:(۱۱)۔مَفْعِلٌ اسم ظرف سے کتنے اسم آتے ہیں؟

جواب: مَفعِلٌ اسم ظرف سے گیارہ اسم آتے ہیں۔

سوال:(۱۲)۔مَفْعَلٌ سے اسم ظرف کتنے آتے ہیں اور کیوں؟

جواب:مَفْعَلٌ اسم ظرف سے بے شمار اسماء آتے ہیں کیوں کہ اس میں عین کلمہ پر فتحہ ہے اور فتحہ اخف الحرکات ہے اس لیے بولنے میں آسان ہونے کے سبب کثیر اسماء اس سے آتے ہیں۔

سوال:(۱۳)۔مَفْعِلٌ کے وزن پر آنے والے اسمائے ظروف مع مثال بیان کریں؟

جواب:مَفْعِلٌ کے وزن پر آنے والے اسمائے ظروف گیارہ ہیں: جیسے **(۱)** مَنْسِكٌ (قربان گاہ)**(۲)**مَجْزِرٌ(اونٹ ذبح کرنے کی جگہ) **(۳)** منبِتٌ (اگنے کی جگہ) **(۴)**مَطْلِعٌ(سورج طلوع ہونے کی جگہ) **(۵)** مَشْرِقٌ (آفتاب نکلنے کی جگہ) **(۶)**مَغْرِبٌ(سورج غروب ہونے کی جگہ) **(۷)** مَفْرِقٌ (مانگ،وسط راس میں مانگ

نکالنے کی جگہ) **(۸)** مَسْقِطٌ (گرنے کی جگہ) **(۹)** مَسْكِنٌ (رہنے کی جگہ) **(۱۰)** مَرْفِقٌ (کہنی رکھنے کی جگہ) **(۱۱)** مَسْجِدٌ (سجدہ کرنے کی جگہ)۔

سوال:(۱۴) اسمِ ظرف زمان کا حکم کیا ہے وہ تمام صورتوں میں اسمِ مکان کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے مثال بھی پیش کریں؟

جواب: اسم ظرف زمان کا حکم تمام صورتوں میں اسم مکان کی طرح ہے کچھ بھی فرق نہیں ہے جیسے مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا زمانہ یعنی عاشورا کا دن)۔

فَصْلٌ فِيْ اِسْمِ الآلَةِ
فصل اسم آلہ کے بیان میں

وَ هُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌ مَنْ يَفْعَلُ لِلْآلَةِ وَ صِيْغَتُهُ مِفْعَلٌ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ الشَّاعِرُ:

اَلْمَفْعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَ الْمِفْعَلُ لِلآلَةِ وَ الْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَ الْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

وَ كُسِرَتِ الْمِيْمُ لِلْفَرْقِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْمَوْضِعِ وَ يَجِئُ عَلٰى وَزْنِ مِفْعَالٍ نَحْوُ مِقْرَاضٍ وَ مِفْتَاحٍ ، وَ يَجِئُ مَضْمُوْمَ الْعَيْنِ وَالْمِيْمِ نَحْوُ الْمُسْعُطِ وَالْمُنْخُلِ وَ نَحْوُهُمَا ، قَالَ سِيْبَوَيْهِ هٰذَانِ مِنْ عَدَادِ الْاَسْمَاءِ يَعْنِي اَلْمُسْعُطُ اِسْمٌ لِهٰذَا الوِعَاءِ وَ لَيْسَ بِالآلَةِ وَ كَذٰلِكَ اَخَواتُهُ .

ترجمہ: اور اسم آلہ وہ اسم ہے جو فعل مضارع يَفْعَلُ سے آلہ کے لیے مشتق ہوتا ہے، اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور اسی وجہ سے شاعر نے کہا ہے:

ترجمہ: مَفْعَلٌ ظرف کے لیے اور مِفْعَلٌ آلہ کے لیے۔ اور فَعْلَةٌ مرّۃ (مرتبہ) کے لیے اور فِعْلَةٌ حالت کے لیے۔

اور میم کو کسرہ دیا گیا ہے اسم آلہ اور اسم ظرف کے درمیان فرق کرنے کے لیے، اسم آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ (قینچی) اور مِفْتَاحٌ (چابی)، اور اسم آلہ عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے اَلْمُسْعُطُ اور اَلْمُنْخُلُ (چھلنی) اور اس دونوں کے مثل، اور سیبویہ نے کہا ہے کہ یہ دونوں اسما میں ہی شمار ہوتے ہیں یعنی اَلمُسْعُطُ (نسوار یا ہلاس کی ڈبیا وغیرہ) اسم ہے اس وجہ سے کہ یہ ایک برتن کا نام ہے اور یہ اسم آلہ نہیں ہے اور ایسے ہی اس کے اخوات۔

فصل فی اسم الآلۃ

اسم آلہ کا بیان

سوال:(۱)۔اسم آلہ کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: اسم آلہ وہ اسم ہے جو یَفْعَلُ مضارع معروف سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ذریعہ فعل واقع ہو۔ جیسے: مِفْعَلٌ (کرنے کا ایک آلہ)۔

سوال:(۲)۔اسم آلہ ثلاثی مجرد سے کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: اسم آلہ ثلاثی مجرد سے مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: مِضْرَبٌ (مارنے کا ایک آلہ) مِنْصَرٌ (مدد کرنے کا ایک آلہ) مِفْتَحٌ (کھولنے کا ایک آلہ)۔

سوال:(۳)۔مصنف نے اسم آلہ کے تینوں صیغوں میں سے صرف دو ہی کو کیوں بیان کیا؟

جواب: اصل میں اسم آلہ کے تین صیغے ہیں لیکن مصنف نے تینوں صیغوں مِفْعَلٌ مِفْعَالٌ مِفْعَلَۃٌ میں سے صرف پہلے والے دو کو بیان کیا تیسرے کو کثرت سے استعمال نہ ہونے کے سبب بیان نہیں کیا، نیز یہ سماعی بھی ہے اور پہلے کے دونوں وزن قیاسی ہیں۔

سوال:(۴)۔اسم آلہ کے کتنے صیغے ہیں ان میں سے کتنے قیاسی اور کتنے سماعی ہیں؟

جواب: اصل میں اسم آلہ کے تین صیغے ہیں پہلے دو صیغے مِفْعَلٌ مِفْعَالٌ قیاسی ہیں اور تیسرا صیغہ مِفْعَلَۃٌ سماعی ہے۔

سوال:(۵)۔جب اسم آلہ کے دو صیغے قیاسی ہیں تو مصنف نے دونوں کو ایک ساتھ بیان کیوں نہیں کیا؟

جواب: مصنف نے اسم آلہ کے دو قیاسی صیغوں میں سے دوسرے کو پہلے سے جدا اس لیے بیان کیا کہ دوسرا صیغہ پہلے کی بہ نسبت مشہور کم ہے گویا کہ اصل صیغہ ان کے نزدیک صرف مِفْعَلٌ ہے۔

سوال:(٦)۔اسم آلہ بناتے وقت میم کو کسرہ ہی کیوں دیا اگر فتحہ یا ضمہ دیتے تو کیا خرابی تھی؟

جواب: اسم آلہ بناتے وقت مِفْعَلٌ میں میم کو اگر فتحہ دیتے تو اسم ظرف مَفْعَلٌ سے التباس لازم آتا اس لیے میم کو فتحہ نہیں دیا اور اگر میم کو ضمہ دیتے تو باب افعال کے مفعول مُفْعَلٌ سے التباس لازم آتا ہے اس لیے فتحہ اور ضمہ دونوں کے بجائے کسرہ دیا تاکہ کسی سے التباس لازم نہ آئے۔

سوال:(٧)۔اسمِ آلہ کسی اور طریقے پر بھی آتا ہے؟

جواب: اسم آلہ میم اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ مُفْعُلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے: مُسْعُطٌ (وہ برتن جس سے ناک میں دوا ڈالی جائے) مُنْخُلٌ (وہ برتن جس سے آٹا چھانا جائے)۔

سوال:(٨)۔اَلْمُسْعُطْ اور اَلمُنْخُلْ کے بارے میں سیبویہ کا موقف کیا ہے؟

جواب: سیبویہ کے نزدیک اَلمُسْعُط اور اَلمُنْخُلْ یہ غیر مشتق اسماء ہیں اور جامد ہیں یعنی مُسْعُطٌ برتن کا نام ہے اسم آلہ نہیں ہے کیوں کہ اسم آلہ میم کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْمُضَاعَفِ

وَ يُقَالُ لَهٗ أَصَمٌّ؛لِشِدَّتِهٖ وَلَايُقَالُ لَهٗ:صَحِيْحٌ؛لِصَيْرُوْرَةِأَحَدِحَرْفَيْهِ حَرْفَ عِلَّةٍفِيْ نَحْوِ:تَقَضِّىَ البَازِى وَهُوَيَجِيْئُ مِنْ ثَلَاثَةِأَبْوَابٍ ،نَحْوُ:سَرَّيَسُرُّوَفَرَّ يَفِرُّوَعَضَّ يَعَضُّ وَلَايَجِيْئُ مِنْ فَعُلَ يَفْعُلُ إِلَّاقَلِيْلًا، نَحْوُ:حَبَّ يَحُبُّ فَهُوَحَبِيْبٌ،وَلَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ،فَإِذَا إِجْتَمَعَ فِيْهِ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ أَوْمُتَقَارِبَيْنِ فِی الْمَخْرَجِ يُدْغَمُ الأَوَّلُ فِی الثَّانِیْ؛لِثِقْلِ الْمُكَرَّرِ،نَحْوُ:مَدَّ مَدًّا مَدُّوا إِلٰى آخِرِهٖ وَنَحْوُ:أَخْرَجَ شَطْاءَهٗ،وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ .

دوسرا باب مضاعف کے بیان میں:

ترجمہ اور مضاعف کو اس کے شدّت (سختی سے ادا ہونے) کی وجہ سے اصم (مضبوط یا سخت) کہا جاتا ہے، اور اس کے دو حرفوں میں سے ایک حرف کے حرف علت سے بدل جانے کی وجہ سے اس کو صحیح نہیں کہا جاتا جیسے تَقَضِّيَ الْبَازِیْ (کہ اس میں آخری ضاد کو یا سے بدل دیا گیا ہے،) اور مضاعف تین ابواب سے آتا ہے (۱) نَصَرَ يَنْصُرُ سے جیسے سَرَّ يَسُرُّ (۲) ضَرَبَ يَضْرِبُ سے جیسے فَرَّ يَفِرُّ (۳) سَمِعَ يَسْمَعُ سے جیسے عَضَّ يَعَضُّ، اور مضاعف باب فَعُلَ يَفْعُلُ سے نہیں آتا مگر بہت کم جیسے حَبَّ يَحُبُّ فهو حَبِيْبٌ اور لَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ، پس جب اس میں دو حرف ایک جنس کے یا دو حرف قریب المخرج جمع ہو جائیں تو مکرر کے ثقل کی وجہ سے اول کو دوسرے میں ادغام کر دیا جاتا ہے جیسے مَدَّ مَدًّا مَدُّوْا آخر تک، اور جیسے اَخْرَجَ شَّطْاءَهٗ اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ

وَ الإِدْغَامُ:إِلْبَاثُ الحَرْفِ فِيْ مَخْرَجِهٖ مِقْدَارُ إِلْبَاثِ الحَرْفَيْنِ كَذَا نُقِلَ عَنْ جَارِ اللهِ ، وَقِيْلَ : إِسْكَانُ الأَوَّلِ وَ إِدْرَاجُهٗ فِی الثَّانِیْ،اَلْمُدْغَمُ وَالْمُدْغَمُ فِيْهِ حَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَحَرْفٌ وَاحِدٌ فِی الكِتَابَةِ وَهٰذَا فِی الْمُتَجَانِسَيْنِ، وَ أَمَّا فِی الْمُتَقَارِبَيْنِ فَحَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَالكِتَابَةِ جَمِيْعًا كَالرَّحْمٰنِ

ترجمہ اور ادغام حرف کو اس کے مخرج میں دو حرفوں کے ٹھہرانے کی مقدار ٹھہرانا ہے جیسے کہ جار اللہ زمخشری سے نقل کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ ادغام پہلے حرف کو ساکن کرنا اور اس کو دوسرے حرف میں داخل کرنا ہے، مدغم (ادغام کیا ہوا) اور مدغم فیہ (جس میں ادغام کیا گیا) لفظ میں دو حرف ہوتے ہیں اور لکھنے میں ایک حرف ہوتا ہے، اور یہ قاعدہ حروفِ متجانسین میں ہے، اور رہا حروفِ متقاربین میں تو مدغم اور مدغم فیہ لفظ اور لکھنے میں دو حرف اکٹھے ہوتے ہیں جیسے اَلرَّحْمٰنُ۔

وَإِجْتِمَاعُ الحَرْفَيْنِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَضْرُبٍ،اَلأَوَّلُ:أَنْ يَكُوْنَا مُتَحَرِّكَيْنِ يَجُوْزُ فِيْهِ الإِدْغَامُ إِذَا كَانَا فِيْ كَلِمَتَيْنِ نَحْوُ:مَنَاسِكَكُمْ،وَأَمَّاإِذَا كَانَا فِيْ كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ يَجِبُ فِيْهِ الإِدْغَامُ إِلَّا فِي الإِلْحَاقِيَاتِ،نَحْوُ؛قَرْدَدٌ وَجَلْبَبَ حَتّٰى لَايَبْطُلَ الإِلْحَاقُ وَالأَوْزَانُ الَّتِيْ يَلْزَمُ فِيْهَاالإِلْتِبَاسُ،نَحْوُ:صَكَكٌ وَ سُرُرٌ وَجُدَدٌ وَطَلَلٌ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِصَكٍّ وَسُرٍّ وَجُدٍّ وَطَلٍّ وَلَايَلْتَبِسُ فِيْ مِثْلِ:رَدَّ وَفَرَّ وَعَضَّ؛لِأَنَّ رَدَّ يُعْلَمُ مِنْ يَرُدُّ أَنَّ أَصْلَهٗ:رَدَدَ؛ لِأَنَّ المُضَاعَفَ لَايَجِيءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ يَفْعُلُ وَفَرَّ اَيْضًا يُعْلَمُ مِنْ يَفِرُّ ؛لِأَنَّ المُضَاعَفَ لَايَجِيءُ مِنْ فَعِلَ يَفْعِلُ وَعَضَّ اَيْضًا يُعْلَمُ مِنْ يَعَضُّ لِأَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا يَجِيءُ مِنْ فَعَلَ يَفْعَلُ .

ترجمہ اور دو حرفوں کا جمع ہونا تین قسموں پر ہے۔ (۱) پہلی قسم: دونوں حرفوں کا متحرک ہونا، پس اس میں ادغام کرنا جائز ہوتا ہے جب کہ یہ دونوں حرف دو کلموں میں ہوں جیسے مَنَاسِكَكُمْ، اور رہا اس وقت جب دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں تو اس میں ادغام کرنا واجب ہوتا ہے سوائے الحاقیات کے جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبَ، تاکہ الحاق اور وہ اوزان جن میں التباس لازم آتا ہے باطل نہ ہو جائیں جیسے سَكَكٌ (گھوڑے کے پیر میں عیب ہونا) و سُرُرٌ (خوشی) و جُدَدٌ (گھوڑے کی پیٹھ میں لکیر) وَطَلَلٌ (ٹیلے کھنڈرات) تاکہ یہ

سَكٌّ (دستاویز، بونڈ) و سُرٌّ (ہتھیلی یا پیشانی کے خطوط) و جَدٌّ (کنارہ) و طَلٌّ (شبنم) سے ملتبس نہ ہوجائیں، اور رَدَّ و فَرَّ و عَضَّ کے مثل میں التباس نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ رَدَّ یَرُدُّ سے جانا جاتا ہے کہ اس کی اصل رَدَدَ ہے اس لیے کہ مضاعف باب فَعُلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا ہے، اور فَرَّ بھی یَفِرُّ سے جانا جاتا ہے اس لیے کہ مضاعف باب فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا ہے، اور عَضَّ بھی یَعَضُّ سے جانا جاتا ہے اس لیے کہ مضاعف فَعَلَ یَفْعَلُ سے نہیں آتا ہے۔

وَلَا يُدْغَمُ فِيْ حَيِيَ فِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ حَتّٰى لَايَقَعَ الضَّمَّةُ عَلَى اليَاءِ الضَّعِيْفِ فِيْ يَحَيُّ وَ قِيْلَ : اَليَاءُ الأَخِيْرَةُ غَيْرُلَازِمَةٍ؛لِأَنَّهٗ تَسْقُطُ تَارَةً نَحْوُ: حَيُوْا وَتُقْلَبُ أُخْرٰى نَحْوُ: يَحْيَا. وَالثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ الأَوَّلُ سَاكِنًا يَجِبُ فِيْهِ الإِدْغَامُ ضَرُوْرَةً نَحْوُ: مَدٍّ وَهُوَ عَلٰى فَعْلٍ.

ترجمہ اور بعض لغات میں حَيِيَ میں ادغام نہیں کیا جاتا ہے تاکہ ضمہ یاء ضعیف پر واقع نہ ہو یَحَيُّ میں ،اور کہا گیا ہے کہ آخری یا غیر لازمی ہے اس لیے یہ کبھی ساقط کر دی جاتی ہے جیسے حَيُوْا، اور کبھی دوسری یا کو الف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے يَحْيَا۔

(۲) دوسری قسم: پہلے حرف کا ساکن ہونا اور دوسرے حرف کا متحرک ہونا، پس اس میں ضرورت کی بنا پر ادغام کرنا واجب ہے جیسے مَدٌّ، اور یہ فَعْلٌ کے وزن پر ہے۔

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُوْنَ الثَّانِيْ سَاكِنًا فَالإِدْغَامُ فِيْهِ مُمْتَنِعٌ لِعَدْمِ شَرْطِ صِحَّةِ الإِدْغَامِ وَهُوَ تَحَرُّكُ الثَّانِيْ . وَقِيْلَ: لَابُدَّ مِنْ تَسْكِيْنِ الأَوَّلِ فَيَجْتَمِعُ سَاكِنَانِ فَتَفِرُّ مِنْ وَرْطَةٍ وَتَقَعُ فِيْ أُخْرٰى وَقِيْلَ: لِوُجُوْدِ الخِفَّةِ بِالسَّاكِنِ وَعَدْمِ شَرْطِ الإِدْغَامِ وَلٰكِنْ جَوَّزُوْا الحَذْفَ فِيْ بَعْضِ المَوَاضِعِ نَظْرًا إِلٰى إِجْتِمَاعِ المُتَجَانِسَيْنِ نَحْوُ: ظَلْتُ كَمَا جَوَّزُوْا القَلْبَ فِيْ نَحْوِ: تَقَضِّيَ البَازِى وَعَلَيْهِ

قِرَاءَةُ مَنْ قَرَءَ (وَقِرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ)[الأَحْزَابُ:۳۳/۳۳]مِنَ القَرَارِ أَصْلُهٗ:إِقْرَرْنَ،فَحُذِفَتِ الرَّاءُ الأُوْلىٰ،فَنُقِلَ حَرْكَتُهَاإِلَى القَافِ ثُمَّ حُذِفَتِ الهَمْزَةُ؛لِإِنْعِدَامِ الإِحْتِيَاجِ إِلَيْهَا فَصَارَ قِرْنَ.وَقِيْلَ:مِنْ وَقَرَ يَقِرُوَقَارًاوَإِذَا قُرِءَ قَرْنَ يَكُوْنُ مِنْ أَقَرُّ بِالْمَكَانِ بِفَتْحِ القَافِ وَهُوَلُغَةٌ فِيْ أَقِرُّ فَيَكُوْنُ أَصْلُهٗ إِقْرَرْنَ عَلىٰ وَزْنِ إِعْلَمْنَ فَنُقِلَ حَرْكَةُ الرَّاءِ إِلَى القَافِ فَصَارَقَرْنَ

ترجمہ (۳) اور تیسری قسم: دوسرے حرف کا ساکن ہونا، پس اس میں ادغام کے صحیح ہونے کی شرط کے معدوم ہونے کی وجہ سے ادغام کرنا ممتنع ہے، اور ادغام کے صحیح ہونے کی شرط دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے، اور کہا گیا ہے کہ (ادغام میں) پہلے حرف کا ساکن ہونا ضروری ہے (اور اگر اس صورت میں پہلے حرف کو ساکن کردیں گے تو) دو حرف ساکن جمع ہو جائیں گے، تو یہ ایسے ہی ہو جائے گا کہ ایک کیچڑ سے فرار ہوئے تو دوسرے کیچڑ میں جا پڑے، اور کہا گیا ہے کہ (دوسرے حرف کے ساکن ہونے کی بنا پر) خفت کے پائے جانے کی وجہ سے اور ادغام کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جائے گا، لیکن اہل عرب نے بعض جگہوں میں اجتماع متجانسین کی جانب نظر کرتے ہوئے دوسرے ساکن حرف کو حذف کرنا جائز قرار دیا ہے جیسے ظَلْتُ (جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا) جیسے کہ اہل عرب نے تَقَضّیَ الْبَازِیْ میں آخری ضاد کو یا سے بدلنے کو جائز قرار دیا ہے، اور اسی پر اس کی قراءت ہے جس نے قَرَارٌ پڑھا ہے، کہ قِرْنَ کی اصل اِقْرَرْنَ ہے پس پہلی را کو حذف کیا گیا ہے، اور اس پہلی را کی حرکت قاف کی جانب نقل کردی گئی ہے پھر ہمزہ کو اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے تو قِرْنَ ہو گیا، اور کہا گیا ہے کہ (قِرْنَ) وَقَرَ یَقِرُ وَقَاراً سے ماخوذ ہے، اور جب قَرْنَ پڑھا جائے تو یہ اَقَرُّ بِالْمَکَانِ (قاف کے فتحہ کے ساتھ) سے ماخوذ ہوگا، اور ایک لغت اَقِرُّ میں بھی ہے، پس اس کی اصل اِقْرَرْنَ اِعْلَمْنَ کے وزن پر ہے، پس پہلے را کو حذف کرنے کے بعد اس کی حرکت قاف کی جانب نقل کر دی گئی تو قَرْنَ ہو گیا۔

وَهٰذَا إِذَا كَانَ سُكُوْنُهُ لَازِمًا وأَمَّا إِذَا كَانَ عَارِضِيًّا يَجُوْزُ الإِدْغَامُ وَعَدْمُهُ نَحْوُ:أُمْدُدْ وَمُدَّ بِفَتْحِ الدَّالِ لِلْخِفَّةِ وَمُدِّ بِالكَسْرِ؛لِأَنَّهُ أَصْلٌ فِيْ تَحْرِيْكِ السَّاكِنِ وَمُدُّ بِالضَّمِّ لِلْإِتِّبَاعِ وَمِنْ ثَمَّ لَايَجُوْزُ فِرُّ لِعَدْمِ الإِتِّبَاعِ وَلَا يَجُوْزُ الإِدْغَامُ فِيْ أمْدُدْنَ؛لِأَنَّ سُكُوْنَ الثَّانِيْ لَازِمٌ وَتَقُوْلُ بِالنُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِ أُمْدُدْنَانِّ وَبِالنُّوْنِ الخَفِيْفَةِ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ.

ترجمه اور یہ قاعدہ اس وقت ہے جب دوسرے حرف کا سکون لازم ہو، اور رہا اس وقت جب دوسرے حرف کا سکون عارضی ہو تو ادغام کرنا اور ادغام نہ کرنا دونوں جائز ہے جیسے أُمْدُدْ، اور مُدَّ خفت کی وجہ سے دال کے فتحہ کے ساتھ، مُدِّ کسرہ کے ساتھ، اس لیے کہ کسرہ ساکن حرف کو حرکت دینے میں اصل ہے، اور مُدُّ عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ کے ساتھ، اور اسی وجہ سے عین کلمہ کی عدم اتباع کی وجہ سے فِرُّ جائز نہیں ہے۔اور أُمْدُدْنَ میں ادغام کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ دوسرے حرف کا سکون لازم ہے، اور تُو نون ثقیلہ کے ساتھ کہے مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ أُمْدُدْنَانِّ اور نون خفیفہ کے ساتھ کہے مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ.

إِسْمُ الفَاعِلِ:مَادٌّ،إِسْمُ المَفْعُوْلِ:مَمْدُوْدٌ،إِسْمُ الزَّمَانِ وَالمَكَانِ: مَمَدٌّ ،إِسْمُ الآلَةِ:مِمَدٌّ،وَالمَجْهُوْلُ:مُدَّ يُمَدُّ مَدًّا وَيَجُوْزُ الإِدْغَامُ إِذَاوَقَعَ قَبْلَ تَاءِ الإِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ اثتذذزسشص ضطظوى، نَحْوُ: إِتَّخَذَ وَهُوَ شَاذٌّ، وَ نَحْوُ: إِتَّجَرَ، وَنَحْوُ: إِثَّارَبِالثَّاءِ، يَجُوْزُ فِيْهِ إِتَّارَبِالتَّاءِ؛ لِأَنَّ التَّاءَ وَالثَّاءَ مِنَ المَهْمُوْسَةِ، وَ حُرُوْفُهَا: (سَتَشْحَثُكَ خَصْفَهْ) فَتَكُوْنَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ نَظْرًا إِلَى المَهْمُوْسِيَّةِ، فَيَجُوْزُ لَكَ الإِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ ثَاءً وَالثَّاءِ تَاءً،

ترجمه اسم فاعل مَادٌّ، اور اسم مفعول مَمْدُوْدٌ، اسم زمان اور اسم مکان مَمَدٌّ، اسم آلہ مِمَدٌّ، اور مجہول مُدَّ يُمَدُّ مَدّاً، ادغام کرنا جائز ہے جب افتعال کی تا سے پہلے اثتذذز،

سشص،ضطظوی کے حروف میں سے واقع ہو جیسے اِتَّخَذَ۔اور یہ شاذ ہے،اور جیسے اِتَّجَرَ،اور جیسے اِثَّارَ ثا کے ساتھ،اور اس میں تا کے ساتھ اِتَّارَ بھی جائز ہے،اس لیے کہ تا اور ثا مہموسہ میں سے ہیں،اور مہموسہ کے حروف ستشحثك،خصفه ہیں،پس تا اور ثا مہموسہ کی جانب نظر کرتے ہوئے ایک جنس کے ہو گئے،پس تیرے لیے جائز ہے تا کو ثا کر کے اور ثا کو تا کر کے ادغام کرنا۔

وَنَحْوُ:إِدَّانَ لَا يَجُوْزُ فِيْهِ غَيْرُ إِدْغَامِ التَّاءِ فِي الدَّالِ؛لِأَنَّهُ إِذَا جُعِلَتِ التَّاءُ دَالًا لِبُعْدِهَامِنَ الدَّالِ فِي الْمَهْمُوْسِيَّةِ وَلِقُرْبِ الدَّالِ مِنَ التَّاءِ فِي الْمَخْرَجِ فَيَلْزَمُ حِيْنَئِذٍ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ فَيُدْغَمُ،وَنَحْوُ:إِذَّكَرَيَجُوْزُفِيْهِ إِدَّكَرَوَإِذْدَكَرَ؛لِأَنَّ الدَّالَ وَالذَّالَ مِنَ الْمَجْهُوْرَةِ فَجُعِلَ التَّاءُدَالًاكَمَافِيْ إِدَّانَ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ بَيْنَهُمَا فَيَجُوْزُ لَكَ الإِدْغَامُ نَظْرًا إِلٰى إِتِّحَادِهِمَا فِي الْمَجْهُوْرِيَّةِ يُجْعَلُ الدَّالُ ذَالًا وَالذَّالُ دَالًا،وَالبَيَانُ نَظْرًا إِلٰى عَدْمِ إِتِّحَادِهِمَا فِي الذَّاتِ

ترجمہ اور جیسے اِدَّانَ اس میں دال میں تا کو ادغام کیے بغیر پڑھنا جائز نہیں ہے،اس لیے کہ جب تا کو دال بنایا گیا،تا کا دال سے مہموسہ میں دور ہونے کی وجہ سے،اور دال کا تا سے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے،پس اس وقت دو حرفوں کا ایک جنس سے ہونا لازم آئے گا،تو ادغام کر دیا گیا،اور جیسے اِذَّکَرَ اس میں اِدَّکَرَ اور اِذْدَکَرَ دونوں جائز ہے،اس لیے کہ دال اور ذال مجہورہ میں سے ہیں پس تا کو دال بنایا گیا جیسے کہ اِدَّانَ میں ان دونوں کے درمیان مخرج میں قرب کی وجہ سے،پس تیرے لیے جائز ہے ادغام کرنا مجہورہ میں ان دونوں کے متحد ہونے کی وجہ سے،پس دال کو ذال اور ذال کو دال بنایا گیا،اور ذات میں ان دونوں کے عدمِ اتحاد کی جانب نظر کرتے ہوئے بیان (بغیر ادغام کے) بھی جائز ہے۔

وَنَحْوُ: إِزَّانَ مِثْلُ إِذَّكَرَ وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ الإِدْغَامُ بِجَعَلِ الزَّاءِ دَالًا؛ لِأَنَّ الزَّاءَ أَعْظَمُ مِنَ الدَّالِ فِيْ إِمْتِدَادِ الصَّوْتِ فَيَصِيْرُ حِيْنَئِذٍ كَوَضْعِ القَصْعَةِ الكَبِيْرَةِ فِي الصَّغِيْرَةِ أَوْ لِأَنَّهُ يُوَازِيْ (بِإِدَّانَ) وَ نَحْوُ : إِسَّمَعَ يَجُوْزُ فِيْهِ الإِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ سِيْنًا؛ لِأَنَّ السِّيْنَ وَالتَّاءَ مِنَ المَهْمُوْسِيَّةِ وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِ الإِدْغَامُ بِجَعْلِ السِّيْنِ تَاءً لِعَظْمِ السِّيْنِ فِي إِمْتِدَادِ الصَّوْتِ، وَيَجُوْزُ البَيَانُ لِعَدْمِ الجِنْسِيَّةِ فِي الذَّاتِ

ترجمہ اور جیسے اِزَّانَ یہ اِذَّکَرَ کے مثل ہے، لیکن زا کو دال بنا کر ادغام کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ زا، دال سے آواز کو لمبا کرنے میں اعظم ہے، پس اس وقت ایسے ہی ہوگیا جیسے بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھنا، یا اس لیے کہ یہ اِدَّانَ کے مقابل ہے، اور جیسے اِسَّمَعَ اس میں تا کو سین بنا کر ادغام کرنا جائز ہے اس لیے کہ سین اور تا مہموسہ میں سے ہیں، اور اس میں سین کو تا بنا کر ادغام کرنا جائز نہیں ہے سین کا آواز کو لمبا کرنے میں بڑا ہونے کی وجہ سے، اور اس میں بیان (بغیر ادغام کیے) بھی جائز ہے ذات میں عدم جنسیت کی وجہ سے۔

وَنَحْوُ: إِشَّبَهَ مِثْلُ إِسَّمَعَ، وَنَحْوُ: إِصَّبَرَ يَجُوْزُ فِيْهِ إِصْطَبَرَ؛ لِأَنَّ الصَّادَ وَالطَّاءَ مِنَ المُسْتَعْلِيَةِ المُطْبَقَةِ وَحُرُوْفُهَا: "صضطظ خغق" اَلأَرْبَعَةُ الأُوْلٰى مُسْتَعْلِيَةٌ مُطْبِقَةٌ وَالثَّلَاثَةُ الأَخِيْرَةُ مُسْتَعْلِيَةٌ فَقَطْ، وَالتَّاءُ، مِنَ المُنْخَفِضَةِ فَجُعِلَ التَّاءُ طَاءً لِمُبَاعَدَةٍ بَيْنَهِمَا وَقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِي المَخْرَجِ فَصَارَ إِصْطَبَرَ كَمَا فِيْ (سِتٍّ) أَصْلُهُ: سِدْسٌ فَجُعِلَ السِّيْنُ وَالدَّالُ تَاءً لِقُرْبِ السِّيْنِ مِنَ التَّاءِ فِي المَهْمُوْسِيَّةِ وَالتَّاءُ مِنَ الدَّالِ فِي المَخْرَجِ ثُمَّ أُدْغِمَ فَصَارَ (سِتٌّ) ثُمَّ يَجُوْزُ لَكَ الإِدْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ صَادًا نَظْرًا إِلٰى إِتِّحَادِهِمَا فِي

الإسْتِعْلَائِيَّةِ نَحْوُ: إصَّبَرَ ،وَلَا يَجُوْزُ لَكَ الْإِدْغَامُ بِجَعْلِ الصَّادِ طَاءً لِعَظْمِ الصَّادِ اَعْنِى لَا يُقَالُ اِطَّبَرَ، وَ يَجُوْزُ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الجِنْسِيَّةِ فِى الذَّاتِ

ترجمہ اور جیسے اِشَّبَہَ، اِسَّمَعَ کے مثل ہے، اور جیسے اِصَّبَرَ اس میں اِصْطَبَرَ بھی جائز ہے، اس لیے کہ صاد اور طا مستعلیہ مطبقہ میں سے ہیں اور مستعلیہ کے حروف صضطظ خغق ہیں شروع کے چار حروف مستعلیہ مطبقہ ہیں اور آخر کے تین حرف صرف مستعلیہ ہیں، اور تا منخفضہ میں سے ہے، پس تا کو طا بنایا گیا ان دونوں کے درمیان باہم دوری کی وجہ سے اور تا کا طا سے مخرج میں قرب ہونے کی وجہ سے تو اِصْطَبَرَ ہو گیا، جیسے کہ سِتٌّ میں کہ اس کی اصل سِدْسٌ ہے، پس سین اور دال کو تا بنایا گیا سین کا تا سے مہموسہ میں قریب ہونے کی وجہ سے، اور تا کا دال سے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے، پھر ادغام کر دیا گیا تو سِتٌّ ہو گیا، پھر تیرے لیے طا کو صاد بنا کر ادغام کرنا جائز ہے استعلائیہ میں ان دونوں کے اتحاد کی جانب نظر کرتے ہوئے جیسے اِصَّبَرَ، اور تیرے لیے جائز نہیں ہے صاد کو طا بنا کر ادغام کرنا صاد کے بڑا ہونے کی وجہ سے، یعنی اِطَّبَرَ نہیں کہیں گے۔ اور ذات میں عدم جنسیت کی بنا پر بیان (ادغام نہ کرنا) بھی جائز ہے۔

وَنَحْوُ: إضَّرَبَ مِثْلُ إصَّبَرَ أَعْنِىْ: يَجُوْزُ فِيْهِ إضَّرَبَ وَإِضْطَرَبَ وَلَا يَجُوْزُ إِطَّرَبَ، وَنَحْوُ: إِطَّلَبَ يَجِبُ فِيْهِ الإِدْغَامُ لِقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِى الْمَخْرَجِ وَنَحْوُ: إِظَّلَمَ يَجُوْزُ فِيْهِ الإِدْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ ظَاءً وَالظَّاءِ طَاءً لِمُسَاوَاتِ بَيْنِهِمَا فِى العَظْمِ وَ يَجُوْزُ فِيْهِ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الجِنْسِيَّةِ فِى الذَّاتِ مِثْلُ إِظَّلَمَ وَإِطَّلَمَ وَإِظْطَلَمَ

ترجمہ اور جیسے اِضَّرَبَ، اِصَّبَرَ کے مثل ہے، یعنی اس میں اِضَّرَبَ اور اِضْطَرَبَ جائز ہے اور اِطَّرَبَ جائز نہیں ہے، اور جیسے اِطَّلَبَ اس میں مخرج میں تا کا طا سے قریب ہونے کی وجہ سے ادغام واجب ہے، اور جیسے اِظَّلَمَ جائز ہے اس میں طا کو ظا

کر کے اور ظا کو طا کر کے ادغام کرنا بڑا ہونے میں ان دونوں کے درمیان برابری ہونے کی وجہ سے، اوراس میں ذات میں عدم جنسیت کی وجہ سے بیان (بغیر ادغام) بھی جائز ہے۔ اِظَّلَمَ اِطَّلَمَ اِظْطَلَمَ کے مثل۔

وَنَحْوُ: إِتَّقَدَ أَصْلُهُ إِوْتَقَدَ فَجُعِلَ الوَاوُ تَاءً؛ لِأَنَّهُ إِنْ لَمْ تُجْعَلْ تَاءً يَصِيْرُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا فَيَلْزَمُ حِيْنَئِذٍ كَوْنُ الفِعْلِ مَرَّةً يَائِيًا نَحْوُ: إِيْتَقَدَ وَمَرَّةً وَاوِيًّا نَحْوُ: أُوْتَقَدَ أَوْ يَلْزِمُ تَوَالِيَ الكَسَرَاتِ، وَنَحْوُ: إِتَّسَرَ أَصْلُهُ: إِيْتَسَرَ فَجُعِلَ اليَاءُ تَاءً فِرَارًا عَنْ تَوَالِيَ الكَسْرَاتِ وَلَمْ يُدْغَمْ فِيْ مِثْلِ إِيْتَكَلَ؛ لِأَنَّ اليَاءَ لَيْسَتْ بِلَازِمَةٍ يَعْنِيْ: تَصِيْرُ اليَاءُ هَمْزَةً إِذَا جُعِلَتْهُ ثُلَاثِيًّا وَمِنْ ثَمَّ لَايُدْغَمُ فِيْ حَيِيَ فِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ وَإِدْغَامُ إِتَّخَذَ شَاذٌّ

ترجمہ اور جیسے اِتَّقَدَ اس کی اصل اِوْتَقَدَ ہے پس واو کو تا بنایا گیا، اس لیے کہ اگر واو کو تا نہ بنایا جاتا تو یہ واو ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا ہو جاتی تو اس وقت فعل کا کبھی یائی ہونا لازم آتا جیسے اِيْتَقَدَ، اور کبھی واوی ہونا لازم آتا جیسے اُوْتُقِدَ، یا توالیِ کسرات لازم آتا، اور جیسے اِتَّسَرَ کہ اس کی اصل اِيْتَسَرَ ہے پس یا کو تا بنایا گیا توالیِ کسرات سے بچتے ہوئے، اور اِيْتَكَلَ کی مثل میں ادغام نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ یا لازمہ نہیں ہے یعنی یا، ہمزہ ہو جاتی ہے جب اس کو ثلاثی بنایا جائے، اور اسی وجہ سے بعض لغات میں حَيِيَ میں ادغام نہیں کیا جاتا، اور اِتَّخَذَ کا ادغام شاذ ہے۔

وَيَجُوْزُ الإِدْغَامُ إِذَا وَقَعَ بَعْدَ تَاءِ الإِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ: تدذز سصضطظ نَحْوُ: يَقَتِّلُ وَ يَبِدِّلُ وَ يَعَذِّرُ وَ يَنَزِّعُ وَ يَبَسِّمُ وَيَخَصِّمُ وَ يَنَضِّلُ وَ يَبَطِّرُ وَ يَنَظِّمُ وَلٰكِنْ لَايَجُوْزُ فِيْ إِدْغَامِهِنَّ إِلَّا الإِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ مِثْلَ العَيْنِ لِضُعْفِ إِسْتِدْعَاءِ المُؤَخَّرِ وَعِنْدَ بَعْضِ الصَّرْفِيِّيْنَ لَا يَجِيءُ هٰذَا الإِدْغَامُ فِي المَاضِيْ، حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِمَاضِي التَّفْعِيْلِ؛ لِأَنَّ عِنْدَهُمْ تُنْقَلُ حَرَكَةُ التَّاءِ إِلٰى مَا

قَبْلَهَا وَتُحْذَفُ الـمُجْتَلِبَةُ وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِيءُ بِكَسْرِ الفَاءِ نَحْوُ: خِصَّمَ؛لِأَنَّ عِنْدَهُمْ كُسِرَ الفَاءُ لِإِلْتِقَاءِالسَّاكِنَيْنِ وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِيءُ الـمُجْتَلِبَةُ نَحْوُ: إِخَّصَمَ نَظْرًا إِلىٰ سُكُوْنِ أَصْلِهِ

ترجمہ اور جب بابِ افتعال کی تا کے بعد تدذز، سصضطظ کے حروف میں سے کوئی واقع ہو تو ادغام کرنا جائز ہے جیسے يَقَتِّلُ وَ يَبَدِّلُ و يَعَذِّرُ و يَنَزِّعُ و يَبَسِّمُ و يَخَصِّمُ و يَنَضِّلُ و يَبَطِّرُ وَ يَنَظِّمُ، لیکن ان کے ادغام کرنے میں جائز نہیں ہے مگر تا کو عین کلمہ کے مثل بناکر ادغام کرنا، موخر کی استدعا کے ضعف کی وجہ سے، اور بعض اہل صرف کے نزدیک یہ ادغام فعل ماضی میں نہیں آئے گا تاکہ تفعیل کی ماضی کے ساتھ التباس نہ ہوجائے، اس لیے کہ اہل صرف کے نزدیک تا کی حرکت اس کے ماقبل کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ہمزہ کو حذف کردیا جائے گا، اور بعض اہل صرف کے نزدیک فعل ماضی میں فا کلمہ کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے خِصَّمَ، اس لیے کہ ان کے نزدیک فا کو کسرہ دیا گیا ہے التقاے ساکنین کی وجہ سے، اور بعض اہل صرف کے نزدیک فعل ماضی ہمزہ کے ساتھ آتا ہے جیسے اِخِصَّمَ، فاکلمہ کا اصل میں ساکن ہونے کی جانب نظر کرتے ہوئے۔

وَيَجُوْزُ فِيْ مُسْتَقْبِلِهِ كَسْرُ الفَاءِ وَفَتْحُهَا كَمَا فِي الـمَاضِيْ نَحْوُ: يَخِصِّمُ يَخَصَّمُ وَفِي فَاعِلِهِ ضُمَّ الفَاءُ لِلإِتِّبَاعِ مَعَ فَتْحِهَا وَكَسْرِهَا نَحْوُ: مُخِصِّمُوْنَ مُخَصَّمُوْنَ وَيَجِيءُ مَصْدَرُهُ خِصَّامًا بِكَسْرِ الخَاءِ لَاغَيْرَ لِإِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ أَوْلِنَقْلِ كَسْرَةِ التَّاءِ إِلَى الخَاءِ وَيَجِيءُ خَصَّامًا إِنْ أُعْتُبِرَتْ حَرْكَةُ الصَّادِ الـمُدْغَمِ فِيْهَا وَيَجِيءُ إِخِّصَامًا إِعْتِبَارًا لِسُكُوْنِ الأَصْلِ وَ يُدْغَمُ تَاءُ تَفَعُّلٍ وَتَفَاعُلٍ فِيْمَا بَعْدَهَا بِاجْتِلَابِ الهَمْزَةِ كَمَامَرَّ فِيْ بَابِ الإِفْتِعَالِ نَحْوُ: إِطَّهَّرَ، أَصْلُهُ تَطَهَّرَ، وَ إِثَّاقَلَ أَصْلُهُ تَثَاقَلَ

ترجمہ اور اس کے مستقبل میں فا کا کسرہ اور فا کا فتحہ آتا ہے جیسے کہ فعل ماضی میں، جیسے یَخِصِّمُ وَ یَخَصِّمُ، اور اس کے اسم فاعل میں فا کو ضمہ دیا گیا میم فاعل کی اتباع کرتے ہوئے، فا کے فتحہ اور فا کے کسرہ کے ساتھ (یعنی خا میں تینوں حرکت جائز ہیں) جیسے مُخُصِّمُوْنَ و مُخَصِّمُوْنَ و مُخِصِّمُوْنَ، اور اس کا مصدر خِصَّاماً آتا ہے خا کے کسرہ کے ساتھ، نہ کہ التقاے ساکنین کے علاوہ کی وجہ سے، یا تا کے کسرہ کو خا کی جانب نقل کرنے کی وجہ سے، اور مصدر خَصَّاماً بھی آتا ہے اگر مدغم فیہ صاد کی حرکت کا اعتبار کیا جائے، اور مصدر اِ خِصَّاماً بھی آتا ہے اصل کے ساکن ہونے کے اعتبار سے، اور باب تَفَعُّلٌ و تَفَاعُلٌ کی تا کا ادغام کیا جائے گا اس میں جو اس کے بعد ہو گا ہمزہ کو داخل کرنے کے ساتھ، جیسا کہ باب افتعال میں گزرا، جیسے اِطَّهَّرَ اس کی اصل تَطَهَّرَ ہے اور اِثَّاقَلَ کہ اس کی اصل تَثَاقَلَ ہے۔

وَلَا یُدْغَمُ فِیْ نَحْوِ: إِسْتَطْعَمَ بِسُكُوْنِ الطَّاءِ تَحْقِيْقًا وَفِيْ إِسْتَدَانَ تَقْدِيْرًا وَلٰكِنْ يَجُوْزُ حَذْفُ تَائِهٖ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ: إِسْطَاعَ يَسْطِيْعُ كَمَا مَرَّ فِيْ ((ظَلْتُ)) وَإِذَا قُلْتَ: أَسْطَاعَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ يَكُوْنُ السِّيْنُ زَائِدًا كَالْهَاءِ فِيْ أَهْرَاقَ أَصْلُهٗ أَرَاقَ؛ لِأَنَّهٗ مِنَ الْإِرَاقَةِ ثُمَّ زِيْدَتْ عَلَيْهَا الْهَاءُ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ.

ترجمہ اور اِسْتَطْعَمَ کے جیسے میں ادغام نہیں کیا جائے گا طا کے سکونِ تحقیقی ہونے کی وجہ سے، اور اِسْتَدَانَ میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا، دال کے سکونِ تقدیری ہونے کی وجہ سے، اور لیکن بعض جگہوں میں اس کے تا کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے اِسْطَاعَ، یَسْطِیْعُ، جیسے کہ ظَلْتُ میں گزرا، اور جب تو کہے اَسْطَاعَ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ تو سین زائد ہو گا، اَهْرَاقَ میں ہا کے جیسے، کہ اس کی اصل اَرَاقَ ہے، اس لیے کہ یہ اَلْاِرَاقَةُ سے ہے، پھر اس پر خلاف قیاس ہا کی زیادتی کی گئی۔

الباب الثانی فی المضاعف

مضاعف کا بیان

سوال:(۱)۔مضاعف کو باقی تمام ابواب مہموز، مثال وغیرہ پر مقدم کیوں کیا؟

جواب:مضاعف کو باقی تمام ابواب پر اس لیے مقدم کیا کیوں کہ وہ صحیح سے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ مضاعف کے اکثر اوزان (عدم تبدیلی میں) صحیح کے قریب ہوتے ہیں۔

سوال : (۲)۔مضاعف کی تعریف کیا ہے اسے اصم کیوں کہتے ہیں اور اسے صحیح کیوں نہیں کہا جاتا ہے؟

جواب:**تعریف**:مضاعف وہ کلمہ ہے جس میں دو حروفِ اصلیہ ایک جنس کے ہوں جیسے مَدٌّ (کھینچنا) یہ اصل میں مَدَدٌ تھا۔اور اُس کی دو قسمیں ہیں **(۱)**مضاعف ثلاثی (وہ اسم یا فعل جس کے عین اور لام کلمہ کے مقابلہ میں دو حروف ایک جنس کے ہوں) جیسے فَرٌّ،فَرَّ (بھاگنا)**(۲)**مضاعف رباعی (وہ اسم یا فعل جس کے فاء اور لام اُولی یا عین اور لامِ ثانیہ کے مقابلہ میں دو حروف ایک جنس کے ہوں)جیسے غَرْغَرَةٌ (غرغرہ کرنا) زَلْزَلَ مضاعف کو اصم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اصم بہرے کو کہتے ہیں اور بہرے انسان کو کوئی بات سنانے کے لیے شدت وجہر کی ضرورت ہوتی ہے اور مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور ادغام کی وجہ سے اس کے پڑھنے میں شدت اور جہر پایا جاتا ہے لہذا شدت اور جہر کی بناء پر مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں۔

مضاعف کو صحیح نہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات اس کے ایک حرف کو حرف علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے تَقَضِّيَ الْبَازِي کہ اصل میں تَقَضُّضُ الْبَازِي تھا آخری ضاد کو یا سے بدل دیا اور ماقبل کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دیدیا۔اور دوسری مثال اَملَيْتُ ہے جو اصل میں اَمْلَلْتُ ہے پس ضرورت کی بنا پر دوسرے لام کو یاء سے بدل کر اَمْلَيْتُ کر دیا گیا ہے ضرورت ثقل کو دور کرنا ہے کہ جب متجانسین یا متقاربین فی المخرج حروف جمع ہو جائیں تو زبان

پر ثقل پیدا کرتے ہیں لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لیے یا تو ادغام کرتے ہیں اور اگر ادغام ممکن نہ ہو تو ایک کو حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں جیسے کہ تَقَضُّضُ الْبَازِي اور اَمْلَلْتُ میں کیا گیا ہے۔

سوال:(۳)۔ ثلاثی مجرد میں مضاعف کتنے ابواب سے آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد میں مضاعف تین ابواب سے آتا ہے جیسے سَرَّ يَسُرُّ (ن)خوش ہونا۔فَرَّ يَفِرُّ (ض)بھاگنا۔عَضَّ يَعَضُّ (س)دانت سے کاٹنا۔

سوال:(۴)۔ ثلاثی مجرد میں کوئی ایسا باب بھی ہے جس سے مضاعف کم آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد میں ایسا باب جس سے مضاعف کم آتا ہے وہ كَرُمَ يَكْرُمُ ہے جیسے حَبَّ يَحُبُّ فَهُوَ حَبِيْبٌ (پیارا ہونا) لَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ (عقل مند ہونا)۔

سوال:(۵)۔ ادغام کی تعریف اور طریقہ بیان کریں؟

جواب: **ادغام کی تعریف:** ایک حرف کو اس کے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانا۔ **طریقہ:** جب دو حرف ایک جنس کے یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرنا۔

سوال:(۶)۔ ادغام کیوں کیا جاتا ہے اس کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: جب دو حرف ایک جنس کے یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو ادغام کے بغیر انھیں ادا کرنا زبان پر دشوار ہوتا ہے اس صورت میں ایک طرح کا ثقل پایا جاتا ہے جو ادغام کرنے سے ختم ہو جاتا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بعد ادغام کچھ خفت اور آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور ادا میں دشواری نہیں ہوتی ہے۔

سوال:(۷)۔ ایسی تین مثالیں پیش کریں جن میں سے ایک میں دو ہم جنس کا اور دو مثالوں میں قریب المخرج کا ادغام کیا گیا ہو؟

جواب: **پہلی مثال** جیسے مَدَّ یہ اصل میں مَدَدَ تھا اس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے تو پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا۔

دوسری مثال جیسے اَخْرَجَ شَّطاءَہٗ اس میں جیم اور شین قریب المخرج ہیں لہذا جیم کا شین میں ادغام کر دیا۔

تیسری مثال جیسے قَالَت طَّائِفَۃٌ اس میں تا اور طا قریب المخرج ہیں لہذا تا کا طا میں ادغام کر دیا

سوال: (۸)۔ ادغام کی تعریف جار اللہ زمخشری نے کیا بیان کی ہے؟

جواب: جار اللہ زمخشری نے ادغام کی تعریف یوں بیان کی ہے: ایک حرف کو اس کے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانا ادغام ہے۔

سوال:(۹)۔ جب دو ہم جنس کا ادغام ہو تو مدغم اور مدغم فیہ میں بولنے اور لکھنے میں کتنے حرف ہوتے ہیں؟

جواب: جب دو ہم جنس کا ادغام ہو تو مدغم اور مدغم فیہ میں بولنے میں دو حرف ہوتے ہیں اور لکھنے میں ایک حرف ہوتا ہے جیسے مَدَّ فَرَّ یہ بولنے میں دو حرف ہیں کہ پہلی مثال میں دال اور دوسری مثال میں راء کی تکرار ہے لیکن لکھنے میں دال اور راء ایک ہی ہے۔

سوال:(۱۰)۔ جب دو قریب المخرج کا ادغام ہو تو مدغم اور مدغم فیہ بولنے اور لکھنے میں کتنے حرف ہوتے ہیں؟

جواب: جب دو قریب المخرج کا ادغام ہو تو مدغم اور مدغم فیہ بولنے اور لکھنے میں دو حروف ہوتے ہیں جیسے: اَلرَّحْمٰن اس مثال میں لام کا راء میں ادغام کیا گیا ہے اور دونوں قریب المخرج ہیں لام اور راء دو حرف ہیں اور دونوں لکھنے اور بولنے میں دو حرف ہیں۔

سوال:(۱۱)۔ جب دو حروف ہم جنس کے یا قریب المخرج جمع ہوں تو ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب: جب دو حرف ہم جنس کے یا قریب المخرج جمع ہوں تو ادغام کی تین قسمیں ہیں:**(۱)** دونوں متحرک ہوں جیسے فَرَّ مَنَاسِككُمْ **(۲)** پہلا حرف ساکن دوسرا متحرک ہو جیسے مَدٌّ اِضْرِب بَّكْرًا. **(۳)** پہلا حرف متحرک دوسرا ساکن ہو یہ محال ہے اس لیے مثال نہیں ہے۔

سوال:(۱۲)۔ جب دو حروف متحرک دو کلمہ میں جمع ہوں تو ان میں ادغام واجب ہے یا جائز؟ نیز ادغام اور عدم ادغام کی مثال بھی پیش کریں؟

جواب: جب دو حرف متحرک دو کلمہ میں جمع ہوں تو ادغام جائز ہے واجب نہیں ادغام کی مثال: مَنَاسِكُّمْ یہ اصل میں مَنَاسِككُمْ تھا یہ دو کلمہ ہیں مَنَاسِك الگ ہے كُمْ الگ ہے پہلے کاف کا دوسرے کاف میں ادغام کر دیا۔ عدم ادغام کی مثال: مَنَاسِككُمْ ہے۔

سوال:(۱۳)۔ جب دو حرف متحرک ایک کلمہ میں جمع ہوں تو ان میں ادغام جائز ہے یا واجب نیز مثال بھی پیش کریں؟

جواب: جب دو حرف متحرک ایک کلمہ میں جمع ہوں تو ان میں ادغام واجب ہے جیسے مَدَّ یہ اصل میں مَدَدَ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری میں ادغام کر دیا مَدَّ ہو گیا اور یہ ادغام واجب ہے۔

سوال:(۱۴)۔ وہ حروف جو آخر میں الحاق کے لیے آتے ہیں اگر ان کا ماقبل حرف میں ادغام کر دیں تو کیا خرابی لازم آئے گی؟

جواب: وہ حروف جو آخر میں الحاق کے لیے آتے ہیں اگر ان کا ماقبل حرف میں ادغام کر دیں تو الحاق باطل ہو جائے گا جیسے قَرْدَدٌ جَلْبَبٌ اب اگر پہلی مثال میں آخری دال کا پہلی

دال میں اور دوسری مثال میں آخری باء کا پہلے باء میں ادغام کردیں تو معلوم نہ ہوسکے گا کہ ان میں آخری حرف الحاق کا تھا اس لیے ادغام نہیں کریں گے۔

سوال:(۱۵)۔صَکَکٌ،سُرُرٌ،جُدُدٌ،طُلَلٌ جیسی مثالوں میں دو حروف ایک جنس کے ہیں پھر بھی ادغام کیوں نہیں کیا؟

جواب:اگر صَکَکٌ (گھوڑے کے پیر میں عیب ہونا)،سُرُرٌ (چارپائی)،جُدَدٌ (گدھے کی پیٹھ میں لکیر)،طُلَلٌ(ٹیلے،کھنڈرات) میں ادغام کرتے تو صَكٌّ، (دستاویز، بونڈ) سُرٌّ (ہتھیلی یا پیشانی کے خطوط)،جُدٌّ (کنارہ) طَلٌّ (شبنم) سے التباس لازم آتا پھر اس کا معنی بھی ظاہر نہ ہوپاتا اس لیے ادغام نہیں کیا۔

سوال:(۱۶)۔آپ نے بیان کیا کہ التباس الحاقات میں ادغام سے مانع ہے حالانکہ رَدَّ،عَضَّ،فَرَّ میں ادغام واجب ہے جبکہ یہاں بھی ادغام کی صورت میں ایک باب کا دوسرے باب سے التباس لازم آتا ہے ادغام کے بعد معلوم نہیں ہوگا کہ کس باب سے ہے؟

جواب: رَدَّ،یَرُدُّ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ رَدَّ کی اصل رَدَدَ ہے کیوں کہ مضاعف باب کَرُمَ سے نہیں آتا ہے جب مضاعف باب کَرُمَ سے نہیں آتا تو رَدَّ جو نصر سے ہے کَرُمَ سے التباس ہی نہیں ہوگا۔عَضَّ بھی یَعَضُّ سے معلوم ہوجائے گا کہ عَضَّ کی اصل عَضِضَ ہے کیوں کہ مضاعف باب فتح سے نہیں آتا ہے جب باب فتح سے نہیں تو عَضَّ جو باب ضرب سے ہے اس کا فتح سے التباس نہیں ہوگا۔فَرَّ بھی یَفِرُّ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ فَرَّ کی اصل فَرَرَ ہے کیوں کہ مضاعف باب حسب سے نہیں آتا ہے جب مضاعف باب حسب سے نہیں آتا ہے تو فَرَّ جو ضرب سے ہے اس کا حسب سے التباس نہیں ہوگا۔

سوال:(۱۷)۔بعض لغات میں حَيِيَ میں دو حروف ایک جنس کے جمع ہیں پھر بھی ادغام نہیں کیا گیا اگر کرتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب: بعض لغات میں حَيِيَ میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہونے کے باوجود ادغام اس لیے نہیں کیا تاکہ يَحَيُّ مضارع میں یاء ضعیف پر ضمہ واقع نہ ہو کیوں کہ اگر ادغام کرتے تو مضارع میں یاء ضعیف پر ضمۂ قوی آتا جو اس ضمۂ قوی کو اپنے ضعف کے سبب برداشت نہ کر پاتی اس لیے ادغام نہیں کیا۔

سوال:(۱۸)۔ادغام اصلی حروف میں ہوتا ہے یا عارضی حروف میں؟

جواب: ادغام اصلی حروف میں ہوتا ہے نہ کہ عارضی میں۔

سوال:(۱۹)۔حَيُو کی اصل کیا ہے نیز تعلیل بھی بیان کریں؟

جواب: حَيُوْا اس کی اصل حَيِيُوْا ہے دوسری یاء کی حرکت پہلی یاء کو دے کر اسے آسانی اور تخفیف کے لیے حذف کر دیا یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔

سوال:(۲۰)۔ادغام کی تین قسموں میں سے کتنی میں ادغام واجب، جائز اور ممتنع ہے، اگر ممتنع ہے تو کیوں؟

جواب: ادغام کی تین قسموں میں سے **(۱)** پہلی قسم کی دو صورتیں ہیں: **(۱)** پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں متحرک حرف دو کلموں میں جمع ہوں تو ادغام جائز ہے جیسے مَنَاسِكَكُمْ سے مَنَاسِكُّم ۔**(۲)** دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوں تو ادغام واجب ہے جیسے فَرَّ جو اصل میں فَرَرَ تھا۔**(۲)** دوسری قسم یہ ہے پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو ادغام واجب ہے جیسے مَدٌّ جو اصل میں مَدْدٌ تھا۔**(۳)** تیسری قسم یہ ہے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو ادغام ممتنع ہے کیوں کہ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسرا متحرک ہو اور یہاں دوسرا ساکن ہے لہذا شرط فوت ہونے کی وجہ سے ادغام ممتنع ہے۔

سوال:(۲۱)۔ادغام کی شرط کیا ہے؟

جواب: ادغام کی شرط یہ ہے کہ دو حرفوں میں سے دوسرا متحرک ہو۔

سوال:(۲۲)۔اگر دو حرف ہم جنس یا قریب المخارج جمع ہوں اور ادغام نہ ہو سکے تو کیا صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں؟

جواب: جب ادغام کی شرط فوت ہوجائے تو بعض اوقات دو ہم جنس میں سے ایک کو حذف کر دیتے ہیں کیوں کہ متجانسین کا اجتماع ثقیل ہے جیسے ظَلْتُ اس کی اصل ظَلِلْتُ تھی پہلا لام جو عین کلمہ ہے اسے حذف کر دیا۔اور کبھی دو ہم جنس میں سے ایک کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں: جیسے تَقَضِّي الْبَازِي کہ اس کی اصل تَقَضُّضُ الْبَازِي ہے دوسرے ضاد کو حرف علت یاء سے بدل دیا۔

سوال:(۲۳)۔قِرْنَ کی اصل کیا ہے اور پھر یہ قِرْنَ کیسے بنا، اور اسے لانے کا مقصد کیا ہے، اور یہ کس سے مشتق ہے؟

جواب: قِرْنَ کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پہلی راء کو آسانی کی خاطر حذف کر دیا اور اس کی حرکت جو کسرہ ہے کاف کو دیدی ہمزہ اس لیے لائے تھے کہ کاف ساکن تھا لیکن اب کاف متحرک ہوگیا تو ہمزہ کی ضرورت نہیں رہی تو ہمزہ گر گیا قِرنَ ہوگیا اور یہ قَرَارٌ سے مشتق ہے اور اس مثال کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ دو ہم جنس کے حرف جمع ہوجائیں اور ادغام کی شرط فوت ہوجائے تو ایک کو گرادیتے ہیں۔

سوال:(۲۴)۔قَرْنَ فتحہ کے ساتھ کس سے مشتق ہے، پھر یہ قَرْنَ کیسے بنا؟

جواب: قَرْنَ فتحہ کے ساتھ یہ أَقَرُّ بِالمَكَانِ سے مشتق ہے قَرْنَ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا پہلے را کی حرکت نقل کرکے کاف کو دیدی، پہلی را کو حذف کر دیا پھر ہمزہ کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ ہمزہ اس لیے لائے تھے کہ کاف ساکن تھا اور ساکن سے ابتدا نہیں ہو سکتی تھی اب کاف متحرک ہوگیا لہذا ہمزہ گر گیا قَرْنَ ہوگیا۔

سوال:(۲۵)۔دو حروف ایک جنس کے جمع ہوں اور دوسرے کا سکون اصلی ہو تو کتنی صورتیں جائز ہیں؟

جواب:جب دو حروف ایک جنس کے جمع ہوں اور دوسرے کا سکون اصلی ہو تو دو صورتیں جائز ہیں:**(۱)**حذف**(۲)**عدم حذف۔

سوال:(۲۶)۔جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہوں اور دوسرے کا سکون عارضی ہو تو کتنی صورتیں جائز ہیں؟

جواب:جب دو حروف ایک جنس کے جمع ہوں اور دوسرے کا سکون عارضی ہو تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں**(۱)**ادغام جیسے مُدَّ**(۲)**عدم ادغام جیسے اُمْدُدْ۔

سوال:(۲۷)۔مُدَّ میں دال کو فتحہ، مُدِّ میں دال کو کسرہ کیوں دیا گیا اور مُدُّ میں ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب:مُدَّ میں دال کو فتحہ اس لیے دیا گیا کیوں کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔مُدِّ میں دال کو کسرہ اس لیے دیا گیا ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے کہا جاتا ہے اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی دی جاتی ہے۔مُدُّ میں دال کو ضمہ اس لیے دیا گیا کیوں کہ مُدُّ نصر سے ہے اور مضارع میں اس کا عین کلمہ مضموم ہوتا ہے لہٰذا عین کلمہ کی اتباع میں ضمہ دیا گیا۔

سوال:(۲۸)۔فِرَّ میں فِرَّ، فِرِّ، اور اِفْرِرْ تو جائز ہے لیکن فِرُّ کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب:فِرُّ اس لیے جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کا عین کلمہ مضموم نہیں ہے فِرَّ ضرب سے ہے اور ضرب کا مضارع یَفِرُّ عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے اور لام کلمہ کو ضمہ اتباع میں جب دیتے ہیں جب عین کلمہ مضموم ہو اور ضرب کے مضارع کا عین کلمہ مکسور ہے اس لیے را کو ضمہ دے کر فِرُّ پڑھنا درست نہیں ہے۔

سوال:(۲۹)۔اُمْدُدْنَ میں دو حروف ایک جنس کے جمع ہیں پھر بھی ادغام نہیں کیا گیا؟

جواب: اُمْدُدْنَ میں دو حروف ایک جنس کے جمع ہونے کے باوجود ادغام اس لیے نہیں کیا کیوں کہ دوسرے کا سکون لازمی ہے عارضی نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امر میں ادغام اس وقت نہیں ہوتا جب اس سے جمع مؤنث کا نون متّصل ہوجائے کہ شرط ادغام فوت ہے اور یہاں نون متّصل ہے۔

سوال:(۳۰)۔مَدَّ سے نون ثقیلہ، خفیفہ، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم زمان ومکان، اسم آلہ ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی گردان کریں؟

جواب: مُدَّ سے **نون ثقیلہ کی گردان:**

مُدَّنَّ، مُدَّانِ، مُدُّنَّ، مُدِّنَّ، مُدَّانِّ ،اُمْدُدْنَانِّ.

نون خفیفہ کی گردان: مُدَّنْ،مُدُّنْ،مُدِّنْ.

اسم فاعل کی گردان:مَادٌّ،مَادَّانِ،مَادُّوْنَ،مَادَّاۃٌ،مَادَّتَانِ،مَادَّاتٌ.

اسم مفعول کی گردان:مَمْدُوْدٌ،مَمْدُوْدَانِ،مَمْدُوْدُوْنَ،مَمْدُوْدَۃٌ، مَمْدُوْدَتَانِ، مَمْدُوْدَاتٌ.

اسم زمان ومکان کی گردان: مَمَدٌّ،مَمَدَّانِ،مَمَدُّوْنَ،مَمَدَّۃٌ،مَمَدَّتَانِ،مَمَدَّاتٌ.

اسم آلہ کی گردان:مِمَدٌّ،مِمَدَّانِ،مِمَدُّوْنَ،مِمَدَّۃٌ،مِمَدَّتَانِ،مِمَدَّاتٌ.

ماضی مجہول کی گردان:مُدَّ،مُدَّا،مُدُّوا، مُدَّتْ،مُدَّتَا، مُدِدْنَ ،مُدِدْتَ ، مُدِدْتُمَا، مُدِدْتُمْ،مُدِدتِّ،مُدِدتُّمَا،مُدِدتُّنَّ،مُدِدتُّ،مُدِدْنَا.

مضارع مجہول کی گردان:یُمَدُّ،یُمَدَّانِ،یُمَدُّوْنَ ، تُمَدُّ،تُمَدَّانِ ، یُمْدُدْنَ ، تُمَدُّ، تُمَدَّانِ ،تُمَدُّوْنَ،تُمَدِّینَ،تُمَدَّانِ،تُمدَدْنَ،أُمَدُّ،نُمَدُّ.

سوال:(۳۱)۔وہ کونسے اور کتنے حروف ہیں جو تاے افتعال سے پہلے واقع ہوں تو ادغام ہوتا ہے نیز ایک مثال بھی پیش کریں؟

جواب: وہ چودہ حروف ہیں جو تائے افتعال سے پہلے واقع ہوں تو ادغام ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں (۱)أ(۲)ت(۳)ث(۴)د (۵)ذ(۶)ز(۷)س (۸)ش (۹) ص(۱۰) ض(۱۱) ط (۱۲) ظ(۱۳)و(۱۴)ي۔جیسے اِتَّجَرَ کہ اصل میں اِتْتَجَرَ تھا تو مذکورہ حروف میں سے تاء، افتعال کی تاء سے پہلے واقع ہوا تو اس کا تاے افتعال میں ادغام کر دیا اتَّجَرَ ہو گیا۔

سوال:(۳۲)۔اِتَّخَذَ کی اصل اِءتَخَذَ ہے تو اس میں تاء افتعال سے پہلے ہمزہ واقع ہے جو مذکورہ چودہ حروف میں سے کوئی بھی نہیں ہے پھر بھی ادغام کیوں کیا؟

جواب: اِتَّخَذَ کی اصل اِءتَخَذَ ہی ہے اور یہاں تاء افتعال سے پہلے تاء نہیں ہے پھر بھی ہمزہ کو تاء سے بدل دیا اور پھر پہلی تاء کا دوسری تاء میں ادغام کر دیا اِتَّخَذَ ہو گیا شرط تو وہی ہے کہ مذکورہ حروف میں سے کوئی ہو تو ادغام کرتے ہیں لہذا جو ادغام اِتَّخَذَ میں ہوا ہے وہ شاذ ہے

سوال:(۳۳)۔اِتَّجَرَ کی اصل کیا ہے اور ادغام کیسے ہوا؟

جواب: اِتَّجَرَ کہ اصل میں اِتْتَجَرَ تھا تو مذکورہ چودہ حروف میں سے تاء افتعال کی تاء سے پہلے واقع ہوا تو اس کا تاے افتعال میں ادغام کر دیا اِتَّجَرَ ہو گیا۔

سوال:(۳۴)۔اِثَّارَ میں کتنے طریقے جائز ہیں اور کیوں؟

جواب: اِثَّارَ میں دو طریقے درست ہیں (۱) تاء کو ثاء بنانا (۲) ثاء کو تاء بنانا، کیوں کہ تاء اور ثاء مہموسہ میں سے ہیں تو مہموسہ کی طرف نظر کرتے ہوئے دونوں حروف ایک جنس کے ہیں لہذا تاء کو ثاء کرنا اور اِثَّار پڑھنا جو اصل میں اثْتَارَ تھا، یا ثاء کو تاء کرنا اور اِتّارَ پڑھنا جو اصل میں اِثْتَارَ تھا جائز ہے۔

سوال:(۳۵)۔ خفت اور شدت کے اعتبار سے عربی حروف کی کتنی قسمیں ہیں، نیز مہموسہ کے کتنے حروف ہیں؟

جواب: خفت اور شدت کے اعتبار سے عربی حروف کی دو قسمیں ہیں **(۱)** مجہورہ **(۲)** مہموسہ ۔مہموسہ کے دس حروف ہیں اور وہ یہ ہیں: **(۱)** س **(۲)** ت **(۳)** ش **(۴)** ح **(۵)** ث **(۶)** ك **(۷)** خ **(۸)** ص **(۹)** ف **(۱۰)** ہ

سوال:(۳۶)۔ مصنف نے تاء اور ثاء کو ایک جنس کے قرار دیا جبکہ تاء اور ثاء الگ الگ ہیں؟

جواب: اگرچہ تاء اور ثاء الگ الگ حرف ہیں لیکن دونوں مہموسہ کے اعتبار سے ایک ہیں یعنی عربی حروف دو گروپ میں تقسیم ہیں **(۱)** پہلا مجہورہ **(۲)** دوسرا مہموسہ۔ اور تاء، ثاء مہموسہ والے گروپ میں ہیں لہذا مہموسہ کی طرف نظر کرتے ہوئے دونوں ایک جنس کے ہیں۔

سوال:(۳۷)۔ اِدَّانَ کی اصل کیا ہے اور اس میں ادغام کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اِدَّانَ کی اصل اِدْتَانَ ہے تاء کو دال بنا کر دال کا دال میں ادغام کر دیا اِدَّانَ ہو گیا۔

سوال:(۳۸)۔ اِدَّانَ میں تاء کا ادغام دال میں کیسے درست ہو گا جبکہ تاء مہموسہ سے ہے اور دال مجہورہ میں سے ہے؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ تا مہموسہ میں سے ہے اور دال مجہورہ میں سے ہے لہذا دونوں میں دوری ہے مگر مخرج کے اعتبار سے تاء اور دال قریب ہیں لہذا تاء کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا اِدَّانَ ہو گیا۔

سوال:(۳۹)۔ اِذَّكَرَ کون سے باب سے ہے اس میں کتنے طریقے ہیں، نیز ساری قسموں کو تفصیلًا بیان کریں؟

جواب: اِذَّكَرَ باب افتعال سے ہے اس میں تین طریقے ہیں دو ادغام کے اور ایک بغیر ادغام کا **(۱)** جیسے اِذَّكَرَ اصل میں اِذْتَكَرَ تھا اولا تاء کو دال سے بدلا کیوں دال اور ذال مجہورہ

میں سے ہیں اب اِذْدَکَرَ ہوا تو دال اور ذال مجہورہ کے جمع ہوئے تو دال کو ذال سے بدل دیا اور ذال کا ذال میں ادغام کردیا اِذَّکَرَ ہوگیا۔(۲)اِدَّکَرَ اصل میں اِذْدَکَرَ تھا ذال کو دال سے بدلا کیوں کہ دونوں مجہورہ سے ہیں اِدْدَکَرَ ہوا پھر دال کا دال میں ادغام کردیا اِدَّکَرَ ہوگیا۔ (۳)عدم ادغام بھی جائز ہے کیوں ذال اور دال میں ذات اور مخرج کے اعتبار سے اتحاد نہیں ہے ذال اور دال دونوں الگ الگ ہیں جیسے اِذْدَکَرَ .

سوال:(۴۰)۔اِزَّانَ کی اصل کیا ہے،اور کیسے اِزَّانَ ہوانیز اس میں کتنی صورتیں جائز اور کتنی ناجائز ہیں اور ناجائز کی وجہ بھی بیان کریں؟

جواب: اِزَّانَ کی اصل اِزْتَانَ ہے تاء کو دال بنایا پھر دال کو زاء بناکر زاء کا زا میں ادغام کردیا اِزَّانَ ہوگیا۔اس میں دو صورتیں اِزَّانَ اِزْدَانَ جائز ہیں ایک صورت جائز نہیں ہے اور وہ اِدَّانَ ہے اس کی اصل اِزْدَانَ ہوگی پھر اِدَّانَ بناتے وقت زاء کو دال بنایا جائے گا اور یہ درست نہیں ہے کیوں کہ زاء آواز کی درازگی میں دال سے عظیم ہے تو یہ ایسے ہوگا جیسے چھوٹے پیالے میں بڑا پیالہ رکھنا،اور دوسری خرابی یہ ہوگی کہ ادغام کرنے سے اِدَّانَ سے التباس ہوجائے گا اس وجہ سے یہ صورت ممتنع ہے۔

سوال:(۴۱)۔اِسَّمَعَ کی اصل کیا ہے اور کون سے باب سے ہے اور اسے کتنے طریقوں سے پڑھنا درست ہے اور کتنوں سے درست نہیں اور کیوں،وجہ بیان کریں؟

جواب:اِسَّمَعَ کی اصل اِسْتَمَعَ ہے تاء کو سین بناکر سین کا سین میں ادغام کردیا اِسَّمَعَ ہوگیا اور یہ باب افتعال سے ہے۔اسے دو طریقوں اِسَّمَعَ اور اِسْتَمَعَ ادغام اور عدم ادغام (فک ادغام) سے پڑھنا درست ہے (۱)اِسَّمَعَ درست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سین اور تا مہموسہ میں سے ہیں تو مہموسہ کی طرف نظر کرتے ہوئے دونوں متحد ہیں لہذا ادغام جائز ہے (۲)اِسْتَمَعَ بغیر ادغام کے درست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سین اور تا جنسیت فی الذات کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں اس لیے عدم ادغام درست ہے۔(۳)اور ایک طریقے سے

پڑھنا درست نہیں ہے اور وہ سین کو تاء بناکر تاء کا تاء میں ادغام کرکے اِتَّمَعَ پڑھنا اس کے درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سین آواز کی درازگی میں تاء سے عظیم ہے سین کا تاء میں ادغام کرنے کی صورت میں لازم آئے گا کہ بڑے پیالہ کو چھوٹے پیالہ میں رکھنا اور یہ ممتنع ہے۔

سوال:(۴۲)۔اِشَّبَهَ کون سے باب سے ہے اس کی اصل کیا ہے، نیز اس میں کتنے طریقے درست اور کتنے درست نہیں؟

جواب:اِشَّبَهَ باب افتعال سے ہے اس کی اصل اِشْتَبَهَ ہے اس میں دو طریقے ادغام اور عدم ادغام درست ہیں اور ایک طریقہ درست نہیں ہے **(ا)**اِشَّبَهَ درست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شین اور تا مہموسہ میں سے ہیں تو مہموسہ کی طرف نظر کرتے ہوئے دونوں متحد ہیں لہذا ادغام جائز ہے **(۲)**اِشْتَبَهَ عدم ادغام درست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شین اور تا جنس کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں اس لیے عدم ادغام درست ہے۔**(۳)**اور ایک طریقے سے پڑھنا درست نہیں ہے اور وہ شین کو تاء بناکر تاء کا تاء میں ادغام کرکے اِتَّمَعَ پڑھنا اس کے درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شین امتداد صوت میں تاء سے عظیم ہے شین کا تاء میں ادغام کرنے کی صورت میں لازم آئے گا کہ بڑے پیالہ کو چھوٹے پیالہ میں رکھنا اور یہ ممتنع ہے۔

سوال:(۴۳)۔حروفِ مستعلیہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں، نیز کتنے حروف مطبقہ اور کتنے صرف مستعلیہ ہیں؟

جواب:حروفِ مستعلیہ سات ہیں **(ا)**ص **(۲)**ض **(۳)**ط **(۴)**ظ **(۵)**خ **(۶)**غ **(۷)**ق۔پہلے والے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں اور آخیر کے تین صرف مستعلیہ ہیں۔

سوال:(۴۴)۔اِصَّبَرَ کون سے باب سے ہے اس کی اصل کیا ہے،نیز اسے کتنے طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں پوری تفصیل بیان کریں؟

جواب: اِصَّبَرَ باب افتعال سے ہے اس کی اصل اِصْتَبَرَ ہے۔اسے دو طریقوں ادغام اِصَّبَّرَ اور عدم ادغام اِصْطَبَرَ سے پڑھنا درست ہے (ا) اِصَّبَرَ اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس کی اصل اِصْتَبَرَ ہے اولاً تاے افتعال کو طاء سے بدلا اِصْطَبَرَ ہوا اب صاد اور طاء دونوں مستعلیہ مطبقہ ہوگیے ،استعلاء اور اطباق کی طرف نظر کرتے ہوئے طاء کو صاد سے بدل کر صاد کا صاد میں ادغام کردیا اِصَّبَرَ ہوگیا۔(۲) اِصْطَبَرَ عدم ادغام پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ صاد اور طاء ذات کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں لہذا عدم ادغام بھی درست ہے۔

سوال:(۴۵)۔سِتٌّ کی اصل کیا ہے اس میں ادغام کیسے ہوا وجہ بھی بیان کریں؟

جواب:سِتٌّ کی اصل سِدْسٌ ہے آخری سین کو تاء سے بدل دیا کیوں کہ سین مہموسہ میں سے تاء کے قریب ہے اب سِدْتٌ ہوگیا اب دال اور تاء جمع ہوئے اور ان میں سے تاء مہموسہ میں سے ہے اور دال مجہورہ میں سے ہے دونوں میں تضاد ہے لہذا دال کو تاء سے مخرج میں قرب کی وجہ سے بدل دیا سِتْتٌ ہوگیا پھر تاء کا تاء میں ادغام کردیا سِتٌّ ہوگیا۔

سوال:(۴۶)۔اِصَّبَرَ میں اِطَّبَرَ کی لغت درست ہے یا نہیں،اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: اِطَّبَرَ جائز نہیں ہے اولاً اس کی اصل اِصْطَبَرَ بنائی جائے پھر صاد کو طاء بنا کر طاء میں ادغام کریں کیوں کہ صاد امتداد صوت میں تاء سے عظیم ہے لہذا لازم آئے گا بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھنا اس لیے یہ صورت ممتنع ہے۔

سوال:(۴۷)۔اِصَّبَرَ میں فکِ ادغام (یعنی ادغام نہ کرنا) کیسے ہوتا ہے،نیز یہ درست ہے کہ نہیں،اگر درست ہے تو کیوں؟

جواب: اِصَّبَرَ میں اِصْطَبَرَ فک ادغام بھی پڑھ سکتے ہیں کیوں کہ صاد اور طاء ذات کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں۔

سوال:(۴۸)۔اِضَّرَب کی اصل کیا ہے اس میں کتنے طریقے درست اور کتنے عدم درست ہیں؟

جواب: اِضَّرَب کی اصل اِضْتَرَب ہے اس میں دو طریقے اِضَّرَب ادغام اور اِضْطَرَب عدم ادغام درست ہیں **(۱)** اِضَّرَب اصل میں اِضْتَرَب تھا تاء کو ضاد سے بدلا اور ضاد میں ادغام کردیا اِضَّرَب ہوگیا **(۲)** فک ادغام اِضْطَرَب اوّلاً اِضْتَرَب تھا تاء کو طا سے بدل دیا اِضْطَرَب ہوگیا۔**(۳)** تیسرا طریقہ اِطَّرَب درست نہیں ہے جب اس کی اصل اِضطَرَب ہوگی تو ضاد کو طا کریں گے اور یہ درست نہیں ہے کیوں کہ ضاد میں استطالت ہے جو دوسروں میں نہیں ہے اور ضاد کو فضیلت حاصل ہے اس کا دوسرے میں ادغام کرنے کی صورت میں فضیلت فوت ہوجائے گی اس لیے اِطَّرَب درست نہیں ہے۔

سوال:(۴۹)۔اِطَّبَرَ کی اصل کیا ہے، نیز یہ لغت درست ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو کیوں ؟

جواب: اِطَّبَرَ کی اصل اِصْطَبَرَ ہے نیز یہ لغت درست نہیں ہے یعنی صَاد کو طاء کرکے پھر طاء کا طاء میں ادغام کرنا جائز نہیں کیوں کہ صاد طاء سے بڑی ہے تو لازم آئے گا کہ بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھنا لہذا اِطَّبَرَ پڑھنا درست نہیں ہے۔

سوال:(۵۰)۔اِطَّلَبَ کی اصل کیا ہے اور ادغام کیسے ہوا؟

جواب: اِطَّلَبَ کی اصل اِطْتَلَبَ ہے تاء کو طا سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کردیا اِطَّلَبَ ہوگیا۔

سوال:(۵۱)۔اِظَّلَمَ کی اصل کیا ہے، اور اس میں کتنے طریقے درست ہیں اور کیوں؟

جواب: اِظَّلَمَ کی اصل اِظْتَلَمَ ہے اس میں تین طریقے درست ہیں **(۱)** ادغام (طاء کو ظاء کرکے ظاء کا ظاء میں ادغام) اِظَّلَمَ **(۲)** ادغام (ظاء کو طاء کرکے طاء کا طاء میں ادغام) :اِطَّلَمَ ۔**(۳)** فک ادغام اِظْطَلَمَ کیوں کہ اِظَّلَمَ کی اصل اِظْتَلَمَ ہے تاء کو طا سے بدلا تو

اب ظاء اور طاء دونوں صفت کے اعتبار سے برابر ہوگئے لہذا طاء کو ظاء کرکے ادغام کردیا اِظَّلَمَ ہوگیا۔اِطَّلَمَ کی اصل اِطْتَلَمَ ہے اولاً تاء کو ظاء سے بدلا تواب ظاء اور طاء دونوں صفت کے اعتبار سے برابر ہوگئے لہذا ظاء کوطاء کرکے ادغام کردیااِطَّلَمَ ہوگیا۔اِظْطَلَمَ کی اصل اِظْتَلَمَ ہے تو تاے افتعال کو طاء سے بدل دیا جو مخرج کے اعتبار سے موافق ہیں اِظطَلَمَ ہوگیا۔

سوال:(۵۲)۔اِتَّقَدَ کون سے باب سے ہے اور اس کی اصل کیا ہے؟

جواب: اِتَّقَدَ باب افتعال سے ہے اس کی اصل اِوْ تَقَدَ ہے واوَ کو تاء سے بدل دیاکیوں کہ دونوں مخرج کے اعتبار سے قریب ہیں پھر تاء کا تاء میں ادغام کردیااِتَّقَدَ ہوگیا۔

سوال:(۵۳)۔اِتَّقَدَ میں واوَ کو تاء سے کیوں بدل دیااگر نہ بدلتے توکیا خرابی لازم آتی؟

جواب: اتَّقَدَ میں واوَ کو تاء سے نہ بدلتے تو واوَ یاء ہوجاتا کیوں واوَ سے پہلے کسرہ ہے اور کسرہ یاء کو چاہتا ہے لہذا ایک ہی فعل کا یائی اور واوی ہونالازم آتا جب ماضی معروف بناتے تواِیْتَقَدَ یائی پڑھتے اور جب مجہول بناتے تواُوْ تُقِدَ واوی پڑھتے ،نیزیاء سے بدلتے تو لگا تا ر تین کسرے جمع ہوجاتے جیسے اِیْتَقَدَ میں ہمزہ پر کسرہ ہے اور یاء خود دو کسروں کے قائم مقام ہے اس لیے واوَ کویاء سے نہ بدل کر تاء سے بدلا تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

سوال:(۵۴)۔اِتَّسَرَ کی اصل کیا ہے اس میں یا کو تاء سے کیوں بدل دیا،اگر ایسے ہی چھوڑ دیتے توکیا خرابی لازم آتی؟

جواب: اِتَّسَرَ کی اصل اِیْتَسَرَ ہے اس میں یاء کو تاء سے اس لیے بدلا تاکہ ماضی میں لگاتار تین کسرے اور مصدر میں چار کسرے جمع نہ ہوں کیوں کہ ہمزہ پر ایک کسرہ ہے اور یاء کو تاء سے نہ بدلتے تو یاء خود دو کسروں سے مرکب ہے تو اس طرح ماضی اِیْتَسَرَ میں تین کسرے جمع ہوجاتے ،اور مصدر اِیْتِسَارًا ہوتا تو ہمزہ پر ایک کسرہ اور یاء دو کسروں کے قائم مقام تین کسرے ہوئے اور یاء کے فورا بعد ایک اور کسرہ ہے اس طرح مصدر میں چار کسرے جمع

ہوجاتے جوناپسندیدہ ہے اس لیے ان خرابیوں کی وجہ سے یاء کو تاء سے بدل دیا تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے لہذا اِتَّسَرَ اِتِّسَارًا ہوگیا۔

سوال:(۵۵)۔اِتَّسَرَ کی طرح اِیْتَکَلَ ہے پھر بھی اس میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب:ادغام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ حرف مادہ کا ہو جیسے اِتَّسَرَ کے مادہ یسر میں یاء ہے اور اِیْتَکَلَ میں یاء لازم اور اصلی نہیں ہے بلکہ اِیْتَکَلَ کی اصل اِءْتَکَلَ ہے اس میں یا ہمزہ سے بدل کر آئی ہے جب آپ اس فعل کو ثلاثی بنائیں گے تو یاء ہمزہ ہوجائے گی اور مادہ اَکَلَ آئے گا اس وجہ سے اِیْتَکَلَ میں یاء ہونے کے باوجود تاء میں ادغام نہیں کیا کیوں کہ یاء اصلی نہیں ہے۔

سوال:(۵۶)۔وہ کتنے حروف ہیں جو باب افتعال کی تاء کے بعد واقع ہوں تو تاے افتعال میں ان کا ادغام جائز ہے سب کی مثالیں بھی پیش کریں؟

جواب: وہ نو حروف ہیں جو باب افتعال کی تاء کے بعد واقع ہوں تو ادغام جائز ہے وہ نو حروف یہ ہیں :(۱)ت(۲)د(۳)ذ(۴)ز(۵)س(۶)ص (۷) ض (۸) ط(۹) ظ۔ ہر ایک کی مثال یہ ہے:(۱)یَقِتِّلُ (۲) یَبَدِّلُ (۳) یَعَذِّرُ (۴) یَنَزِّعُ (۵) یَسِّمُ (۶) یَخَصِّمُ (۷) یَنَضِّلُ (۸)یَطِّرُ(۹)یَنَظِّمُ۔

سوال:(۵۷)۔یَبَدِّلُ وغیرہ جیسی ساری مثالیں مضارع میں ادغام کی ہیں تو کیا ماضی میں ادغام نہیں ہوگا،اگر نہیں ہوگا تو کیوں؟

جواب: یَبَدِّلُ وغیرہ جیسی مثالوں میں جو ادغام ہوا ہے وہ ادغام ماضی میں بعض صرفیوں کے نزدیک جائز نہیں ہے کیوں کہ اگر ان کی ماضی میں ادغام کریں تو باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئے گا قَتَّلَ ماضی کا صَرَّفَ تفعیل سے التباس ہوجائے گا جیسے اِقْتَتَلَ میں جب ادغام کریں تو تاء کی حرکت نقل کر کے کاف کو دیدیں اور ہمزہ کو اب بے نیازی کی وجہ سے حذف کردیں پھر تاء کا تاء میں ادغام کردیں تو اب قَتَّلَ ہوا اور اس صورت میں باب تفعیل کی

ماضی سے التباس لازم آئے گا۔اور بعض کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں فا کے کسرہ کے ساتھ بھی جائز ہے جیسے خِصَّمَ کہ اس کی اصل اِخْتَصَمَ ہے جب ادغام کرنا چاہا تو تاے افتعال کو ساکن کر دیا تو اب دو ساکن خ اور ت جمع ہوئے اور جب ساکن کو حرکت دیتے ہیں تو کسرہ کی دیتے ہیں لہذا خاء کو کسرہ دیا اور تاء کو صاد بنا کر صاد میں ادغام کر دیا اِخِصَّمَ ہو گیا اب ہمزہ کی ضرورت نہ رہی لہذا ہمزہ گر گیا خِصَّمَ ہو گیا۔

سوال:(۵۸)۔خَصَّمَ کی اصل کیا ہے اس میں ماضی کتنے طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں اور کیوں؟

جواب: خَصَّمَ کی اصل اِخْتَصَمَ ہے ماضی کو تین طریقے سے پڑھ سکتے ہیں (۱)خِصَّمَ فاء کے کسرہ کے ساتھ کیوں کہ جب ادغام کا ارادہ کیا تو تاے افتعال کو ساکن کیا اور دو ساکن جمع ہوئے اور ساکن کو جب حرکت دیتے ہیں تو کسرہ کی حرکت دیتے ہیں لہذا خاء کو کسرہ دیا گیا۔(۲)اِخِّصَمَ خا کے کسرہ اور ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ کیوں کہ خاء کو کسرہ ہمزہ کے تابع کر کے دیا گیا۔(۳)خَصَّمَ خا کے فتحہ کے ساتھ میم کی اتباع میں پڑھ سکتے ہیں کیوں کہ میم پر فتحہ ہے اس لیے خاء کو فتحہ دیدیا۔

سوال:(۵۹)۔ اِخْتَصَمَ ،خَصَّمَ کا مضارع کس طرح آئے گا اور اس کے اسم فاعل میں کتنی لغتیں درست ہیں، نیز مصدر کس طرح آئے گا؟

جواب: اِخْتَصَمَ کا مضارع فا کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ اِخِّصَّمَ اور اِخَّصَمَ آئے گا جبکہ خَصَّمَ کا مضارع فا کے فتحہ کے ساتھ یَخَصِّمُ آئے گا۔اور اس کے اسم فاعل میں تین لغتیں مُخُصِّمُوْنَ ،مُخَصِّمُوْنَ مُخِصِّمُوْنَ درست ہیں یعنی خا کو تینوں حرکتوں سے پڑھ سکتے ہیں۔اور مصدر بھی تین طرح خِصَّامًا ،خَصَّامًا،اِخِّصَّامًا پڑھ سکتے ہیں۔

سوال:(۶۰)۔اِطَّهَرَ اور اِثَّاقَلَ کی اصل کیا ہے اس میں ادغام کا پورا طریقہ بیان کریں؟

جواب: اِطَّهَرَ اصل میں تَطَهَّرَ تھا اور اِثَّاقَلَ اصل میں تَثَاقَلَ تھا پہلی مثال میں تا کو طا سے بدل کر طا میں ادغام کر دیا طَّهَّرَ ہوا اب ساکن سے ابتدا نہیں ہو سکتی اس لیے ہمزہ وصل لے آئے اِطَّهَّرَ ہو گیا اور دوسری مثال میں تاء کو ثاء سے بدل دیا پھر ثاء کا ثاء میں ادغام کر دیا ثَّاقَلَ ہو گیا اب ساکن سے ابتداء نہیں ہو سکتی تھی اس لیے ہمزہ وصل لے آئے اِثَّاقَلَ ہو گیا۔

سوال:(۶۱)۔اِسْتَطْعَمَ میں ادغام درست ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو کونسی صورت درست ہے؟

جواب:اِسْتَطْعَمَ میں تائے استفعال کا طاء میں تحقیقًا اور تقدیرًا ادغام درست نہیں ہے، ہاں تائے استفعال کو حذف کر سکتے ہیں جیسے اِسْطَاعَ يَسْطِيْعُ پڑھیں جو اصل میں اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ تھے جیسا کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں تو تخفیفًا ایک کو حذف کر دیتے ہیں جیسے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلِلْتُ تھا ایک لام کو تخفیفًا حذف کر دیا۔

سوال:(۶۲)۔تحقیقًا اور تقدیرًا کا مطلب کیا ہے؟

جواب:تحقیقًا کا مطلب ہے کہ ساکن حرف نظر آئے جیسے اِسْتَطْعَمَ میں طاء ساکن تحقیقًا ہے نظر آ رہی ہے۔اور تقدیرًا کا مطلب ہے کہ جو سکون پوشیدہ ہو اصل نکالنے سے معلوم ہو جیسے اِسْتَدَانَ میں دال بظاہر یہاں متحرک ہے لیکن اصل میں ساکن ہے کیوں کہ اِسْتَدَانَ کی اصل اِسْتَدْيَنَ ہے تو یاء کی حرکت دال کو دیدی اور ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا اِسْتَدَانَ ہو گیا۔

سوال:(٦٣)۔اَسْطَاعَ جب ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو کونسے باب سے آئے گا،اور سین اصلی ہوگی یا زائد

جواب: :اَسْطَاعَ جب ہمزہ کے ساتھ پڑھا جائے تو باب افعال سے ہوگا اور اس وقت سین زائد ہوگی جیسا کہ اَهْرَاقَ میں هَا زائد ہے۔

اَلبَابُ الثَّالِثُ فِی المَهْمُوْزِ

وَلَا یُقَالُ لَہٗ: صَحِیْحٌ لِصَیرُوْرَۃِ ھَمْزَتِہٖ حَرْفَ العِلَّۃِ فِی التَّلْیِیْنِ وَھُوَیَجِیُٔ عَلٰی ثَلَاثَۃِ أَضْرُبٍ: مَھْمُوْزُ الفَاءِ نَحْوُ: أَخَذَ، وَالعَینِ نَحْوُ: سَأَلَ، وَاللَّامِ نَحْوُ: قَرَأَ. وَحُکْمُ الھَمْزَۃِ کَحُکْمِ الحَرْفِ الصَّحِیْحِ إِلَّا أَنَّھَاقَدْ تُخُفِّفَ بِالقَلْبِ وَجَعْلِھَا بَینَ بَینَ أَیْ: بَینَ مَخْرَجِھَا وَبَینَ مَخْرَجِ الحَرْفِ الَّتِیْ مِنْہُ حَرْکَتُھَا وَالحَذْفِ، أَلْأَوَّلُ یَکُوْنُ إِذَا کَانَتْ سَاکِنَۃً مُتَحَرِّکًا مَاقَبْلَھَا فَقُلِبَتِ الھَمْزَۃُ بِشَیءٍ یُوَافِقُ لِلّیِنِ عَرِیْکَۃُالسَّاکِنَۃِ وَإِسْتِدْعَاءِمَاقَبْلَھَانَحْوُ: رَاسٍ وَلُومٍ وَبِیرٍ

تیسراباب مھموزکے بیان میں:

ترجمہ: مہموز کو صحیح نہیں کہا جاتا ضعیف ہونے میں مہموز کے ہمزہ کا حرف علت سے بدل جانے کی وجہ سے، اور مہموز تین قسموں پر آتا ہے (۱) مہموز الفا جیسے اَخَذَ، (۲) مہموز العین جیسے سَأَلَ، (۳) مہموز اللام جیسے قَرَاَ، اور ہمزہ کا حکم حرف صحیح کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ کبھی ہمزہ کو بدل کر تخفیف کی جاتی ہے، اور کبھی ہمزہ کو بین بین کر کے تخفیف کی جاتی ہے، یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف کے مخرج جس کی حرکت اس سے ہو، کے درمیان پڑھنا، اور کبھی ہمزہ کو حذف کر کے تخفیف کی جاتی ہے، (۱) پہلا یعنی قلب اس وقت ہوگا جب ہمزہ ساکن ہو اور ہمزہ کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو اس چیز سے بدل دیں گے جو ہمزہ کے ماقبل کے موافق ہو، ہمزہ ساکنہ کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کے ماقبل کے چاہنے کی وجہ سے، جیسے رَاسٌ اور لُوْمٌ اور بِیْرٌ۔

وَالثَّانِیْ یَکُوْنُ إِذَا کَانَتْ مُتَحَرِّکَۃً وَمُتَحَرِّکًا مَاقَبْلَھَا فَلَا تُقْلَبُ بَلْ یُجْعَلُ بَینَ بَینَ لِقُوَّۃِ عَرِیْکَتِھَا نَحْوُ: سَأَلَ وَلَؤُمَ وَسُئِلَ إِلَّا إِذَا کَانَتْ مَفْتُوْحَۃً وَمَا قَبْلَھَامَکْسُوْرَۃً أَوْ مَضْمُوْمَۃً فَتُجْعَلُ یَاءً أَوْ وَاوًا نَحْوُ: مِیَرٌ وَ جُوَنٌ؛ لِأَنَّ الفَتْحَۃَ کَالسُّکُوْنِ فِیْ حَقِّ اللِّینِ فَتُقْلَبُ کَمَا فِی السُّکُوْنِ، فَإِنْ قِیْلَ: لِمَ لَا

تُقْلَبُ فِيْ سَأَلَ وَهَمْزَتُهٗ مَفْتُوْحَةٌ ضَعِيْفَةٌ ؟ قُلْنَا: فَتْحُهَا صَارَتْ قَوِيَّةً لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا، وَنَحْوُ: لَا هَنَاكِ الْمُرْتِعُ شَاذٌّ

ترجمہ: (۲) اور دوسرا یعنی بین بین اس وقت ہوگا جب ہمزہ متحرک ہو، اور ہمزہ کا ماقبل بھی متحرک ہو تو ہمزہ کو نہیں بدلیں گے، بلکہ ہمزہ کو بین بین بنائیں گے ہمزہ کی طبیعت کے قوی ہونے کی وجہ سے جیسے سَاَلَ، لَؤُمَ اور سُئِلَ۔ مگر جب ہمزہ مفتوح اور ہمزہ کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو ہمزہ کو یا، یا واو بنا دیتے ہیں جیسے مِیَرٌ اور جُوَنٌ، اس لیے کہ فتحہ لین کے حق میں سکون کی طرح ہے، پس ہمزہ کو بدل دیا جاتا ہے جیسے کہ سکون میں، پس اگر کہا جائے کہ سَاَلَ میں کیوں نہیں بدلا گیا، حالاں کہ اس کا ہمزہ مفتوحہ ضعیفہ ہے؟ پس ہم کہیں گے کہ ہمزہ کا فتحہ ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے ہمزہ قوی ہو گیا ہے، اور لَا هَنَاكِ الْمَرْتِعُ کے جیسے شاذ ہے۔

وَالثَّالِثُ: يَكُوْنُ إِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً سَاكِنًا مَاقَبْلَهَا وَلٰكِنْ تَلِينُ فِيْهِ أَوَّلًا لِلِينِ عَرِيْكَتِهَا لِمُجَاوَرَةِ السَّاكِنِ مَا قَبْلَهَا ثُمَّ يُحْذَفُ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ ثُمَّ أُعْطِيَ حَرْكَتُهَا لِمَا قَبْلَهَا إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفًا صَحِيْحًا أَوْ وَاوًا أَوْ يَاءً اَصْلِيَتَيْنِ اَوْ مَزِيْدَتَيْنِ لِمَعْنىً نَحْوُ مَسَلَةٍ أَصْلُهٗ: مَسْئَلَةٌ وَ مَلَكٌ أَصْلُهٗ: مَلأَكٌ مِنَ الْأُلُوْكَةِ وَهِيَ الرِّسَالَةِ، وَالأَحْمَرُ يَجُوْزُ فِيْهِ لَحْمَرُ؛ لِأَنَ الأَلِفَ أُجْتُلِبَتْ لِأَجْلِ سُكُوْنِ اللَّامِ وَقَدْ إِنْعَدَمَ وَيَجُوْزُ فِيْهِ أَلَحْمَرُ لِطُرُوِّ حَرْكَةِ اللَّامِ، وَجَيَلٌ وَحَوَبَةٌ وَأَبُوَ يُوْبَ وَ يَغْزُوَخَاهُ وَ يَرْمِى بَاهُ وَ إِبْتَغِى مْرَأَةً وَيَجُوْزُ تَحْمِيْلُ الحَرْكَةِ عَلىٰ حُرُوْفِ العِلَّةِ فِيْ هٰذِهِ المَوَاضِعِ نَظْرًا لِقُوَّتِهَا وَطُرُوِّ الحَرْكَةِ

ترجمہ: (۳) اور تیسرا یعنی ہمزہ کو حذف کرنا اس وقت ہوگا جب ہمزہ متحرک ہو اور ہمزہ کا ماقبل ساکن ہو، اور لیکن پہلے اس میں لین کیا جائے گا ہمزہ کے ماقبل ساکن حرف کے پڑوسی کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت کے ضعف کی وجہ سے، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو

حذف کر دیا جائے گا، پھر ہمزہ کی حرکت ہمزہ کے ماقبل کو دے دیا گیا، (پس یہ قاعدہ اس وقت لگے گا) جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہو یا 'واو'، یا 'یا' اصلی ہو، (اور اگر 'واو'، یا 'یا' اصلی نہ ہو تو) کسی معنی کے لیے زیادہ کیے گئے ہوں جیسے مَسَلَةٌ کہ اس کی اصل مَسْئَلَةٌ ہے، اور جیسے مَلَكٌ، کہ اس کی اصل مَلْئَكٌ ہے کہ یہ اَلْاَلُوْكَةُ سے ماخوذ ہے اور یہ رسالہ (خط) کے معنی میں ہے، اور اَلْاَحْمَرُ اس میں لَحْمَرُ بھی جائز ہے، اس لیے کہ پہلا الف، لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے لایا گیا تھا، (لہٰذا اب لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے) لام کا سکون منعدم ہو گیا، اور اس میں اَلَحْمَرُ بھی جائز ہے لام کی حرکت کے نرم ہونے کی وجہ سے، اور جَيَلٌ و حَوَبَةٌ و اَبُوَ يُوْبَ و يَغْزُوَخَاهُ و يَرْمِىَ بَاهُ و اِبْتَغِىَ مْرَءَ ةً ان جگہوں میں حرکت کی نرمی اور حرف علت کے قوی ہونے کی جانب نظر کرتے ہوئے حروف علت کو حرکت دینا جائز ہے۔

وَإِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفُ لِينٍ مَزِ يْدًا نُظِرَ،فَإِنْ كَانَ يَاءً أَوْ وَاوًا مَدَّتَينِ أَوْمَا تَشَابَهَ الـمَدَّةَ كَيَاءِ التَّصْغِيرِ جُعِلَتْ مِثْلَ مَاقَبْلَهَا ثُمَّ أُدْغِمَ فِي الآخِرِ؛لِأَنَّ نَقْلَ الحَرْكَةِ إِلىٰ هٰذِهِ الأَشْيَاءِ يُفْضِيْ إِلىٰ تَحْمِيْلِ الضَّعِيْفِ عَلَى الضَّعِيْفِ فَيُدْغَمُ نَحْوُ: خَطِيَّةٍ وَمَقْرُوَّةٍ وأُفَيِّسٍ.

ترجمہ: اور جب ہمزہ کا ماقبل حرف لین زائدہ ہو تو نظر کیا جائے گا، پس اگر وہ حرف لین یا، یا واو مدہ ہوں یا پھر کوئی ایسا حرف ہو کہ جو مدہ کے مشابہ ہو جیسے یاے تصغیر، تو اس کو اس کے ماقبل کی مثل بنایا گیا پھر آخر میں ادغام کیا گیا، اس لیے کہ ان چیزوں کی طرف حرکت کا نقل کرنا، ضعیف کو حرکت برداشت کرنے کے طرف پہنچا دیتا ہے، پس ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِيَّةٌ و مَقْرُوَّةٌ وَ اُفَيِّسٌ۔

فَإِنْ قِيْلَ: يَلْزَمُ تَحْمِيْلُ الضَّعِيْفِ أَيْضًا فِي الإِدْغَامِ وَهِىَ اليَاءُ الثَّانِيَةُ ؟ قُلْنَا : اَليُاءُ الثَّانِيَةُ أَصْلِيَّةٌ فَلَا تَكُوْنُ ضَعِيْفَةً كَيَاءِ جَيَلٌ وَ يَاءِ (يَرْمِىَ بَاهُ)وَإِنْ كَانَ

أَلِفًا تُجْعَلُ بَينَ بَينَ؛لِأَنَّ الأَلِفَ لَا تَحْمِلُ الحَرْكَةَ وَ الإِدْغَامَ نَحْوُ:سَائِلٍ وَقَائِلٍ وَإِذَا إِجْتَمَعَتْ هَمْزَتَانِ وَكَانَتِ الأَوْلىٰ مَفْتُوْحَةً وَالثَّانِيَةُ سَاكِنَةً تُقْلَبُ الثَّانِيَةُ أَلِفًا نَحْوُ:آجرَ وآدَمَ وَ إِذَا كَانَتِ الأُوْلىٰ مَضْمُوْمَةً تُقْلَبُ الثَّانِيَةُ وَاوًا نَحْوُ: أُوْجِرَ وَ أُوْدِمَ وَإِذَا كَانَتِ الأُوْلىٰ مَكْسُوْرَةً تُقْلَبُ الثَّانِيَةُ يَاءً نَحْوُ:إِيْسِرْ إِلَّا فِىْ أَيِمَّةٍ جُعِلَتْ هَمْزَتُهَا أَلِفًا كَمَا فِىْ اٰجرَثُمَّ جُعِلَتْ يَاءً وَكُسِرَتْ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَينِ وَعِنْدَ الكُوْفِيِّينَ لَا تُقْلَبُ بِالأَلِفِ حَتّٰى لَايَلْزَمَ إِجْتِمَاعُ السَّاكِنَينِ وَقُرِئَ عِنْدَهُمْ (أَئِمَةُالكُفْرِ)بِالهَمْزَتَينِ

ترجمه: پس اگر کہا جائے کہ ادغام کرنے کی صورت میں بھی ضعیف کا برداشت کرنا لازم آرہاہے، اور وہ دوسری یا ہے ؟تو ہم نے کہادوسری یااصلی ہے پس یاضعیف نہ رہی جیسے کہ جَيَلٌ کی یا،یَرْمِی بَاهُ کی یا،اور اگر (ہمزہ کا ماقبل) الف ہو،توبین بین بنایا جائے گا،اس لیے کہ الف حرکت اور ادغام کوبرداشت نہیں کرتا جیسے سَائِلٌ اور قَائِلٌ،اور جب دو ہمزہ جمع ہوجائیں اور ان میں سے پہلا مفتوح ہو اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا جائے گا جیسے آجَرَ اور آدَمَ،اور جب پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا جائے گا جیسے اُوْجِرَ اور اُوْدِمَ،اور جب پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل دیا جائے گا جیسے اِیْسِرْ ،مگر اَئِمَّةٌ میں،کہ اس کے دوسرے ہمزہ کو الف بنایا گیا جیسے آجَرَ میں،پھر اس الف کو یا بنایا گیا اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس یا کو کسرہ دیا گیا،اور کوفیین کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے،اور کوفیین کے نزدیک اَئِمَّةُ الْكُفْرِ دو ہمزہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

فَإِنْ قِيْلَ:إِجْتِمَاعُ السَّاكِنَينِ فِىْ حَدِّهِمَا جَائِزٌ فَلِمَ لَايَجُوْزُ فِىْ آمَّةٍ؟ قُلْنَا :اَلأَلِفُ فِىْ آمَّةٍ لَيْسَتْ بِمَدَّةٍ فَكَيْفَ يَكُوْنُ إِجْتِمَاعُ السَّاكِنَينِ فِىْ حَدِّهِمَا؟وَأَما كُلْ وَخُذْ وَمُرْفَشَاذٌّ وَهٰذَا إِذَا كَانَتَا فِىْ كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ آمَّۃٌ میں اجتماع ساکنین فی حدّہما ہے تو کیوں جائز نہیں ہے؟ تو ہم نے کہا آمَّۃٌ میں الف مدہ کی نہیں ہے تو کیسے یہ اجتماع ساکنین فی حدّہما ہو سکتا ہے؟ اور رہا کُلْ وَ خُذْ وَ مُرْ تو یہ شاذ ہے، اور یہ (جو قاعدہ بیان ہوا اس وقت لگے گا) جب دونوں ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں۔

وَإِذَا كَانَتَا فِيْ كَلِمَتَيْنِ تُخَفَّفُ الثَّانِيَةُ عِنْدَ الخَلِيْلِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا [محمد :١٨/٤٧]وَعِنْدَ أَهْلِ الحِجَازِ تُخَفَّفُ كِلَاهُمَا مَعًا وَعِنْدَ بَعْضِ العَرَبِ يُقْحَمُ بَيْنَهُمَا أَلِفٌ لِلفَصْلِ نَحْوُ :ءَاءَنْتَ ظَبِيَّةٌ أَمْ أُمُّ سَالِمٍ،وَلَا تُخَفَّفُ الهَمْزَةُ فِيْ أَوَّلِ الكَلِمَةِ لِقُوَّةِ المُتَكَلِّمِ فِي الإِبْتِدَاءِ وَتَخْفِيْفُهَا بِالحَذْفِ فِيْ نَاسٍ أَصْلُهُ:أُنَاسٌ شَاذٌّ وَكَذَالِكَ فِيْ:اَللهِ،أَصْلُهُ:إِلَاهٌ فَحَذَفُوْا الهَمْزَةَ فَصَارَ لَاهٌ ثُمَّ أَدْخَلُوْا عَلَيْهِ الأَلِفَ وَاللَّامَ فَصَارَ اللَّاهُ ثُمَّ أُدْغِمَ اللَّامُ فِي اللَّامِ فَصَارَ : أَللهُ وَ قِيْلَ:أَصْلُهُ:أَلْ إِلٰهُ فَحُذِفَتِ الهَمْزَةُ فَنُقِلَتْ حَرْكَةُ الهَمْزَةِ إِلَى اللَّامِ فَصَارَ: أَلِلَاهُ ثُمَّ أُدْغِمَ اللَّامُ فِي اللَّامِ فَصَارَ :أَللهُ

ترجمہ: اور جب دو ہمزہ دو کلمہ میں ہو تو خلیل کے نزدیک دوسرے ہمزہ کی تخفیف کی جائے گی جیسے اللہ تعالی کا قول: "فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا" (محمد: ۱۸، ۴۷) (کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں) اور اہل حجاز کے نزدیک دونوں ہمزہ کی تخفیف ایک ساتھ کی جائے گی، اور بعض اہل عرب کے نزدیک ان دونوں ہمزوں کے درمیان فصل کے لیے الف کو داخل کیا جائے گا جیسے ءَ اَنْتِ ظَبِيَّةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ، اور ابتدا میں متکلّم کی قوت کی وجہ سے کلمہ کے شروع میں ہمزہ کی تخفیف نہیں کی جائے گی، اور نَاسٌ میں ہمزہ کی تخفیف حذف کے ذریعہ کرنا شاذ ہے کہ اس کی اصل اُنَاسٌ ہے، اور ایسے ہی اسم جلالت اَللہ میں کہ اس کی اصل اِلَاہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو لَاہٌ ہو گیا پھر اس پر الف لام داخل کیا گیا تو اَلْلَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا گیا تو اَللہ ُ ہو گیا، اور کہا گیا ہے کہ اسم جلالت میں اَللہ کی اصل

اَلْ اِلَاهُ ہے، پس دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور دوسرے ہمزہ کی حرکت کو لام کی جانب نقل کر دیا گیا تو اَلْلَاهُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا گیا اَللّٰهُ ہو گیا۔

كَمَا يُقَالُ: فِيْ يَرَى أَصْلُهٗ: يَرْأَيُ فَقُلِبَتِ اليَاءُ أَلِفًا لِفَتْحَةِ مَاقَبْلِهَا ثُمَّ لِيْنَتِ الهَمْزَةُ فَاجْتَمَعَ ثَلَاثُ سَوَاكِنَ فَحُذِفَ الأَلِفُ وَأُعْطِى حَرْكَتُهَا لِلرَّاءِ فَصَارَ يَرَى وَهٰذَا التَّخْفِيْفُ وَاجِبٌ فِيْ يَرَى دُوْنَ أَخَوَاتِهٖ لِكَثْرَةِ الإِسْتِعْمَالِ مَعَ إِجْتِمَاعِ حَرْفِ عِلَّةٍ بِالهَمْزَةِ فِي الفِعْلِ الثَّقِيْلِ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجِبُ يَنٰى فِيْ يَنْأَىُ وَ يَسَلُ فِيْ يَسْأَلُ وَمُرًى فِيْ مُرْأَيٍ

ترجمہ: جیسا کہ کہا گیا ہے یَرٰی میں کہ اس کی اصل یَرْءَ یُ ہے پس یاء کو ما قبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف کر دیا گیا پھر ہمزہ کو لین (ساکن) کر دیا گیا تو تین ساکن حرف کا اجتماع ہوا تو الف کو حذف کر دیا گیا اور الف کی حرکت را کو دی گئی تو یَرٰی ہو گیا، اور یہ تخفیف کرنا یَرٰی میں کثرت استعمال کی وجہ سے واجب ہے نہ کہ اس کے اخوات میں، فعل ثقیل میں ہمزہ کے ساتھ حرف علت کے جمع ہونے کے باوجود، اور اسی وجہ سے یَنْأَیُ میں یَنٰی اور یَسْأَلُ میں یَسَلُ اور مُرْأَیٌ میں مُرًی واجب نہیں ہے یعنی ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے شرط کے مفقود ہونے کی بنا پر۔

وَتَقُوْلُ فِي إِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ رَأَى رَأَيَا رَأَوْا رَأَتْ رَأَتَا رَأَيْنَ إلخ .وَإِعْلَالُ اليَاءِ سَيَجِيئُ فِي النَّاقِصِ، المُسْتَقْبِلِ: يَرٰى يَرَ يَانِ يَرَوْنَ تَرٰى تَرَ يَانِ يَرَ يْنَ تَرٰى تَرَ يَانِ تَرَوْنَ تَرَ يْنَ تَرَ يَانِ تَرَ يْنَ أَرٰى نَرٰى وَحُكْمُ يَرَوْنَ كَحُكْمِ يَرٰى وَلٰكِنْ حُذِفَ الأَلِفُ الَّذِىْ فِيْ يَرَوْنَ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ: بِوَاوِ الجَمْعِ، وَ حَرْكَةُ يَاءِ يَرَ يَانِ طَارِ يَةٌ وَلَا تُقْلَبُ أَلِفًا؛لِأَنَّهٗ لَوْ قُلِبَتْ يَجْتَمِعُ السَّاكِنَانِ ثُمَّ يُحْذَفُ أَحَدُهُمَا فَيَلْتَبِسُ بِالوَاحِدِ فِيْ مِثْلِ لَنْ يَرٰى وَ أَنْ يَرٰى

ترجمہ: اور آپ ضمائر کو الحاق کرنے میں کہیں رَأیٰ رَأَیَا رَأَوْا رَأَتْ رَأَتَا رَأَیْنَ آخر تک، اور یا کی تعلیل عنقریب ناقص کے باب میں آئے گی ان شاء اللہ عزوجل، اور آپ مستقبل میں کہیں یَریٰ یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَریٰ تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَریٰ تَرَیَانِ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیَانِ تَرَیْنَ اَریٰ نَریٰ اور یَرَوْن کا حکم یَریٰ کے حکم کی طرح ہے، اور لیکن اس الف کو حذف کیا گیا ہے جو یَرَوْنَ میں ہے جمع کی واو کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے، اور یَرَیَانِ کے یا کی حرکت عارضی ہے لہذا اس یا کو الف سے نہیں بدلا جائے گا اس لیے کہ اگر یا کو الف سے بدل دیا گیا تو دو ساکن حرف جمع ہو جائیں گے پھر ان دونوں میں سے ایک کو حذف کیا جائے گا تو لَنْ یَّریٰ اور اَنْ یَّریٰ کی مثل میں واحد کے ساتھ التباس رکھے گا۔

وَأَصْلُ تَرَیْنَ: تَرْأَیِیْنَ عَلٰی وَزْنِ تَفْعَلِیْنَ فَحُذِفَتِ الهَمْزَةُ ثُمَّ نُقِلَ حَرْكَةُ الهَمْزَةِ إِلَى الرَّاءِ كَمَا فِيْ تَرٰى فَصَارَ تَرَيِيْنَ ثُمَّ جُعِلَتِ اليَاءُ أَلِفًا لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ تَرَايْنَ ثُمَّ حُذِفَتِ الأَلِفُ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فَصَارَ تَرَیْنَ وَسُوِّیَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَمْعِهٖ وَاكْتُفِيَ بِالفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ كَمَا فِيْ تَرْمِيْنَ وَسَيَجِيْءُ فِي النَّاقِصِ، وَإِذَا أُدْخِلَتِ النُّوْنُ الثَّقِيْلَةِ فِي الشَّرْطِ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: (فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ البَشَرِ أَحَدًا)[مَرْيَمُ:٢٦/١٩] حُذِفَتِ النُّوْنُ عَنْهُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ وَكُسِرَتْ يَاءُ التَّانِيْثُ حَتّٰى يَطَّرِدَ بِجَمِيْعِ نُوْنَاتِ التَّاكِيْدِ كَمَا فِيْ إِخْشَيِنَّ وَسَيَجِيْءُ تَمَامُهُ فِيْ بَابِ اللَّفِيْفِ.

ترجمہ: اور تَرَیْنَ کی اصل تَرْأَیِیْنَ تفعلین کے وزن پر ہے، پس ہمزہ کو حذف کیا گیا پھر ہمزہ کی حرکت را کی جانب نقل کیا گیا، جیسے کہ تَریٰ میں تو تَرَیِیْنَ ہو گیا، پھر یا کو الف بنایا گیا ما قبل فتحہ کی وجہ سے تو تَرَایْنَ ہو گیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا تو تَرَیْنَ ہو گیا، اس کے اور اس کے جمع کے درمیان تقدیری فرق پر اکتفا کیا گیا جیسے کہ

تَرْمِيْنَ میں، اور اس کا بیان عنقریب ناقص کے باب میں آئے گا ان شاء اللہ عزّ وجلّ، اور جب شرط میں نون ثقیلہ کو داخل کیا گیا جیسے کہ اللہ عزّ وجلّ کے قول میں "فَإِمَّا تَرَ يِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً" (مریم:۲۶،۱۹۔) (پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے) پس علامت جزمی کی وجہ سے نون اعرابی کو اس سے حذف کر دیا گیا اور یاے تانیث کو کسرہ دیا گیا تاکہ تاکید کے تمام نونوں کے موافق ہو جائے جیسے کہ اِخْشَيِنَّ میں، اور اس کی تمام مثالیں عنقریب لفیف کے باب میں آئیں گی، ان شاء اللہ عزوجل۔

اَلأَمْرُ: رَ، رَ يَا، رَوْا رَىْ، رَ يَا، رَ يْنَ .وَلَا تُجْعَلُ اليَاءُ أَلِفًا فِيْ رَ يَا تَبْعًا لِ(يَرَ يَانِ) وَيَجُوْزُ بِهَاءِ الوَقْفِ مِثْلُ رَهْ فَحُذِفَتْ هَمْزَتُهُ كَمَا فِيْ تَرٰى ثُمَّ حُذِفَتِ اليَاءُ لِأَجْلِ السُّكُوْنِ وَ بِالنُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ رَ يَنَّ رَ يَانِّ رَوُنَّ رَ يِنَّ رَ يَانِّ رَ يْنَانِّ وَيَجِيئُ بِاليَاءِ فِيْ رَ يِنَّ لِإِنْعِدَامِ السُّكُوْنِ كَمَا فِيْ إِرْمِيِنَّ وَلَمْ تُحْذَفْ وَاوُ الجَمْعِ فِيْ رَوُنَّ لِعَدْمِ ضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا بِخِلَافِ أُغْزُنَّ وَإِرْمِنَّ وَ بِالنُّوْنِ الخَفِيْفَةِ رَ يَنْ رَوُنْ رَ يِنْ

ترجمہ: فعلِ امر: رَ، رَ يَا، رَوْا، رَىْ، رَ يَا، رَ يْنَ، اور رَ يَا میں یا کو الف نہیں بنایا گیا تَرَ يَانِ کی اتباع میں، اور جائز ہے ہا کے ساتھ وقف کرنا رَهْ کے مثل میں، پس اس کے ہمزہ کو حذف کیا گیا جیسے کہ تَرىٰ میں، پھر یا کو سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا، اور نون ثقیلہ کے ساتھ رَ يَنَّ، رَ يَانِّ، رَوُنَّ، رَ يِنَّ، رَ يَانِّ، رَ يْنَانِّ اور سکون کے منعدم ہونے کی وجہ سے رَ يِنَّ میں یا کے ساتھ آتا ہے جیسے کہ اِرْمِيِنَّ میں اور رَوُنَّ میں واو کے ماقبل ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے واوِ جمع کو حذف نہیں کیا گیا، بر خلاف اُغْزُنَّ اور اِرْمِنَّ کے، اور نون خفیفہ کے ساتھ رَ يَنْ، رَوُنْ، رَ يِنْ۔

وَالفَاعِلُ: رَاءٍ الخ. وَلَا تُحْذَفُ هَمْزَتُهُ لِمَا يَجِيئُ فِيْ المَفْعُوْلِ وَقِيْلَ: لَا تُحْذَفُ؛ لِأَنَّ مَا قَبْلَهَا أَلِفٌ وَالأَلِفُ لَا تَقْبَلُ الحَرَكَةَ وَلٰكِنْ يَجُوْزُلَكَ أَنْ

تَجْعَلَ بَينَ بَيْنَ كَمَا فِيْ سَأَلَ يَسْأَلُ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا أَرٰى يُرِيْ إِرَاءَةً وَالمَفْعُوْلُ:مَرْءِيٌّ....الخ أَصْلُهٗ: مَرْءُوْيٌ فَأُعِلَّ كَمَا فِيْ مَهْدِيٍّ وَلَا يَجِبُ حَذْفُ الهَمْزَةِ؛لِأَنَّ وُجُوْبَ حَذْفِ الهَمْزَةِ فِيْ فِعْلِهٖ غَيْرُ قِيَاسِيٍّ كَمَا مَرَّ فَلَا يَسْتَتْبِعُ المَفْعُوْلَ وَغَيْرَهٗ وَتُحْذَفُ فِيْ نَحْوِ:مُرًى لِكَثْرَةِ مُسْتَتْبِعِهٖ وَهُوَأَرٰى يُرِيْ وَأَخَوَاتُهِمَا،وَالمَوْضِعُ مَرْأًى وَالآلَةُ: مِرْأًى وَإِذَاحُذِفَتِ الهَمْزَةُ فِيْ هٰذِهِ الأَشْيَاءِ يَجُوْزُ بِالقِيَاسِ عَلٰى نَظَائِرِهَا إِلَّا أَنَّهٗ غَيْرُ مُسْتَعْمَلٍ.
اَلمَجْهُوْلُ: رُءِيَ يُرٰى

ترجمہ: اور اسم فاعل رَاءٍ آتا ہے، اور اسم فاعل کے ہمزہ کو حذف نہیں کیا گیا اس وجہ سے جو اسم مفعول میں آیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اسم فاعل کے ہمزہ کو اس لیے نہیں حذف کیا گیا کہ اس کے ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا، لیکن آپ کے لیے بین بین بنانا جائز ہے جیسے کہ سَأَلَ يَسْأَلُ میں، اور اسی پر اَرٰی یُرِیْ اِرَاءَۃً کو قیاس کیجیے، اور اسم مفعول مَرْءِیٌّ آتا ہے، اس کی اصل مَرْءُوْیٌ ہے، پس اس میں تعلیل کی گئی جیسے مَهْدِیٌّ میں تعلیل کی گئی ہے، اور اسم مفعول میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے اس لیے کہ اس کے فعل میں ہمزہ کو حذف کرنے کا وجوب غیر قیاسی ہے (پس غیر قیاسی پر کسی کو قیاس کرنا درست نہیں) جیسے کہ گزرا، پس اسم مفعول اور اس کے علاوہ کی اتباع نہیں کی جائے گی، اور مُرىً کے جیسے میں ہمزہ کو حذف کیا جائے گا اس کے کثرت سے تتبع کی وجہ سے، اور وہ اَرٰی، یُرِیْ اور ان دونوں کے اخوات (امر و نہی) ہیں، اور اسم ظرف مَرْأًی آتا ہے اور اسم آلہ مِرْأًی آتا ہے، اور جب ان اشیا میں ہمزہ کو حذف کیا گیا تو جائز ہے ان کے نظائر پر قیاس کرتے ہوئے، مگر یہ (ان میں ہمزہ کو حذف کرنا) غیر مستعمل ہے، مجہول رُئِيَ اور یُرٰی آخر تک۔

اَلمَهْمُوْزُ الفَاءُ يَجِيئُ مِنْ خَمْسَةِ أَبْوَابٍ، نَحْوُ:أَخَذَ يَأْخُذُ وَأَدَبَ يَأْدِبُ وَأَهَبَ يَأْهَبُ وَأَرِجَ يَأْرَجُ وَأَسُلَ يَأْسُلُ وَالمَهْمُوْزُالعَينُ يَجِيءُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَبْوابٍ، نَحْوُ:رَأَى يَرَى وَ يَئِسَ يَيْئَسُ وَلَؤُمَ يَلْؤُمُ.وَالمهْمُوْزُاللَّامُ يَجِيءُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَبْوَابٍ،نَحْوُ هَنَأَ يَهْنِأُ وَ سَبَأَ يَسْبَأُ وَ صَدِئَ يَصْدَئُ وَ جَزُؤَ يَجْزُؤُ.

ترجمہ: مہموز الفا پانچ ابواب سے آتا ہے (۱) أَخَذَ يَأْخُذُ (۲) أَدَبَ يَأْدِبُ (۳) أَهَبَ يَأهَبُ (۴) أَرِجَ يَأْرَجُ (۵) أَسُلَ يَأسُلُ (ائ،ن،ض،ف، س، ک)، اور مہموز العین تین ابواب سے آتا ہے جیسے (۱) رَأَى يَرىٰ (۲) يَئِسَ يَيْئَسُ (۳) لَؤُمَ يَلْؤُمُ، (یعنی ف،س،ک)،اور مہموز اللام چار ابواب سے آتا ہے جیسے (۱) هَنَأَ يَهْنِئُ (۲) سَبَأَ يَسْبَأُ (۳) صَدِيءَ يَصْدَأُ (۴) جَزُؤَ يَجْزُؤُ، (یعنی ض،ف،س، ک)۔

لَا يَجِيءُ فِي المُضَاعَفِ إِلَّامَهْمُوْزُالفَاءِ،نَحْوُ:أَنَّ يَئِنُّ وَلَا تَقَعُ الهَمْزَةُ مَوْضِعَ حُرُوْفِ العِلَّةِ وَمِنْ ثَمَّ لَايَجِيءُ فِي المثَالِ إِلَّامَهْمُوْزُالعَينِ وَاللَّامِ نَحْوُ:وَأَدَ وَوَجَأَوَفِي الأَجْوَفِ إِلَّامَهْمُوْزُالفَاءِ وَاللَّامِ نَحْوُ:أَنَ وَجَاءَ وَ فِي النَّاقِصِ إِلَّا مَهْمُوْزُ الفَاءِ وَالعَينِ،نَحْوُ:أَبِيَ وَرَأَى وَفِي اللَّفِيْفِ المَفْرُوْنِ إِلّا مَهْمُوْزُ العَينِ، نَحْوُ:وَأَى وَفِي المَقْرُوْنِ إِلَّامَهْمُوْزُالفَاءِ،نَحْوُ:أَوَى.

ترجمہ: اور مہموز مضاعف میں نہیں آتا، مگر مہموز الفا جیسے أَنَّ يَئِنُّ اور ہمزہ حروف علت کی جگہ نہیں آتا اور اسی وجہ سے مثال میں نہیں آتا، مگر مہموز العین اور مہموز اللام جیسے وَأَدَ و وَجَأَ، اوراجوف میں نہیں آتا مگر مہموز الفااور اللام جیسے أنَ و جاءَ اور ناقص میں نہیں آتا مگر مہموز الفا اور العین جیسے أَبِيَ ورَأىٰ اور لفیف مفروق میں نہیں آتا مگر مہموز العین جیسے وَأَى اور لفیف مقرون میں نہیں آتا مگر مہموز الفا جیسے أوىٰ.

وَتُكْتَبُ الهَمْزَةُ فِي الأَوَّلِ عَلىٰ صُورَةِ الأَلِفِ فِيْ كُلِّ الأَحْوَالِ، نَحْوُ: أَبٍ وَأُمٍّ وَإِبْلٍ لِخِفَّةِ الأَلِفِ وَقُوّةِ الكَاتِبِ عِنْدَ الإِبْتِدَاءِ عَلىٰ وَضْعِ الحَرَكَاتِ وَفِي الوَسْطِ إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً عَلىٰ وَفْقِ حَرْكَةِ مَا قَبْلَهَا، نَحْوُ: رَأسٍ وَلُؤْمٍ وَذِئْبٍ لِلْمُشَاكَلَةِ وَإِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً تُكْتَبُ عَلىٰ وَفْقِ حَرْكَةِ نَفْسِهَا حَتّٰى تُعْلَمَ حَرْكَتُهَا، نَحْوُ: سَأَلَ وَلَؤُمَ وَسَئِمَ وَإِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً فِيْ آخِرِ الكَلِمَةِ تُكْتَبُ عَلىٰ وَفْقِ حَرْكَةِ مَا قَبْلَهَا لَا عَلىٰ وَفْقِ حَرْكَةِ نَفْسِهَا؛ لِأَنَّ الحَرْكَةَ الطَّرَفِيَّةَ عَارِضِيَّةٌ، نَحْوُ: قَرَأَوَطَرُؤَوَفَتِيءَ وَإِذَا كَانَتْ مَا قَبْلَهَا سَاكِنًا لَا تُكْتَبُ عَلىٰ صُوْرَةِ شَيءٍ لِطُرُوِّ حَرَكَتِهَا وَعَدَمِ حَرَكَةِ مَا قَبْلَهَا، نَحْوُ: خَبْءٍ وَ دَفْءٍوَ بَرْءٍ.

ترجمہ: اور شروع میں ہمزہ تمام احوال میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے اَبٌ وَ اُمٌّ وَ اِبِلٌ، الف کی خفت اور حرکات کے وضع کرنے پر ابتدا کے وقت کاتب کی قوت کی وجہ سے، اور وسط میں جب ہمزہ ساکن ہو اپنے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا جیسے رَأسٌ وَ لُؤمٌ و ذِئبٌ مشاکلت کی وجہ سے، اور جب ہمزہ متحرک ہو تو اپنی حرکت کے موافق لکھا جائے گا تاکہ ہمزہ کی حرکت جان لی جائے جیسے سَألَ وَ لَؤُمَ و سَئِمَ ، اور جب ہمزہ کلمہ کے آخر میں متحرک ہو تو ہمزہ کے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا نہ کہ ہمزہ کی اپنی حرکت کے موافق، اس لیے کہ کنارے کی حرکت عارضی ہوتی ہے جیسے قَرَأَ و طَرُءَ و فَتِیَ اور جب ہمزہ کا ماقبل ساکن ہو تو کسی چیز کی صورت پر نہیں لکھا جائے گا ہمزہ کی حرکت کے عارضی ہونے اور ہمزہ کے ماقبل کی حرکت نہ ہونے کی وجہ سے جیسے خَبْءٍ وَ دَفْءٍ وَ بَرْءٍ.

الباب الثالث فی المهموز

مہموز کا بیان

سوال:(۱)۔ مہموز میں تمام حروف صحیح ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

جواب: بعض اوقات ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لیے اسے صحیح نہیں کہا جاتا جسے آمَنَ، أُوْمِنَ، اِیْمَانًا کہ اصل میں أأمَنْ، أُؤْمِنَ، اِئْمَانَا تھا۔

سوال:(۲)۔ مہموز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں نیز ہمزہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس کی تین قسمیں ہیں (۱) مہموز فاء جیسے أَخَذَ۔ (۲) مہموز عین جیسے سَألَ (۳) مہموز لام جیسے قَرَءَ ۔ ہمزہ کا حکم وہی ہے جو حروفِ صحیح کا ہے کیوں کہ یہ بھی حرف صحیح ہے اس میں وہی تصرفات ہوں گے جو حروفِ صحیح میں ہوتے ہیں البتہ اس کی سختی یعنی مخرج میں آواز کے بند ہوجانے کی وجہ سے اس میں تخفیف پائی جاتی ہے۔

سوال:(۳)۔ ہمزہ میں تخفیف کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: ہمزہ میں تخفیف کی تین صورتیں ہیں (۱)۔ قلب یعنی ہمزہ کو حرف علت سے بدل دینا۔ جیسے: آمَنَ، أُوْمِنَ، اِیْمَانًا: (۲)۔ بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان ہمزہ کو پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہے یعنی ہمزہ پر فتحہ ہوگا تو ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے جیسے سَأَلَ۔ اسی طرح ہمزہ پر اگر ضمہ ہے تو ہمزہ کو اس کے مخرج اور واؤ کے مخرج درمیان پڑھیں گے جیسے: لَؤُمَ ۔ اگر ہمزہ پر کسرہ ہے تو ہمزہ کو اس کے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے جیسے: سَئِمَ۔ (۳)۔ حذف۔ جیسے: قَدَفْلَحَ .یَرْمِیَخَاهُ.

سوال:(۴)۔قلب کب ہوگا؟

جواب: جب ہمزہ ساکن ہو اور اُس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو پہلے حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلیں گے "رَاسٌ،بِیْرٌ، لُوْمٌ ،بُوْسٌ جواصل میں رَأْسٌ بِئْرٌ لُؤْمٌ اوربُؤْسٌ تھے۔

سوال:(۵)۔یہاں ہمزہ کو حرف علت سے بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چوں کہ ساکن حرف کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے اور ماقبل چاہتا ہے کہ اسے پنے موافق کرلیا جائے تو اُسے ماقبل کی حرکت کے موافق بنادیتے ہیں۔

سوال:(٦)۔بین بین کب ہوگا۔

جواب: جب ہمزہ متحرک ہو اور اُس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو چوں کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں قوت پائی جاتی ہے لہٰذا حرف علت سے بدلنے کی بجائے اسے بین بین کے طریقے پر پڑھیں گے جیسے سَأَلَ،لَؤُمَ،سُئِلَ۔

سوال:(۷)۔کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اُسے حرف علت سے بدل دیا جائے؟

جواب: ہاں جب ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو مکسور کی صورت میں یاء سے جیسے مِیَرٌ کہ اصل میں مِئَرٌ تھا اور مضموم کی صورت میں ضمہ سے جیسے: جُوَنٌ کہ اصل میں جُؤَنٌ تھا بدل دیا جاتا ہے اس لیے کہ فتحہ نرمی کے حق میں سکون کی طرح ہے تو جس طرح سکون کی صورت میں بدل جاتا ہے ایسے ہی فتحہ کی صورت میں بھی بدل دیا جائے گا۔

سوال:(۸)۔سَأَلَ میں ہمزہ مفتوح ہے اور سکون کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حرفِ علت سے بدلنا چاہیے تھا نہ بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چوں کہ ہمزہ سے پہلا حرف بھی مفتوح ہے لہٰذا یہ اپنے ہم جنس سے مل کر قوی ہوجائے گا۔

سوال:(۹)۔"لَا هَنَاكِ المَرْتَعُ (یہاں تیری چراگاہ نہیں ہے)میں "هَنَا" اصل میں هَنَأَ تھا اور یہ ہمزہ مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح ہے چاہیے تو یہ تھا کہ سَأَلَ کی طرح ہمزہ کو الف سے نہ بدلا جاتا یہاں حرف علت سے بدل دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:اصل قاعدہ تو وہی ہے جو ذکر ہوا لیکن یہ بدلنا شاذ ہے۔

سوال:(۱۰)۔ہمزہ کو کب حذف کرتے ہیں؟

جواب:جب ہمزہ متحرک ہو اور اس سے پہلا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کو حذف کردیں گے لیکن اس طرح کہ پہلے ہمزہ کو ساکن کریں گے ساکن کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حرف کی مجاورت کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں ضعف آگیا لہذا اسے ساکن کردیں گے اب اجتماع ساکنین لازم آنے کی وجہ سے ہمزہ حذف کردیا جائے گا اور وہ حرکت جو ہمزہ سے حذف ہوگئی تھی ماقبل کو دی جائے گی۔

سوال:(۱۱)۔ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینے کی وجہ کیا ہے کوئی دوسری حرکت بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب:یہ حرکت اس لیے دی گئی تاکہ ہمزہ محذوفہ پر دلالت کرے۔

سوال:(۱۲)۔کیا ہر جگہ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے یا مخصوص صیغوں میں ایسا ہوتا ہے؟

جواب:یہ اس صورت میں ہوگا جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہو یا "واؤ" اور "یاء" اصلی ہوں یا "واؤ" اور "یاء" کسی معنی کے لیے زائد ہوں محض وزن کے لیے زائد نہ ہوں۔صحیح کی مثال مَسَلَةٌ اصل میں مَسْئَلَةٌ تھا اور مَلَكٌ اصل میں "مَلْئَكٌ" تھا "مَلْئَكٌ اُلُوْكَةٌ" سے بنا ہے اس کا معنی رسالہ ہے مَلْئَكٌ اصل میں مَئْلَكٌ تھا قلب کرتے ہوئے لام کو ہمزہ کی جگہ اور ہمزہ کو لام کی جگہ لے آئے مَلئَكٌ ہوگیا۔اب ہمزہ کی حرکت لام کو دیدی ہمزہ کو گرادیا تو مَلَكٌ ہوگیا۔اَلأَحْمَرُ میں دوسرے ہمزہ کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے

ہمزہ کو گرادیں گے اب دو صورتیں ہوجائیں گی یا تو لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو بھی گرادیں گے لَحْمَرُ پڑھیں گے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ لام کی حرکت عارضی ہے ۔پہلے ہمزہ کو نہیں گرائیں گے اور اَلَحْمَرُ پڑھیں گے ،واو اور تا کی مثالیں جَیَلٌ . حَوَبَةٌ اَبُوَ يُّوْب يَرمِيَ بَاهُ اصل میں ''حَيْئَلٌ حَوْئَبَةٌ اَبُوْ اَيُّوْب يَرْمِيْ أَبَاهُ'' تھا۔

سوال:(۱۳)۔آپ نے تخفیف کے لیے ہمزہ کو گرایا لیکن حروف علت کو متحرک کردیا حالاں کہ حروف علت کو تخفیف کے لیے ساکن کیا جاتا ہے۔

جواب: ان مقامات پر حروف علت کو متحرک کرنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ قوی ہونے کی وجہ سے حرکت کو برداشت کرسکتے ہیں نیز یہ حرکت دائمی نہیں عارضی ہے۔

فائدہ: جب ہمزہ متحرک سے پہلے حرف لین زائد ہو یعنی نہ تو وہ اصلی ہو اور نہ زائد لمعنیٰ الحاق کے لیے ہو تو دیکھیں گے ۔اگر یاء اور واؤ مدہ ہیں یا مدہ کے مشابہ ہیں جیسا کہ یائے تصغیر حرف مدہ کے مشابہ ہوتی ہے تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس کرکے ادغام کردیا جائے گا جیسے خَطِيَّةٌ اصل میں خَطِيْئَةٌ تھا مَقْرُوَّةٌ ،اُفَيِّسٌ اصل میں مَقْرُوْءَةٌ ،اُفَيْئِسٌ تھے۔

سوال:(۱۴)۔ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف علت کو دینا اور ہمزہ کو گرادینا کیوں اختیار نہیں کیا گیا؟

جواب: اگر ہمزہ کی حرکت نقل کرکے حرف علت کو دی جاتی تو ضعیف کو حرکت دینا لازم آتا ۔

سوال:(۱۵)۔ضعیف پر حرکت اب بھی لازم آرہی ہے کیوں کہ ادغام کی صورت میں یائے ثانی اور واؤ ثانی متحرک ہوں گے حالاں کہ حرف علت ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہیں ؟

جواب: چوں کہ یائے ثانی اور واؤ ثانی حرفِ اصلی یعنی ہمزہ سے بدلے ہوئے ہیں اس لیے یہ اصلی کہلاتے ہیں اور اصلی ہونے کی صورت میں ضعیف نہیں کہلاتے ،جیساکہ جَيَلٌ اور يَرْمِيَ بَاهُ کی یاء اصلی ہے اور اس پر حرکت آرہی ہے۔

فائدہ:اگر ہمزہ متحرکہ سے پہلے الف ہو تو وہاں بین بین کیا جائے گا کیوں کہ الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا لہذا ہمزہ کی حرکت الف کو دے کر ہمزہ کو گرادیں یا ہمزہ کو الف سے بدل کر ادغام کردیں، یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیوں کہ ادغام کی صورت میں بھی حرکت الف پر آئے گی لہذا بین بین کرکے پڑھیں گے جیساکہ قَائِلٌ ،سَائِلٌ .

سوال:(۱۶)۔مصنف نے دو مثالیں کیوں دیں حالانکہ ایک مثال کے ذریعہ ممثل لہ کی وضاحت ہورہی ہے؟

جواب: مصنف نے دو مثالیں اس لیے دیں تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہوجائے کہ یہ بین بین کا قاعدہ ہمزہ اصلی اور ہمزہ مبدل دونوں میں جاری ہوگا۔

سوال:(۱۷)۔اگر دو ہمزے جمع ہوں تو کیا کریں گے ؟

جواب:اگر دو ہمزے جمع ہوں اور اُن میں سے پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیں گے جیسے آجَرَ اور آدَمَ اصل میں أأجَرَ اور أأدَمَ تھے اگر پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے أُوْجِرَ اور أُوْدِمَ کہ اصل میں أُأجِرَ اور أُأْدِمَ اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلیں گے جیسے اِيْسَرَ جو اصل میں اِإْسَرَ تھا۔

سوال: (۱۸)۔ ہمزہ ساکن سے پہلے متحرک ہمزہ کی صورت میں دوسرا ہمزہ الف سے بدلتا ہے، لیکن اَئِمَّةٌ میں یہ صورت کیوں اختیار نہیں کی گئی؟

جواب: دوسرے ہمزہ کو الف سے تو بدلا جاتا ہے لیکن پھر اس الف کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ اس طرح اَیِمَّةٌ بن جاتا ہے اصل میں یہ لفظ اَئْمِمَةٌ تھا پہلے میم کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر الف کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو کسرہ دے دیا کیوں کہ یاء بھی ساکن اور میم مدغم بھی ساکن ہے اب اَیِمَّةٌ ہو گیا یہ نظریہ بصریوں کا ہے۔ کوفیوں کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا (تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے) بلکہ میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کا میم میں ادغام کریں گے اور دونوں ہمزوں کو برقرار رکھتے ہوئے اَئِمَّةٌ پڑھیں گے۔

سوال: (۱۹)۔ آپ نے اجتماع ساکنین کی وجہ سے اَئِمَّةٌ کے دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا لیکن یہاں اجتماع ساکنین جائز ہے، کیوں کہ یہ اجتماع ساکنین "في حدھما" ہے یعنی پہلا ساکن مدہ اور دوسرا مدغم ہے لہذا دوسرے کو الف سے بدلنا چاہیے تھا۔

جواب: یہاں ہمزہ جو الف سے بدل جاتا اور آمَّةٌ ہو جاتا، اس صورت میں یہ الف مدّہ نہیں ہے کیوں کہ الف مدہ یا تو کسی حرف سے بدلا ہوا نہیں ہوتا یا واؤ اور یاء سے بدلا ہوتا ہے لہذا یہ اجتماع ساکنین فی حدھما نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال: (۲۰)۔ "کُلْ، خُذْ، مُر" جو اصل میں أُءکُلْ، أُءخُذْ، أُءمُرْ تھے۔ یہاں قانون کے مطابق ہمزہ کو واؤ سے بدلنا اور اُوْکُلْ اُوْخُذْ اُوْمُرْ پڑھنا چاہیے تھا لیکن آپ نے دونوں ہمزوں کو کس قانون کے تحت گرا دیا؟

جواب: دونوں ہمزوں کو گرانا یہ شاذ ہے۔

سوال:(۲۱)۔ یہ قواعد اس صورت سے متعلق ہیں جب دونوں ہمزے ایک کلمہ میں ہوں اگر وہ دو کلموں میں ہوں تو کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا؟

جواب: اگر دونوں ہمزے دو کلموں میں ہوں یعنی ایک ہمزہ پہلے کلمہ کے آخر میں اور دوسرا ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو یہاں تین طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ۔(۱)۔دوسرے ہمزہ کو گرادیں گے ۔جیسے قَدْ جَاءَ شْرَاطُهَا جو اصل میں قَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا تھا یہ خلیل کا مذہب ہے۔

(۲)۔ دونوں ہمزوں کو گرادیں گے جیسے قَدْ جَاشَرَاطُهَا یہ اہل حجاز کا مسلک ہے۔

(۳)۔دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل لائیں گے جیسے ءَاَنْتَ ظَبِيَةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ میں شروع میں پائے جانے والے دونوں ہمزوں کے درمیان الف پڑھا جائے گا البتہ لکھنے میں نہیں آئے گا۔کیوں کہ تین الف کا جمع ہونا مکروہ ہے۔

فائدہ: کلمہ کے شروع میں پائے جانے والے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیوں کہ ابتدا میں متکلّم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہذا تخفیف کی ضرورت نہ ہوگی۔

سوال:(۲۲)۔ آپ کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیوں کہ اُنَاسٌ کے شروع سے ہمزہ کو حذف کرکے نَاسٌ پڑھتے ہیں؟

جواب: یہ شاذ ہے۔اسی طرح لفظ اللہ کے شروع کا ہمزہ بطور شاذ حذف کیا گیا ہے کیوں کہ یہ اصل میں اِلَاهٌ تھا حذف ہمزہ کے بعد لَاهٌ رہ گیا پھر الف لام داخل کیا تو اَلْلَاهُ ہوگیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو "اَللّٰهُ" ہوگیا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک شروع سے ہمزہ گرایا ہی نہیں گیا کیوں کہ اصل "اَلْ اِلٰهُ" تھا دوسرا ہمزہ گرادیا اور اس کی حرکت لام کو دی اَلِلَاهُ ہوگیا ،اب لام کا لام میں ادغام کیا تو "اَللّٰهُ" ہوگیا۔

"اَلْ اِلٰهُ" میں ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے يَرَيٖ میں جو اصل میں يَرْءَيُ تھا ہمزہ کی حرکت را کو دے دی۔

سوال:(۲۳)۔"یَرِي" اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کس صورت میں ہوئی؟

جواب: یَرِي اصل میں یَرْءَيُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کو ساکن کردیا اب تین ساکن اکٹھے ہوگئے (۱)۔راء (۲)ہمزہ (۳)الف۔ہمزہ کو گرادیا اب اجتماع ساکنین ہوا الف اور را کے درمیان لہذا ہمزہ والی حرکت راء کو دیدی یَرِي ہوگیا۔

سوال:(۲۴)۔"یَرِي"میں دو تعلیلیں ہوئیں۔حذف اور بدل یہ توالی اعلالین (یعنی پے درپے دو تعلیلیں ہونا) کہلاتا ہے جو منع ہے؟

جواب: یہاں خلاف قیاس توالیٔ اعلالین کو جائز قرار دیا گیا اور یہ شاذ ہے لیکن اس کے باوجود فصیح ہے کیوں کہ شاذ فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

سوال:(۲۵)۔اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا اور بعد میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اس کا الٹ ہوجاتا تو کیا حرج تھا؟

جواب: چوں کہ یاء طرف میں واقع تھی اور طرف میں اعلال پہلے ہوتا ہے اور اگر یہ اعلال پہلے نہ ہوتا اور ہمزہ کو پہلے حذف کردیا جاتا تو اب یاء کو الف سے نہیں بدلا جاسکتا تھا کیوں کہ اب یاء کا ماقبل ساکن ہوتا مفتوح نہ ہوتا یَرِي میں یہ تخفیف واجب ہے کیوں کہ یہ صیغہ کثیر الاستعمال ہے لیکن اس کے دوسرے ہم جنس صیغوں مثلاً رَأَيَ وغیرہ میں تخفیف واجب نہیں ہے کیوں کہ ان کا استعمال زیادہ نہیں ہے حالاں کہ وہاں تخفیف کا سبب پایا جاتا ہے یعنی حرف علت اور ہمزہ کا فعلِ ثقیل میں جمع ہونا۔

سوال:(۲۶)۔کوئی ایسی مثالیں بتائیں جہاں ان شرائط کے باوجود محض کثرت استعمال نہ ہونے کی وجہ سے ہمزے کا حذف واجب نہیں؟

جواب: یَنأَيُ یَسْئَلُ اور مِرْأَيٌ میں حرف علت اور ہمزہ جمع ہیں لیکن حذف واجب نہیں۔

سوال:(۲۷)۔"یَرَوْنَ"میں تعلیل کی صورت کیا ہے؟

جواب:"یَرَوْنَ"کا بھی حکم یَرَي کی طرح ہے یعنی یَرَوْنَ اصل میں یَرْءَیُوْنَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا اور ہمزہ کو ساکن کرکے گرادیا اور اس کی حرکت را کو دیدی لیکن یاء سے بدلا ہوا الف گرادیا جائے گا کیوں کہ الف اور واؤ دو ساکن جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔البتہ یَرَي میں جو الف یاء سے بدل کر آیا ہے وہ حذف نہیں ہوگا۔

سوال:(۲۸)۔"یَرَ یَانِ"میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہذا اسے الف سے بدلنا چاہیے تھا تو کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب:یاء کی حرکت عارضی ہے۔نیز اگر اسے الف سے بدل دیا جائے تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا یعنی تثنیہ کا الف اور یاء سے بدلا ہوا الف جمع ہوجائیں گے اور یہ دونوں ساکن ہوں گے اور جب اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو گرادیا جائے تو نفی تاکید بلن اور حرف جزم داخل ہونے کی وجہ سے واحد کے صیغے سے التباس لازم آئے گا۔لہذا تثنیہ کے صیغے سے یاء کو حذف نہیں کریں گے۔

سوال:(۲۹)۔تَرَ یْنَ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کیسے ہوئی؟

جواب: "تَرَ یْنَ"صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْئَیِیْنَ تھا۔ہمزہ کو ساکن کرکے گرادیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی۔تَرَ یِیْنَ ہوگیا۔اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا تو الف اور یاء دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے الف کو گرادیا تَرَ یْنَ ہوگیا۔

سوال:(۳۰)۔واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں فرق کیسے ہوگا؟

جواب: بظاہر واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لیے تَرَ یْنَ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں تقدیری فرق ہے کیوں کہ واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں نون

اعرابی ہے اور جمع مؤنث حاضر میں نون ضمیر کا ہے ۔اسی طرح تَرَ یْنَ کی یاء واحد مؤنث حاضر کی ضمیر ہے جبکہ جمع مؤنث حاضر میں یہ یاء اصلی ہے شرط کے موقع پر جب "تَرَ یْنَ" کے آخر میں نون ثقلیہ داخل کیا جائے تو علامتِ جزم کے طور پر نون اعرابی گر جائے گا اور یاء تانیث کو کسرہ دیا جائے گا تاکہ ہر قسم کے نون تاکید کے ساتھ اس کی موافقت ہوجائے جیساکہ اِخْشَیِنَّ میں یاء کو کسرہ دیا گیا۔ مثال فَإِمَّا تَرَ یِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا .

سوال:(۳۱)۔ رَ یَا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہذا یاء کو الف سے بدلنا چاہیے تھا کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب: چوں کہ رَ یَا تَرَ یَانِ کے تابع ہے اور تَرَ یَانِ میں یاء کو الف سے نہیں بدلا گیا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے لہذا "رَ یَا" میں بھی الف سے نہیں بدلا گیا واحد مذکر حاضر امر کا صیغہ "رَ" اِرْءَيِ سے بنتا ہے سکون کی وجہ سے یاء کو گرادیا۔ اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو بھی حذف کردیا راء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا ہمزہ بھی گرادیا تو "رَ" بن گیا۔

سوال:(۳۲)۔ یَرِي سے امر کیا آئے گا؟

جواب: یَرِي سے امر رَ آئے گا۔

سوال:(۳۳)۔ رَ کو کسی اور طریقے سے بھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں: رَهْ ہائے وقف کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

نوٹ: امر بانون ثقیلہ میں یاء واپس آجائے گی کیوں کہ سکون باقی نہیں رہے گا جیسے رَ یَنَّ ۔

سوال:(۳۴)۔ بانون ثقیلہ یا خفیفہ کی صورت میں جمع کی واو بھی گر جاتی ہے رَ وُنَّ میں کیوں نہیں گرائی گئی ہے؟

جواب: یہ واو اس وقت گرتی ہے جب اس سے پہلے ضمہ ہو جیسے اُغْزُوُنَّ اور اِرْمُوُنَّ سے واؤ کو گرا کر اُغْزُنَّ اور اِرْمُنَّ پڑھتے ہیں۔

سوال:(۳۵)۔اسم فاعل رَاءٍ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

جواب: چوں کہ اس کے فعل یَرٰي میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر محض اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا لہذا اسم فاعل ،اسم مفعول اور اسمِ آلہ اور اسمِ مکان وغیرہ میں اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔

بعض نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس کا ماقبل الف ہے اور وہ حرکت کو قبول نہیں کرتا البتہ اسے سَأَلَ یَسأَلُ کی طرح بین بین کرکے پڑھ سکتے ہیں۔

نوٹ:ہمزہ کے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب کہلاتا ہے۔

سوال:(۳۶)۔اسم مفعول مَرْءِيٌّ کی تعلیل واضح کریں اور ہمزہ کو حذف نہ کرنے کی وجہ لکھیں؟

جواب:اسم مفعول اصل میں مَرْءُوِيٌ تھا،واؤ اور یاء جمع ہوئے ان میں پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْءُيٌّ ہوگیا اب یاء کی مناسبت سے ہمزہ کو کسرہ دیا تو مَرْءِيٌّ ہوگیا۔

یہاں ہمزہ کو حذف نہ کرنے (یعنی حذف واجب نہ ہونے)کی وجہ وہی ہے جو اسم فاعل کے ضمن میں ذکر کی گئی کہ چوں کہ اس کے فعل میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر حذف کیا گیا،لہذا یہاں بطور وجوب نہیں حذف نہیں کیا جاتا۔

سوال:(۳۷)۔جب رَاءٍ اسم فاعل میں ہمزہ حذف نہیں ہوا تو مُرِيً جو اصل میں مُرْءِيٌ تھا میں ہمزہ کو کیوں حذف کیا گیا؟

جواب:اس لیے کہ اس کی ماضی اور مضارع وغیرہ سب میں ہمزہ حذف کیا گیا لہذا وہ اسے بھی اپنے پیچھے لائے جبکہ مجرد (رُؤْيَةٌ) کے اسم مفعول میں ہمزہ اس لیے حذف نہیں کیا گیا

کہ وہاں صرف مضارع میں ہمزہ حذف ہوا تھا گویا اس میں اسم مفعول کو اپنے پیچھے لانے والے کثیر نہیں ہیں۔

سوال:(۳۸)۔جب باب افعال (آرَي يُرِي اِرَاءَةً) کے اسم فاعل،اسم مفعول،اسم ظرف اور اسم آلہ میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے تو ثلاثی مجرد میں بھی حذف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:جی ہاں:باب افعال پر قیاس کرتے ہوئے اس باب میں بھی ان مقامات میں ہمزہ حذف کیا جا سکتا ہے لیکن حذف کے ساتھ یہ صیغے مستعمل نہیں ہیں۔

فائدہ:مہموز الفاء پانچ باب سے آتا ہے،مہموز العین تین سے اور مہموز اللام چار باب سے آتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مہموز الفاء:حَسِبَ يَحْسِبُ کے علاوہ باقی پانچوں ،نصر ،ضرب،سمع ،فتح کرم سے آتا ہے۔

مہموز العین:فَتَحَ يَفْتَحُ ،سَمِعَ يَسْمَعُ ،، اور كَرُمَ يَكْرُمُ سے آتا ہے۔

مہموز اللام: ضَرَبَ يَضْرِبُ ،سَمِعَ يَسْمَعُ ،حَسِبَ يَحْسِبُ اور كَرُمَ يَكْرُمُ سے آتا ہے۔

سوال:(۳۹)۔کیا مضاعف اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

جواب:مضاعف میں صرف مہموز الفاء ہوتا ہے جیسے أَنَّ يَإِنُّ .

سوال:(۴۰)۔کیا معتل اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں:ایک فعل یا اسم ،معتل اور مہموز دونوں ہو سکتا ہے لیکن اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثال مہموز الفاء نہیں ہو سکتا ہے اجوف مہموز العین نہیں ہو سکتا اور ناقص مہموز اللام نہیں ہو سکتا ،یعنی جس جگہ حرف علت ہو گا وہاں ہمزہ نہیں ہو گا ۔اسی طرح لفیف مقرون میں صرف فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو سکتا ہے اور لفیف مفروق میں صرف عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو سکتا ہے۔

سوال:(۴۱)۔ ہمزہ لکھنے کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

جواب:

(۱)۔ اگر ہمزہ شروع میں ہو تو ہر حال میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے اَبٌ ،اُمٌّ ،اِبِلٌ ،کیوں کہ الف خفیف ہوتا ہے اور ابتداء میں حرکت ڈالنے کے سلسلہ میں کاتب قوی ہوتا ہے۔

(۲)۔ ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں میں لکھا جائے گا جیسے رَأسٌ ،لُؤمٌ ،ذِئْبٌ وغیرہ۔

(۳)۔ ہمزہ درمیان میں اور متحرک ہو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے سَأَلَ ،لَؤَمَ ،سَئِمَ وغیرہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اس کی اپنی حرکت کا علم ہو جائے۔

(۴)۔ ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو اور متحرک ہو تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائے گا اس کی اپنی حرکت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیوں کہ حرکت طرفیہ عارضی ہے مثلاً قَرَأَ ،جَرْؤٌ ،فَتِيءَ وغیرہ۔

(۵)۔ ہمزہ آخر میں ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو اس صورت میں کسی بھی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیوں کہ ہمزہ کی اپنی حرکت عارضی ہے اور ماقبل ساکن ہے مثلاً خَبْءٌ ،دِفْءٌ اور بُرْءٌ .

نیز ہمزہ کا کسی صورت میں نہ لکھا جانا اس وقت ہے جبکہ ضمیر کی طرف مضاف نہ ہو اور اگر ضمیر کی طرف مضاف ہو تو اپنی ہی حرکت کے موافق حرف علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے: جَاءَ خَبْؤُكَ ،رَأَيْتُ خَبأَكَ ،مَرَرْتُ بِخَبْئِكَ ۔

ان مثالوں میں ہمزہ کی علامت لکھی گئی ہے کیوں کہ یہ ہمزہ کی اصلی شکل نہیں ہے وہ حروف لین کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

اَلبَابُ الرَّابِعُ فِی المِثَالِ

وَ يُقَالُ لِلْمُعْتَلِّ الفَاءِ: مِثَالٌ؛ لِأَنَّ مَاضِيَهٗ مِثْلَ مَاضِی الصَّحِيْحِ وَقِيْلَ: لِأَنَّ أَمْرَهٗ مِثْلُ أَمْرِ الأَجْوَفِ، نَحْوُ: عِدْ وَ زِنْ وَهُوَيَجِیءُمِنْ خَمْسَةِ أَبْوَابٍ وَلَايَجِیءُمِنْ فَعَلَ يَفْعُلُ إِلَّا وَجَدَ يَجُدُ فِیْ لُغَةٍ (بَنِیْ عَامِرٍ) فَحُذِفَ الوَاوُ فِیْ يَجُدُ فِیْ لُغَتِهِمْ لِثِقْلِ الوَاوِ مَعَ ضَمَّةِ مَا بَعْدَهَا، وَقِيْلَ: هٰذِهٖ لُغَةٌ ضَعِيْفَةٌ فَاتَّبَعَ لِيَعِدُ فِی الحَذْفِ وَحُكْمُ الوَاوِ وَاليَاءِ إِذَا وَقَعَتَا فِیْ أَوَّلِ الْكَلِمَةِ كَحُكْمِ حَرْفِ الصَّحِيْحِ نَحْوُ: وَعَدَ وَوُعِدَ وَوَقَرَ وَوُقِرَ وَ يَنَعَ وَ يُنِعَ وَ نَظَائِرِهَا لِقُوَّةِ المُتَكَلِّمِ عِنْدَ الإِبْتِدَاءِ

چوتھا باب مثال کے بیان میں:

ترجمہ: اور معتل فا کو مثال کہا گیا ہے اس لیے کہ اس کی ماضی صحیح کی ماضی کے مثل ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس لیے کہ اس کا امر اجوف کے امر کے مثل ہوتا ہے جیسے عِدْ اور زِنْ، اور مثال پانچ ابواب سے آتا ہے اور فَعَلَ يَفْعُلُ سے نہیں آتا مگر وَجَدَ يَجُدُ بنو عامر کی لغت میں، پس ان کی لغت میں يَجُدُ میں واو کو حذف کیا گیا واو کے مابعد ضمہ کے ساتھ واو کے ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ لغت ضعیف ہے، پس حذف کرنے میں يَعِدُ کی اتباع کی گئی ہے، اور واو یا یا کا حکم جب یہ دونوں کلمہ کے شروع میں واقع ہوں، حرف صحیح کے حکم کے جیسے ہے، جیسے وَعَدَ و وُعِدَ و وَقَرَ و وُقِرَ و يَنَعَ و يُنِعَ، اور ان کے نظائر، ابتدا کے وقت متکلّم کی قوت کی وجہ سے۔

وَقِيْلَ: إِنَّ الإِعْلَالَ إِنَّمَا يَكُوْنُ بِالسُّكُوْنِ أَوْ بِالقَلْبِ إِلىٰ حَرْفِ العِلَّةِ أَوْ بِالحَذْفِ وَثَلَاثَتُهَا لَا تُمْكِنُ، أَمَّا السُّكُوْنُ فَلِتَعَذُّرِهِ؛ لِأَنَّهُ مُبْتَدَأٌ وَالإِبْتِدَاءُ مِنَ السَّاكِنِ مُتَعَذِّرٌ وَكَذَا القَلْبُ؛ لِأَنَّ المَقْلُوْبَ بِهِ غَالِبًا يَكُوْنُ بِحَرْفِ العِلَّةِ وَحَرْفِ العِلَّةِ لَا يَكُوْنُ إِلَّا سَاكِنَةً، وَأَمَّا الحَذْفُ فَلِنُقْصَانِهِ مِنَ القَدْرِ الصَّالِحِ فِي الثُّلَاثِيْ، وَأَمَّا فِي المَزِيْدِ فَلِإِتِّبَاعِ الثُّلَاثِيْ فِي الزَّوَائِدِ، نَحْوُ: أَوْلَجَ يُوْلِجُ إِيْلَاجًا وَلَا يُعَوَّضُ بِالتَّاءِ فِيْ الأَوَّلِ وَالأٰخِرِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالمُسْتَقْبِلِ وَالمَصْدَرِ فِيْ نَفْسِ الحُرُوْفِ

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ تعلیل حرف کو ساکن کرکے، یا حرف علت کی طرف قلب (بدل) کرکے، یا حرف کو حذف کرکے ہوتی ہے، اور یہ تینوں صورتیں اس واو اور یا میں (جو کلمہ کے شروع میں واقع ہوں) ممکن نہیں ہیں، رہا کلمہ کے شروع کی واو اور یا کو ساکن کرنا تو ساکن کے متعذر ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں ہے اس لیے کہ کلمہ کا پہلا حرف ابتدا کرنے کا محل ہے اور ساکن حرف سے ابتدا کرنا متعذر ہے، اور ایسے ہی ان واو اور یا کا کسی حرف علت سے بدلنا ممکن نہیں ہے، اس لیے کہ مقلوب بہ (یعنی جس حرف سے بدلا جائے) اکثر حرف علت ہی ہوتا ہے اور حرف علت نہیں ہوتا مگر ساکن، (لہذا اس صورت میں بھی ابتدا بالسکون لازم آئے گا جو کہ متعذر ہے) اور رہا ان واو اور یا کا حذف کرنا تو یہ بھی ممکن نہیں ہے کلمہ کا ثلاثی میں درست مقدار سے کم ہوجانے کی وجہ سے، اور رہا مزید فیہ میں تو زوائد میں ثلاثی کی اتباع کرنے کی وجہ سے درست نہیں ہے جیسے أَوْلَجَ يُوْلِجُ اِيْلَاجاً، اور کلمہ کے شروع اور آخر میں تا کے عوض کوئی چیز نہیں لائی جاتی تاکہ نفس حروف میں مستقبل اور مصدر کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔

وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجُوْزُ إِدْخَالُ التَّاءِ فِي الأَوَّلِ فِيْ عِدَةٍ لِلإِلْتِبَاسِ بِالمُسْتَقْبِلِ وَيَجُوْزُ فِي التُّكْلَانِ لِعَدَمِ الإِلْتِبَاسِ وَعِنْدَ سَيْبَوَيْهِ يَجُوْزُ حَذْفُ التَّاءِ كَمَا فِيْ

قَوْلِ الشَّاعِرِ : ع وَأَخْلَفُوْكَ عِدَ الأَمْرِ الَّذِيْ وُعِدُوْا؛ لِأَنَّ التَّعْوِيْضَ مِنَ الأُمُوْرِ الجَائِزَةِ عِنْدَهُ وَعِنْدَ الفَرَّاءِ لَا يَجُوْزُ الحَذْفُ لِأَنَّهَا عِوَضٌ مِنَ الحَرْفِ الأَصْلِيِّ إِلَّا فِي الإِضَافَةِ لِأَنَّ الإِضَافَةَ تَقُوْمُ مَقَامَهَا وَكَذَالِكَ حُكْمُ (الإِقَامَةِ) وَالإِسْتِقَامَةِ وَنَحْوِهِمَا وَمِنْ ثَمَّ حُذِفَ التَّاءُ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالىٰ:(وَإِقَامَ الصَّلَاةِ)[اَلنُّوْرُ:٣٧/ ٢٤]

ترجمہ:اور اسی وجہ سے عِدَةٌ کے شروع میں تا کو داخل کرنا مستقبل کے ساتھ التباس کی وجہ سے جائز نہیں ہے، اور اَلتُّكْلَانُ میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے، اور سیبویہ کے نزدیک تا کو حذف کرنا جائز ہے جیسے کہ شاعر کے قول میں (کہ عِدَةٌ کی تا کو حذف کرکے عِدَ استعمال کیا ہے) وَأَخْلَفُوْكَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِی وَعَدُوْا۔اس لیے کہ سیبویہ کے نزدیک کسی کے عوض میں کوئی حرف لانا امور جائزہ میں سے ہے، اور فرّا کے نزدیک (عِدَةٌ کی تا کو) حذف کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ تا حرف اصلی کے عوض میں ہے، مگر اضافت میں (یعنی اضافت میں حذف کرنا جائز ہے) اس لیے کہ اضافت عوض کے قائم مقام ہوتا ہے، اور ایسے ہی اَلْاِقامةُ اور اَلْاِسْتِقَامَةُ اور ان دونوں کے جیسے دیگر مصادر کا حکم ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول: "وَاِقَامَ الصَّلَاةِ" (النور:۳۷،۲۴)(اور نماز برپا رکھنے) میں تا کو حذف کیا گیا ہے۔

وَتَقُوْلُ : فِيْ إِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ وَعَدَ ،وَعَدَا وَعَدُوا.الخ .وَيَجُوْزُ فِيْ وَعَدتُّ إِدْغَامُ الدَّالِ فِي التَّاءِ لِقُرْبِ المَخْرَجِ، اَلْمُسْتَقْبِلُ :يَعِدُ.الخ . أَصْلُهٗ يَوْعِدُ فَحُذِفَ الوَاوُ؛ لِأَنَّهٗ يَلْزَمُ الخُرُوْجُ مِنَ الكَسْرَةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ إِلَى الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ وَمِنَ الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ إِلَى الكَسْرَةِ الحَقِيْقِيَّةِ وَمِثْلُ هٰذَا ثَقِيْلٌ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجِيْءُ لُغَةً عَلىٰ وَزْنِ فِعُلٌ وَفُعِلٌ إِلَّا ((حِبُكٌ)) وَ((دُئِلٌ)) وَ حُذِفَتْ فِيْ((تَعِدُ))وَأَخَوَاتِهٖ أَيْضًا لِلْمُشَاكَلَةِ وَحُذِفَتْ فِيْ مِثْلِ يَضَعُ؛لِأَنَّ

أَصْلَهُ يَوْضِعُ فَحُذِفَتِ الوَاوُ،ثُمَّ جُعِلَ تَضَعُ مَفْتُوْحًا نَظْرًا إِلىٰ حَرْفِ الحَلَقِ؛لِأَنَّ حَرْفَ الحَلَقِ ثَقِيْلٌ وَالكَسْرَةُ أَيْضًا ثَقِيلَةٌ فَأُبْدِلَتِ الكَسْرَةُ فَتْحَةً

ترجمہ: اور آپ ضمائر کو لاحق کر کے کہو وَعَدَ وَعَدَا وَعَدُوْا آخر تک، اور وَعَدَتُّ میں دال کا تا میں ادغام کرنا قرب مخرج کی وجہ سے جائز ہے، مستقبل میں یَعِدُ آخر تک، کہ یَعِدُ کی اصل یَوْعِدُ ہے پس واو کو حذف کیا گیا اس لیے کہ کسرۂ تقدیری سے ضمۂ تقدیری کی جانب، اور ضمۂ تقدیری سے کسرۂ تحقیقی کی جانب خروج لازم آرہا تھا، اور اس کے مثل ثقیل ہے، اور اسی وجہ سے کوئی بھی لغت فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر سوائے حُبِكٌ اور دُئِلٌ کے نہیں آتی، اور تَعِدُ اور اس کے اخوات میں واو کو مشاکلت کی بنا پر حذف کیا گیا ہے، اور یَضَعُ کے مثل میں واو کو حذف کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کی اصل یَوْضِعُ ہے پس واو کو حذف کیا گیا پھر حرف حلقی کی جانب نظر کرتے ہوئے تَضَعُ میں ضاد کو مفتوح بنایا گیا ہے، اس لیے کہ حرف حلقی ثقیل ہوتا ہے اور کسرہ بھی ثقیل ہوتا ہے پس کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کردیا گیا۔

، وَلَا تُحْذَفُ فِيْ يُوْعِدُ؛ لِأَنَّ أَصْلَهُ يُؤَوْعِدُ. اَلأَمْر: عِدْ إِلىٰ آخِرِهِ. اَلفَاعِلُ: وَاعِدٌ. وَالمَفْعُوْلُ: مَوْعُوْدٌ. وَالمَوْضِعُ: مَوْعِدٌ. وَالأَلَةُ: مِيْعَدٌ أَصْلُهُ: مِوْعَدٌ فَقُلِبَتِ الوَاوُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا، وَهُمْ يُقَلِّبُوْنَهَا بِالحَاجِزِ فِيْ نَحْوِ: قِنْيَةٍ فَبِغَيرِ حَاجِزٍ يَكُوْنُوْنَ أَقلَبُ.

ترجمہ: اور یُوْعِدُ میں واو کو نہیں حذف کیا گیا اس لیے کہ اس کی اصل یُؤَوْعِدُ ہے، اور فعل امر عِدْ آخر تک آتا ہے، اور اسم فاعل وَاعِدٌ آتا ہے، اور اسم مفعول مَوْعُوْدٌ آتا ہے، اور اسم ظرف مَوْعِدٌ آتا ہے، اور اسم آلہ مِیْعَدٌ آتا ہے کہ اس کی اصل مِوْعَدٌ ہے پس واو کو ماقبل کسرہ ہونے کی بنا پر یا سے بدل دیا گیا، حالاں کہ اہل عرب قِنْيَةٌ جیسی مثال میں

حاجز کے ہونے کے باوجود واو کو یا سے ماقبل کسرہ کی بنا پر بدل دیتے ہیں، پس بغیر حاجز کے قلب، اہل عرب زیادہ کرتے ہیں۔

الباب الرابع فی المثال

مثال کا بیان

سوال:(۱)۔ مثال کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب:(۱) چوں کہ معتل الفاء کی ماضی صحیح کی طرح ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔

جواب:(۲)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا امر اجوف کے امر کے مثل ہوتا ہے جیسے زَانَ یَزِیْنُ اور وَزَنَ یَزِنُ سے امر کا صیغہ ''زِنْ'' آتا ہے اور عَادَ یَعُوْدُ اور وَعَدَ یَعِدَ سے عِدْ عُدْ بالکسر والضم آتا ہے گویا معتل الفاء کا امر اجوف کے امر کی مثل ہے اس مثلیت کی بنا پر اسے مثال کہتے ہیں۔

سوال:(۲)۔ عِدْ اور زِنْ دو مثالیں کیوں پیش کیں حالانکہ صحیح سے مثالیت بنانے کے لیے ایک مثال کافی تھی؟

جواب: دو مثالیں دے کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یا تو بعینہ امر ایک وزن پر ہو یا صورۃ ایک وزن پر ہو۔

سوال:(۳)۔ مثال کتنے اور کون کون سے بابوں سے آتا ہے؟

جواب: مثال پانچ بابوں سے آتا ہے صرف فَعَلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا البتہ بنو عامر کی لغت میں ''وَجَدَ یَجُدُ'' فَعَلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے ان کے نزدیک یَوْجُدُ سے واؤ گرایا گیا کیوں کہ واؤ بھی ثقیل ہے اور اس کے بعد والے حرف پر ضمہ بھی ثقیل ہے لیکن دوسرے لوگ

اس لغت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اس کا اعتبار نہیں کرتے اور یَعِدُ کی اتباع میں واؤ کو حذف کرتے ہیں اگر چہ وہ قاعدہ یہاں نہیں پایا جاتا یعنی واؤ یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوئی۔

سوال:(۴)۔ کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء واقع ہو تو اُن کا کیا حکم ہے؟

جواب: کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے یعنی ثقیل نہیں ہوں گے اور نہ ہی تعلیل ہوگی جیسے وَعَدَ وُعِدَ، وَقَعَ اور یَنَعَ وغیرہ۔

سوال:(۵)۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ان حروف کے حروف علت ہونے کے باوجود تعلیل نہیں ہوتی؟

جواب: اس کی دو وجوہات ہیں (ا) چوں کہ ابتدا میں متکلّم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ ثقل محسوس نہیں کرتا۔(۲) اعلال کی تین صورتیں ہیں (ا) ساکن کرنا۔(۲) دوسرے حرف علت سے بدلنا۔(۳) حذف کرنا۔ یہ تینوں یہاں ناممکن ہیں کیوں کہ سکون کی صورت میں ساکن سے ابتدا محال ہے اور اگر دوسرے حرف علت سے بدلا جائے تو وہ بھی عام طور پر ساکن ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی ساکن سے ابتداء لازم آئے گی اور اگر اسے حذف کر دیا جائے تو ثلاثی مجرد میں قدر صالح سے حرف کم ہوجائیں گے اور ثلاثی مزید فیہ میں اگر چہ حروف کم نہیں ہوتے لیکن ثلاثی مجرد کی اتباع کی جائے گی۔

سوال:(۶)۔ حرف علت کو گرا کر اس کی جگہ تاء کو لایا جاسکتا ہے جس طرح مصدر میں کیا گیا ہے؟

جواب: تاء لانے کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں میں التباس لازم آتا ہے اگر شروع میں تاء لائی جائے تو مضارع سے التباس لازم آئے گا اور اگر آخر میں لائی جائے تو مصدر سے التباس لازم آئے گا۔

سوال:(۷)۔آپ کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق مصدر کے شروع میں تاء لگانے سے مضارع سے التباس لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں کیوں کہ تُکْلَانُ میں تاء مصدر کے شروع میں لگائی گئی ہے؟

جواب: یہاں مضارع کے ساتھ التباس کا کوئی ڈر نہیں ہے کیوں کہ مضارع اس وزن پر نہیں آتا۔

سوال:(۸)۔کیامصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کو حذف کیاجاسکتا ہے؟

جواب: سیبویہ کے نزدیک مصدر کے آخر میں لائی گئی تائے عوض کو حذف کرنا جائز ہے جیساکہ ایک شعرمیں "وَا خْلَفُوْكَ عِدَ الاَمْرِ الَّذِي وُعِدُوا یہاں پرعِدَالَامْرِ میں عِدَةً کی تاء کوگرادیاگیا۔ سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی حرف کے عوض میں حرف علت لانا جائز ہے واجب نہیں ہے لیکن فرّا کے نزدیک حرف معوض بہ میں حذف کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ حرف اصلی کے عوض آتا ہے سیبویہ کی طرف سے پیش کی گئی مثال کا جواب فرّا نے یوں دیاہے کہ اضافت میں حرف عوض کوگراسکتے ہیں کیوں کہ مضاف الیہ اس حرف کا قائم مقام ہوجاتا ہے اَلِاِ قَامَةُ وَالِاِ سْتِقَامَةُ اور اس کے مثل صیغوں میں یہی حکم ہوگا یعنی اضافت کی وجہ سے عوض میں لایاگیا حرف گرسکتا ہے ورنہ نہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میںاِقَامَة الصَّلٰوةِ کی بجائےاِقَامُ الصَّلوةِ آتا ہے۔

سوال:(۹)۔وَعَدْتُّ میں ادغام کیوں کیاگیا؟

جواب: وَعَدْتُّ میں چوں کہ دال اور تاءقریب المخرج ہیں اس لیے دال کو تا سے بدل کر ادغام کرناجائزہے۔

سوال:(۱۰)۔"یَعِدُ" میں تعلیل بیان کریں؟

جواب: یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا یاء کسرہ تقدیری ہے واؤ ضمہ تقدیری ہے اور اس کے بعد عین کے نیچے کسرہ حقیقی ہے چوں کہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری اور ضمہ تقدیری سے

کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا تھا اور عرب اسے ثقیل کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر کوئی لغت نہیں آئی سوائے حِبُكٌ اور دُئِلٌ کے لہذا واؤ کو گرادیا۔

سوال: (۱۱)۔تَعِدُ اور اس کے اخوات میں یہ ثقل نہیں تھا پھر کیوں واؤ کو حذف کیا گیا؟

جواب: محض یَعِدُ کی اتباع کرتے ہوئے۔

سوال: (۱۲)۔"یَضَعُ" میں واؤ کو کیوں حذف کیا جب کہ یہاں عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے

جواب: یَضَعُ اصل میں یَوْضِعُ تھا عین کلمہ مکسور تھا لہذا "یَعِدُ" کی طرح یہاں بھی واؤ کو گرادیا اب "یَضِعُ" ہوگیا چوں کہ کسرہ بھی ثقیل ہے اور عین حرف حلقی بھی ثقیل ہے لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لیے کسرہ کو فتحہ سے بدلا تو یَضَعُ ہوگیا۔

سوال: (۱۳)۔یُوْعِدُ میں واؤ کو حذف کیوں نہیں کرتے؟

جواب: یُوْعِدُ جو اصل میں یُاَوْعِدُ تھا اس میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا۔کیوں کہ یہاں وہ سبب نہیں پایا گیا جو یَوْعِدُ میں تھا یعنی واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوئی۔ اسم آلہ مِیْعَدٌ اصل میں مِوْعَدٌ تھا۔واؤ کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا کیوں کہ عربوں کے ہاں کسرہ اور واؤ ساکن کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے قِنْیَةٌ اصل میں قِنْوَةٌ تھا کسرہ اور واؤ کے درمیان نون کی رکاوٹ تھی پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو یہاں درمیان میں رکاوٹ بھی نہیں لہذا بدرجہ اولی واؤ کو یاء سے بدلا جائے گا۔

اَلبَابُ الخَامِسُ فِی الأَجْوَفِ

وَ یُقَالُ لَهٗ أَجْوَفُ لِخُلُوِّ جَوْفِهٖ عَنِ الحَرْفِ الصَّحِیْحِ. وَ یُقَالُ لَهٗ : ذُوْ الثَّلَاثَةِ لِصَیرُوْرِتِهٖ عَلٰی ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فِی الـمَاضِیْ الـمُتَکَلِّمِ نَحْوُ: قُلْتُ وَ بِعْتُ وَهُوَ یَجِیءُ مِنَ ثَلَاثَةِ أَبْوَابٍ، نَحْوُ: قَالَ یَقُوْلُ (ن) وَ بَاعَ یَبِیْعُ (ض) وَ خَافَ یَخَافُ (س) وَقَالَ بَعْضُ الصَّرْفِیِّینَ أَصْلًا شَامِلًا فِیْ بَابِ الإِعْلَالِ یُخَرَّجُ جَمِیْعُ المَسَائِلِ مِنْهُ وَهُوَقَوْلُهُمْ: إِنَّ الإِعْلَالَ فِیْ حُرُوْفِ العِلَّةِ فِیْ غَیرِ الفَاءِ یُتَصَوَّرُ عَلٰی سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهًا؛ لِأَنَّهٗ یُتَصَوَّرُ فِیْ حُرُوْفِ العِلَّةِ أَرْبَعَةُ أَوْجُهٍ، اَلحَرَکَاتُ الثَّلَاثُ وَالسُّکُوْنُ وَفِیْہَا قَبْلَهَا أَیْضًا کَذَالِكَ فَأَضرِب الأَرْبَعَةَ فِی الأَرْبَعَةِ حَتّٰی یَحْصُلَ لَكَ سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهًا، ثُمَّ أُتْرُكِ السَّاکِنَةِ الَّتِیْ فَوْقَهَا سَاکِنٌ لِتَعَذُّرِ إِجْتِمَاعِ السَّاکِنَینِ فَبَقِیَ لَكَ خَمْسَةَ عَشَرَ وَجْهًا

پانچواں باب اجوف کے بیان میں:

ترجمہ: اور اس کو اجوف حرف صحیح سے اس کے جوف (درمیان) کے خالی ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اور فعل ماضی کے واحد متکلّم میں تین حروف پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسے ثلاثی بھی کہتے ہیں جیسے قُلْتُ اور بِعْتُ، اور اجوف تین ابواب سے آتا ہے، (۱) قَالَ یَقُوْلُ (۲) بَاعَ یَبِیْعُ (۳) خَافَ یَخَافُ، (ن، ض، س) اور بعض صرفیوں نے کہا ہے کہ ایسا قاعدہ جو کہ اعلال کے باب میں شامل ہے جس سے تمام مسائل نکلتے ہیں، اور ان کا یہ قول کہ حروف علت میں تعلیل کرنا معتل الفا کے علاوہ میں ہوتا ہے، اور اس تعلیل کی سولہ قسمیں متصور کی جاتی ہیں، اس لیے کہ حروف علت میں تعلیل کرنا چار طریقوں سے متصور ہوتا ہے، تین حرکات اور ایک سکون، اور ایسے ہی (چار طریقے) حروف علت کے ماقبل میں متصور ہوتا ہے، پس تو چار کو چار میں ضرب دے حتّٰی کہ تجھے سولہ قسمیں حاصل

ہوجائیں ، پھر اس ساکن کو چھوڑ دیا گیا جس کے اوپر سکون ہوا اجتماع ساکنین کے متعذر ہونے کی وجہ سے، پس تیرے لیے پندرہ قسمیں باقی رہ گئیں۔

اَلأَرْبَعَةُ إِذَا كَانَ مَاقَبْلَهَامَفْتُوْحًا،نَحْوُ:قَوْلٌ وَ بَيْعٌ وَخَوف وَطَوُلَ وَلَا تُعَلُّ الأُوْلٰى؛لِأَنَّ حَرْفَ العِلَّةِ إِذَا أُسْكِنْتَ جَعَلْتَ مِنْ جِنْسِ حَرَّكْتَ مَا قَبْلَهَا لِلِينِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ وَإِسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ:مِيزَانٌ أَصْلُهُ مِوْزَانٌ وَ يُوْسِرُ أَصْلُهُ : يُيْسِرُ إِلَّا إِذَا إِنْفَتَحَ مَا قَبْلَهَا لِخِفَّةِ الفَتْحَةِ وَالسُّكُوْنِ وعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجُوْزُ القَلْبِ،نَحْوُ:قَالَ وَ يُعَلُّ نَحْوُ:أَغْزَيْتُ أَصْلُهُ:أَغْزَوْتُ بِوَاوٍ سَاكِنَةٍ تَبْعًا لِ((يُغْزِىْ))وَ يُعَلُّ نَحْوُ:كَيْنُوْنَةٍ مِنَ((الكَوْنِ))مَعَ سُكُوْنِ الوَاوِ وَإِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا؛لِأَنَّ أَصْلَهُ كَيْوَنُوْنَةٌ عِنْدَ الخَلِيْلِ فَأُبْدِلَ الوَاوُ يَاءً فَأُدْغِمَتْ كَمَا فِىْ مَيِّتٍ ثُمَّ خُفِّفَتْ فَصَارَ ((كَيْنُوْنَةً)) كَمَا خُفِّفَتْ فِىْ مَيِّتٍ،وَقِيْلَ:أَصْلُهَا:كَوْنُوْنَةٌ بِضَمِّ الكَافِ ثُمَّ فُتِحَتْ حَتّٰى لَا يَصِيرَالْيَاءُ وَاوًا فِىْ نَحْوِ:الصَّيرُورَةِ وَالغَيْبُوْبَةِ وَالقَيْلُوْلَةِ ثُمَّ جُعِلَتِ الوَاوُ يَاءً تَبْعًا لِليَائِيَّاتِ لِكَثْرَتِهَا وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ:لَا يَجِيءُ مِنَ الوَاوِ يَّاتِ غَيرَ الكَيْنُوْنَةِ الدَّيْمُوْمَةِ وَالسَّيْدُوْدَةِ وَالهَيْعُوْعَةِ

ترجمہ: پہلی چار صورتیں (اس وقت ہوں گی) جب حرف علت کا ماقبل مفتوح ہو، (اور حرف علت پر چاروں حرکات اور سکون ہوں) جیسے قَوْلٌ اور بَيْعَ اور خَوفَ اور طَوُلَ، پس پہلی صورت میں تعلیل نہیں کی جائے گی، اس لیے کہ جب حرف علت کو ساکن کر دیا گیا ہو تو ساکن کی طبیعت کے نرم ہونے اور اس (حرف علت) کے ماقبل کے مطالبے کی وجہ سے، حرف علت کو ماقبل کی حرکت کے جنس سے بنا دیا جاتا ہے جیسے مِيْزَانٌ کہ اس کی اصل مِوْزَانٌ ہے، اور يُوْسِرٌ کہ اس کی اصل يُيْسِرٌ ہے، مگر جب حرف علت کے ماقبل کو فتحہ دیا گیا ہو تو (ماقبل) فتحہ ہونے اور (خود حرف علت کے) ساکن ہونے کی خفت کی وجہ سے

(حرف علت میں تعلیل نہیں کی جائے گی)، اور بعض اہل صرف کے نزدیک قلب (کسی دوسرے حرف سے بدلنا) جائز ہے جیسے قَالٌ، اور اَغْزَيْتُ کے جیسے میں تعلیل کی جائے گی کہ اس کی اصل اَغْزَوْتُ واوساکنہ کے ساتھ ہے، يُغْزِی کی اتباع کرتے ہوئے، اور كَوْنٌ مصدر سے كَيْنُوْنَةٌ کے جیسے میں واو کے ساکن ہونے اور واو کے ماقبل فتحہ ہونے کے باوجود تعلیل کی جائے گی، اس لیے کہ اس کی اصل كَيْوَنُوْنَةٌ ہے خلیل کے نزدیک، پس واو کو یا سے بدل دیا گیا اور یا کا یا میں ادغام کر دیا گیا جیسے کہ مَيِّتٍ میں کیا گیا ہے، پھر یا میں تخفیف (ایک یا کو حذف) کی گئی ہے تو كَيْنُوْنَةٌ ہو گیا جیسے کہ مَيْتٌ میں، اور کہا گیا ہے کہ كَيْوَنُوْنَةٌ کی اصل كُوْنُوْنَةٌ کاف کے ضمہ کے ساتھ ہے پھر کاف کو فتحہ دیا گیا تاکہ یا،واو نہ ہو جائے، اَلصَّيْرُوْرَةُ اور اَلْغَيْبُوْبَةُ اور اَلْقَيْلُوْلَةُ کے جیسے میں، پھر واو کو یا بنایا گیا یائیات کی اتباع کرتے ہوئے یا کی کثرت کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اجوف واویات سے نہیں آتا سوائے اَلْكَيْنُوْنَةُ و الدَّيْمُوْمَةُ و السَّيْدُوْدَةُ و الهَيْعُوْعَةُ کے۔

قَالَ إِبْنُ جِنِّيْ فِي الثَّلَاثَةِ الأَخِيرَةِ : تُسْكَنُ حُرُوْفُ العِلَّةِ فِيْهَا لِلخِفَّةِ ثُمَّ تُقْلَبُ أَلِفًا لِإِسْتِدْعَاءِ الفَتْحَةِ وَلِينِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ إِذَا كُنَّ فِيْ فِعْلٍ أَوْ فِيْ إِسْمٍ عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ إِذَا كَانَتْ حَرْكَتُهُنَّ غَيرَ عَارْضِيَّةٍ وَلَا يَكُوْنُ فَتْحَةُ مَا قَبْلَهَا فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ وَلَا يَكُوْنُ فِيْ مَعْنَى الكَلِمَةِ إِضْطِرَابٌ وَلَا يَجْتَمِعَ فِيْهَا إِعْلَالَانِ وَلَا يَلْزَمُ ضَمُّ حُرُوْفِ العِلَّةِ فِيْ مُضَارِعِهِ وَلَا يُتْرَكُ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الأَصْلِ وَ مِنْ ثَمَّ يُعَلُّ نَحْوُ:قَالَ أَصْلُهُ : قَوَلَ وَ نَحْوُ : دَارَ أَصْلُهُ : دَوَرَ لِوُجُوْدِ الشَّرَائِطِ المَذْكُوْرَةِ

ترجمہ: ابن جنی نے کہا ہے کہ آخر کے تین میں حروف علت کو خفت کی وجہ سے ساکن کیا جائے گا اور پھر فتحہ کے مطالبے اور ساکن کی طبیعت کے لین ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا جائے گا، اور یہ قاعدہ اس وقت ہے جب کہ یہ کسی فعل میں ہوں یا ایسے اسم میں ہوں جو

فعل کے وزن پر ہو، جب کہ ان کی حرکت عارضی نہ ہو، اور ان کے ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو، اور نہ ہی ایسے کلمہ کے معنی میں ہو جس میں اضطراب ہو، اور نہ اس میں دو تعلیل جمع ہو سکیں، اور نہ اس کے فعل مضارع میں حروف علت پر ضمہ لازم آئے اور نہ ہی اس کو اصل پر دلالت کرنے کی وجہ سے چھوڑا گیا ہو اور اسی وجہ سے قَالَ کے جیسے میں تعلیل کی جائے گی کہ اس کی اصل قَوَلَ ہے، اور دَارٌ کے جیسے میں کہ اس کی اصل دَوَرٌ ہے، (اور ان میں تعلیل) ذکر کی ہوئی شرائط کے پائے جانے کی وجہ سے کی جائے گی۔

وَ يُعَلُّ مِثْلَ (دِيَارٍ) تَبْعًا لِوَاحِدِهٖ وَمِثْلَ ((قِيَامٍ)) تَبْعًا لِفِعْلِهٖ وَمِثْلَ سِيَاطٍ تَبْعًا لِ (وَاوِ وَاحِدِهٖ)) وَهِيَ مُشَابِهَةٌ بِأَلِفِ (دَارٍ)) فِيْ كَوْنِهَا مَيْتَةً، أَعْنِيْ تُعَلُّ هٰذِهِ الأَشْيَاءُ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فِعْلًا وَلَا إِسْمًا عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ لِلْمُتَابَعَةِ وَلَا يُعَلُّ نَحْوُ: اَلحَوْكَةِ وَ اَلخَوْنَةِ وَحَيَدٰى وَصَوَرٰى لِخُرُوْجِهِنَّ عَنْ وَزْنِ الفِعْلِ بِعَلَامَةِ التَّانِيْثِ وَقِيْلَ حَتّٰى يَدْلُلْنَ عَلَى الأَصْلِ

ترجمہ: اور دِيَارٌ کے مثل میں اس کے واحد کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی، اور قِيَامٌ کی مثل میں اس کے فعل کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی، اور سِيَاطٌ کی مثل میں اس کے واحد کی واو کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کی جائے گی، اور وہ دَارٌ میں موجود الف کے مشابہ ہے اس کے ساکن ہونے میں، یعنی ان اشیا میں تعلیل کی جائے گی اگر چہ متابعت کے لیے کوئی فعل اور کوئی اسم، فعل کے وزن پر نہ ہو۔ اور اَلْحَوْكَةُ و اَلْخَوْنَةُ و حَيَدٰى و صَوَرٰى جیسے کلمات میں تعلیل نہیں کی جائے گی علامت تانیث کی وجہ سے فعل کے وزن سے نکل جانے کی بنا پر، اور کہا گیا ہے (کہ ان میں تعلیل اس لیے نہیں کی جائے گی) تاکہ یہ اپنے اصل پر دلالت کریں۔

وَنَحْوُ: دَعَوُا القَوْمَ لِطَرْوِّ الحَرَكَةِ وَنَحْوُ: عَوِرَ وَإِجْتَوَرَ؛ لِأَنَّ حَرْكَةَ العَيْنِ وَالتَّاءِ فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ أَيْ: فِيْ حُكْمِ عَيْنِ إِعْوَرَّ وَالأَلِفِ تَجَاوَرَ

وَنَحْوُ:حَيَوَانٍ حَتّٰى يَدُلَّ حَرْكَتُهٗ عَلٰى إِضْطِرَابِ مَعْنَاهُ وَالْمَوَتَانُ مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهٗ نَقِيْضُهٗ وَ نَحْوُ:طَوٰى حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ فِيْهِ إِعْلَالَانِ وَطَوَ يَا مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْهِ إِعْلَالَانِ وَنَحْوُ:حَيِيَ حَتّٰى لَايَلْزَمَ ضَمُّ الْيَاءِ فِي الْمُسْتَقْبِلِ أَعْنِيْ : إِذَا قُلْتَ : حَايَ، يَجِيءُ مُسْتَقْبِلُهٗ يَحَايُ وَنَحْوُ:اَلْقَوَدُ حَتّٰى يَدُلَّ عَلَى الْأَصْلِ

ترجمہ: اور دَعَوُاا لْقَوْمَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) حرکت کے نرم ہونے کی وجہ سے، اور عَوِرَ اور اِجْتَوِرَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) اس لیے کہ عین کی حرکت اور تاسکون کے حکم میں ہے، یعنی اِعْوَرَّ کے عین اور تَجَاوَرَ کے الف کے حکم میں ہے، اور حَيَوَانٌ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تاکہ اس کی حرکت اس کے معنی کے اضطراب پر دلالت کرے ، اور اَلْمَوَتَانُ، حَيَوَانٌ پر محمول ہے اس لیے کہ یہ اس کی نقیض ہے، اور طَوٰى کی جیسے میں (مزید تعلیل نہیں ہوگی) تاکہ دو تعلیل جمع نہ ہوں، اور طَوِ يَا طَوٰى پر محمول ہے اگرچہ اس میں دو تعلیل نہیں جمع ہوتیں، اور حَيِيَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تاکہ مستقبل میں یا کا ضمہ لازم نہ آئے یعنی جب آپ حَايَ کہیں گے تو اس کا مستقبل يَحَايُ آئے گا، اور اَلْقَوْدُ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تاکہ یہ اپنے اصل پر دلالت کرے۔

اَلْأَرْبَعَةُ إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا مَضْمُوْنًا نَحْوُ : مُيْسِرٌ وَ بُيِعَ وَ يَغْزُوَ وَلَنْ يَدْعُوَ تُجْعَلُ فِي الْأُوْلٰى وَاوًا لِضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِينِ عَرِ يْكَةِ السَّاكِنِ فَصَارَ مُوْسِرٌ وَفِي الثَّانِيَةِ تُسْكَنُ لِلْخِفَّةِ ثُمَّ تُجْعَلُ وَاوُالضَّمَّةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِينُ عَرِ يْكَةِ السَّاكِنِ فَصَارَ (بُوْعَ) وَ إِذَا جُعِلَتْ حَرَكَةُ مَا قَبْلَ حَرْفِ الْعِلَّةِ مِنْ جِنْسِهٖ فَصَارَ حِيْنَئِذٍ ((بِيْعَ)) وَتُسْكَنُ فِي الثَّالِثَةِ لِلْخِفَّةِ فَصَارَ (يَغْزُوْ)) وَلَا يُعَلُّ فِي الرَّابِعَةِ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَمِنْ ثَمَّ لَايُعَلُّ غُيَبَةٌ وَ نُوَمَةٌ

ترجمہ: دوسری چار صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرف علت کا ماقبل مضموم ہو، (اور حرف علت پر چاروں حرکات اور سکون ہوں) جیسے مُيْسِرٌ و بُيعَ و يَغْزُوُ و لَنْ يَّدْعُو، پہلی صورت میں ماقبل ضمہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے یا کو واو بنا دیں گے، تو مُوْسِرٌ ہو جائے گا، اور دوسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرف علت کو ساکن کر دیا جائے گا اور پھر ماقبل ضمہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے یا کو واو بنا دیں گے، تو بُوْعَ ہو جائے گا، اور جب حرف علت کے ماقبل کی حرکت حرف علت کی جنس سے بنایا جائے تو اس وقت بِيْعَ ہو جائے گا، اور تیسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرف علت کو ساکن کر دیں گے، تو يَغْزُوْ ہو جائے گا، اور چوتھی صورت میں فتحہ کی خفت کی وجہ سے تعلیل نہیں کی جائے گی، اور اسی وجہ سے غُيَبَةٌ اور نُوَمَةٌ میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔

اَلأَرْبَعَةُ إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا مَكْسُوْرًا نَحْوُ : مِوْزَانٍ وَ دَاعِوَةٍ وَرَضِيُوْا وَتَرْمِيِينَ فَفِى الأُولٰى تُجْعَلُ يَاءً لِمَا مَرَّ وَ فِى الثَّانِيَةِ تُجْعَلُ يَاءً لِإِسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَهَا وَلِينِ عَرِ يْكَةِ الفَتْحَةِ فَصَارَ دَاعِيَةً وَ لَا يُعَلُّ مِثْلَ دِوَلٍ؛لِأَنَّ الأَسْمَاءَ الَّتِىْ لَيْسَتْ بِمُشْتَقَّةٍ مِنَ الفِعْلِ لَا يُعَلُّ لِخِفَّتِهَاإِلَّا إِذَا كَانَ عَلىٰ وَزْنِ الفِعْلِ فَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُالإِعْلَالُ فِيْهِ،وَهُوَلَيْسَ عَلىٰ وَزْنِ الفِعْلِ،وَفِىْ الثَّالِثَةِ تُسْكَنُ لِلخِفَّةِ ثُمَّ يُحْذَفُ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فَصَارَرَضُوا،وَالرَّابِعَةُمِثْلُهَا فِى الإِعْلَالِ

ترجمہ: تیسری چار صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرف علت کا ماقبل مکسور ہو، (اور حرف علت پر چاروں حرکات اور سکون ہوں) جیسے مِوْزَانٌ وَ دَاعِوَةٌ و رَضِيُوْا و تَرْمِيِيْنَ، پس پہلی صورت میں ماقبل کسرہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واو کو یا بنا دیں گے جیسے کہ گزرا، اور دوسری صورت میں حرف علت کے

ماقبل کے تقاضے اور فتحہ کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واو کو یا بنادیں گے تو دَاعِيَةٌ ہو جائے گا، اور دِوَلٌ کے مثل میں تعلیل نہیں کی جائے گی، اس لیے کہ وہ اسما جو فعل سے مشتق نہیں ہوتے ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں کی جائے گی، مگر جب وہ اسم فعل کے وزن پر ہو اس وقت اس میں تعلیل کرنا جائز ہے، اور دِوَلٌ فعل کے وزن پر نہیں ہے، اور تیسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرف علت کو ساکن کر دیں گے اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں گے تو رَضُوْا ہو جائے گا، اور چوتھی صورت میں تیسری صورت کے مثل تعلیل کی جائے گی۔

اَلثَّلَاثَةُ إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا سَاكِنًا، نَحْوُ: يَخْوَفُ وَ يَبْيِعُ وَ يَقْوُلُ تُعْطٰى حَرَكَاتُهُنَّ إِلٰى مَاقَبْلِهِنَّ لِضُعْفِ حُرُوْفِ العِلَّةِ وَقُوَّةِ حَرْفِ الصَّحِيْحِ وَلٰكِنْ تُجْعَلُ فِيْ (يَخْوَفُ) أَلِفًا لِفَتْحَةِ مَاقَبْلَهَا وَلِينِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ العَارِضِ بِخِلَافِ الخَوْفِ فَصِرْنَ يَخَافُ وَ يَبِيْعُ وَ يَقُوْلُ، وَلَا يُعَلُّ نَحْوُ: أَدْوُرٌ وَأَعْيُنٌ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالأَفْعَالِ، وَنَحْوُ: جَدْوَلٌ حَتّٰى لَايَبْطُلَ الإِلحَاقُ وَنَحْوُ: قَوَمَ حَتّٰى لَا يَلْزِمَ الإِعْلَالُ فِي الإِعْلَالِ

ترجمہ: چوتھی تین صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرف علت کا ماقبل ساکن ہو، (اور حرف علت پر چاروں حرکات اور سکون ہوں) جیسے يَخْوَفُ و يَبْيِعُ و يَقْوُلُ، ان تمام صورتوں میں حرف علت کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے حرف علت کے ضعیف ہونے اور حرف صحیح کے قوی ہونے کی وجہ سے، لیکن يَخْوَفُ میں حرف علت کے ماقبل فتحہ ہونے اور ساکنِ عارض کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واو کو الف کر دیں گے، برخلاف اَلْخَوْفُ کے، پس یہ تینوں يَخَافُ و يَبِيْعُ و يَقُوْلُ ہو جائیں گے، اور اَدْوُرٌ اور اَعْيُنٌ کے جیسے میں تعلیل نہیں کی جائے گی تاکہ باب افعال کے ساتھ التباس نہ ہو، اور

جَدْوَلٌ کے جیسے میں (بھی تعلیل نہیں کی جائے گی) تاکہ الحاق باطل نہ ہو، اور قَوَّمَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تاکہ تعلیل میں تعلیل لازم نہ آئے۔

وَنَحْوُ: اَلرَّمْیُ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ السَّاکِنُ فِیْ آخِرِ الْمُعْرَبِ، وَ نَحْوُ تَقْوِیْمٌ وَتِبْیَانٌ وَمِقْوَالٌ وَمِخْیَاطٌ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ السَّاکِنَانِ بِتَقْدِیْرِ الْإِعْلَالِ وَمِخْیَطٌ مَنْقُوْصٌ مِنَ الْمِخْیَاطِ فَلَا یُعَلُّ تَبْعًا لَهٗ، فَإِنْ قِیْلَ: لِمَ تُعَلُّ الْإِقَامَةُ مَعَ حُصُوْلِ إِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ إِذَا أُعِلَّتْ کَإِعْلَالِ أَخْوَاتِهَا؟ قُلْنَا: تَبْعًا لِ(أَقَامَ)، فَإِنْ قِیْلَ: لِمَ لَا یُعَلُّ التَّقْوِیْمُ تَبْعًا لِقَامَ، وَهُوَ ثُلَاثِیٌّ أَصِیْلٌ فِی الْإِعْلَالِ؟ قُلْنَا: أَبْطَلَ قَوْلُهٗ (قَوَّمَ) إِسْتِتْبَاعَ قَامَ وَ إِنْ کَانَ أَصِیْلاً فِی الْإِعْلَالِ لِقُوَّةِ قَوَّمَ فِی الْأُخُوَّةِ مَعَ التَّقْوِیْمِ وَلَا یُصْلَحُ أَقَامَ أَنْ یَکُوْنَ مُقَوِّیًا لِ(قَامَ)لِأَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ ثُلَاثِیٍّ أَصِیْلٍ

ترجمہ: اور الرَّمْیُ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تاکہ معرب کے آخر میں ساکن کا ہونا لازم نہ آئے، اور تَقْوِیْمٌ و تِبْیَانٌ و مِقْوَالٌ و مِخْیَاطٌ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تاکہ تعلیل کی تقدیر میں دو ساکن جمع نہ ہوں، اور مِخْیَطٌ مِخْیَاطٌ سے کم کیا گیا ہے پس اس میں بھی مِخْیَاطٌ کے تابع ہوکر تعلیل نہیں کی جائے گی، پس اگر کہا جائے کہ اجتماع ساکنین کے باوجود اَلْإِقَامَةُ میں تعلیل کیوں کی گئی جب کہ اس کے اخوات کے اعلال کی طرح تعلیل کی گئی ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اَلْإِقَامَةُ میں اَقَامَ کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے، پس اگر کہا جائے کہ تَقْوِیْمٌ میں قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کیوں نہیں کی جاتی حالاں کہ اعلال میں ثلاثی اصل ہوتا ہے؟ تو ہم کہیں گے اس کا قول قَوَّمَ اِسْتِتْبَاعَ قَامَ کو باطل کردیا ہے اگرچہ ثلاثی اعلال میں اصل ہے، تَقْوِیْم کے ساتھ اخوّت میں قَوَّمَ کے قوی ہونے کی وجہ سے، اور اَقَامَ، قَامَ سے قوی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے کہ اَقَامَ ثلاثی نہیں ہے کہ اصل ہوسکے۔

وَلَا يُعَلُّ مِثْلُ: مَا أَقْوَلَهُ، وَاغْيَلَتِ الْمَرْأَةُ، وَإِسْتَحْوَذَ حَتّٰى يَدُلُّنَ عَلَى الْأَصْلِ وَ تَقُوْلُ فِيْ إِلحَاقِ الضَّمَائِرِ: قَالَ قَالَا قَالُوْا إِلىٰ آخِرِهِ ، أَصْلُ (قَالَ) قَوَلَ فَجُعِلَ الوَاوُ أَلِفًا لِمَا مَرَّ وَأَصْلُ قُلْنَ: قَوَلْنَ فَقُلِبَتِ الوَاوُ أَلِفًا ثُمَّ حُذِفَتْ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَينِ فَصَارِ (قَلْنَ) ثُمَّ ضُمَّ القَافُ حَتّٰى يَدُلَّ عَلَى الوَاوِ وَلَا يُضَمُّ الفَاءُ فِي خِفْنَ؛ لِأَنَّ الأَصْلَ فِي النَّقْلِ نَقْلُ حَرَكَةِ الوَاوِ إِلىٰ مَا قَبْلَهَا لِسَهُوْلَتِهَا وَلَا يُمْكِنُ هٰذَا فِيْ قُلْنَ ؛ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ فَتْحَةُ المَفْتُوْحَةِ

ترجمہ: اور مَا اَقْوَلَهُ و اَغْيَلَتِ الْمَرْأَةُ و اِسْتَحْوَذَ کے مثل میں تعلیل نہیں کی جائے گی تاکہ یہ اپنے اصل ہونے پر دلالت کریں، اور ضمائر کو الحاق کرنے میں کہے قَالَ قَالَا قَالُوْا آخر تک، اور قَالَ کی اصل قَوَلَ ہے پس واو کو الف بنایا گیا اس وجہ سے جو کہ گزرا، اور قُلْنَ کی اصل قَوَلْنَ ہے پس واو کو الف سے بدلا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا، تو قَلْنَ ہو گیا پھر قاف کو ضمہ دیا گیا تاکہ وہ ضمہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے، اور خِفْنَ میں فا کو ضمہ نہیں دیا گیا اس لیے کہ نقل کرنے میں اصل، واو کی حرکت کا اس کے ماقبل کی طرف نقل کرنا ہے واو کے آسان ہونے کی وجہ سے، اور یہ قُلْنَ میں ممکن نہیں ہے اس لیے کہ مفتوحہ کا فتحہ لازم آئے گا۔

وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَهُ وَبَينَ جَمْعِ المُؤَنَّثِ فِي الأَمْرِ؛ لِأَنَّهُمْ لَا يَعْتَبِرُوْنَ الإِشْتِرَاكَ الضِّمْنِيْ وَيَكْتَفُوْنَ بِالفَرْقِ التَّقْدِيْرِيْ كَمَا فِيْ (بِعْنَ) وَهُوَ مُشْتَرِكٌ بَينَ المَعْلُوْمِ وَالمَجْهُوْلِ أَيْضًا أَوْ وَقَعَ مِنْ غَرَّةِ الوَاضِعِ كَمَا فِي الإِثْنَينِ وَ الجَمَاعَةِ مِنَ الأَمْرِ وَالمَاضِيْ فِيْ تَفَعَّلَ وَتَفَاعَلَ وَتَفَعْلَلَ وَلَا يُفَرَّقُ بَينَ فَعَلْنَ وَفَعُلْنَ، نَحْوُ: طُلْنَ وَ قُلْنَ؛ لِأَنَّهُ يُعْلَمُ مِنَ الطَّوِيْلِ أَنَّ أَصْلَ طُلْنَ طَوُلْنَ؛ لِأَنَّ الفَعِيْلَ يَجِيءُ مِنْ فَعُلَ غَالِبًا كَمَا يُعْلَمُ الفَرْقُ بَينَ خِفْنَ وَبِعْنَ مِنْ مُسْتَقْبِلِهِمَا أَعْنِيْ: يُعْلَمُ مِنْ (يَخَافُ) أَنَّ أَصْلَ خِفْنَ خَوِفْنَ؛ لِأَنَّ بَاب فَعَلَ يَفْعَلُ

لَا يَجِيءُ إِلَّا مِنْ حُرُوْفِ الحَلَقِ وَ يُعْلَمَ مِنْ (يَبِيْعُ) أَنَّ أَصْلَ بِعْنَ بَيَعْنَ؛ لِأَنَّ الأَجْوَفَ لَا يَجِيءُ مِنْ بَابِ فَعِلَ يَفْعَلُ

ترجمہ: اور ماضی کے جمع مونث قُلْنَ اور امر کے جمع مونث قُلْنَ کے درمیان فرق نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اہل صرف ضمنی اشتراک کا اعتبار نہیں کرتے اور وہ تقدیری فرق پر ہی اکتفا کرتے ہیں، جیسے کہ بِعْنَ میں، اور قُلْنَ معلوم و مجہول کے درمیان مشترک ہے، یا واضع کی غفلت سے ایسا ہوا جیسے کہ ماضی اور امر کے تثنیہ اور جمع کے صیغے میں بابِ تَفَعَّلَ، تَفَاعَلَ، تَفَعْلَلَ میں، اور فَعُلْنَ اور فَعَلْنَ کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا جیسے طُلْنَ، قُلْنَ، اس لیے کہ طُلْنَ طَوِيْلٌ سے جانا جاتا ہے کہ طُلْنَ کی اصل طَوُلْنَ ہے اس لیے کہ فَعِيْلٌ اکثر و بیشتر فَعُلَ سے آتا ہے، اور ایسے ہی خِفْنَ اور بِعْنَ کے درمیان فرق معلوم کیا جاتا ہے ان دونوں کے مستقبل کے ذریعہ یعنی يَخَافُ سے جانا جاتا ہے کہ خِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے اس لیے کہ فَعَلَ يَفْعَلُ کا باب نہیں آتا مگر حروف حلقی سے، اور يَبِيْعُ سے جانا جاتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَيَعْنَ ہے اس لیے کہ اجوف فَعِلَ يَفْعِلُ کے باب سے نہیں آتا ہے۔

اَلْمُسْتَقْبِلُ: (يَقُوْلُ) إِلٰى آخِرِهٖ أَصْلُهٗ يَقْوُلُ وَإِعْلَالُهٗ مَرَّ، فَحُذِفَ الوَاوُ فِيْ (يَقُلْنَ) لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ. اَلأَمْرُ: قُلْ الخ. أَصْلُهٗ: أُقْوُلْ ثُمَّ حُذِفَ الوَاوُ لِإِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ ثُمَّ حُذِفَ الأَلِفُ لِإِنْعِدَامِ الإِحْتِيَاجِ إِلَيْهَا، وَتُحْذَفُ الوَاوُ فِيْ: (قُلِ الحَقَّ) وَإِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْهِ السَّاكِنَانِ؛ لِأَنَّ الحَرْكَةَ فِيْهِ حَصَلَتْ بِالخَارْجِيِّ فَيَكُوْنُ فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ تَقْدِيْرًا بِخِلَافِ (قُوْلَا) وَ((قُوْلَنَّ)) لِأَنَّ الحَرَكَةَ فِيْهِمَا حَصَلَتِ بِالدَّاخِلِيَّيْنِ وَهُمَا أَلِفُ الفَاعِلِ وَنُوْنُ التَّاكِيْدِ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الدَّاخِلِيِّ

ترجمہ: اور (اجوف واوی کا) فعل مستقبل یَقُوْلُ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل یَقْوُلُ ہے اور اس کی تعلیل گزر چکی ہے، (فعل مضارع کا صیغہ جمع مونث غائب) یَقُلْنَ (آتا ہے پس اس کی تعلیل یوں ہے کہ) یَقُلْنَ میں واو کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے،: اور (اجوف واوی کا) فعل امر قُلْ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل اُقْوُلْ ہے پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واو کو حذف کر دیا گیا اور پھر الف (ہمزۂ وصلی) کی حاجت نہ ہونی کی وجہ سے اس کو بھی حذف کر دیا، اور قُلِ الْحَقَّ میں واو کو حذف کر دیا گیا اگر چہ اس میں دو ساکنین نہیں جمع ہوئے، اس لیے کہ اس میں جو حرکت حاصل ہوئی ہے وہ خارجی ہے، پس یہ حرکت تقدیراً سکون کے حکم میں ہے بر خلاف قُوْلَا اور قُوْلَنَّ کے، اس لیے کہ ان میں جو حرکت حاصل ہوئی ہے وہ داخلی ہے، اور یہ دونوں پہلے میں الف فاعل اور دوسرے میں نون تاکید ہے اور یہ داخلی کے منزل میں ہے۔

وَمِنْ ثَمَّ جَعَلُوْا مَعَهُ آخِرُ الْمُضَارِعِ مَبْنِيًّا،نَحْوُ:هَلْ يَفْعَلَنَّ وَتُحْذَفُ الأَلِفُ فِيْ دَعَتَا وَإِنْ حَصَلَ الحَرَكَةُ بِأَلِفِ الفَاعِلِ؛ لِأَنَّ التَّاءَ لَيْسَتْ مِنْ نَفْسِ الكَلِمَةِ بِخَلَافِ اللَّامِ فِيْ (قُوْلَا)وَتَقُوْلُ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ :قُوْلَنَّ قُوْلَانِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُوْلَانِّ قُلْنَانِّ وَ بِالخَفِيْفَةِ قُوْلَنْ قُوْلُنْ قُوْلِنْ. اَلفَاعِلُ: قَائِلٌ إِلٰى آخِرِهٖ أَصْلُ :(قَاوِلٌ) فَقُلِبَتِ الوَاوُ أَلِفًا لِتَحَرُّكِهَاوَإِنْفِتَاحِ مَاقَبْلَهَاكَمَافِيْ كِسَاءٍ أَصْلُهُ :(كِسَاوٌ) وَجُعِلَ وَاوُهٗ أَلِفًا لِوُقُوْعِهٖ فِي الطَّرْفِ وَ إِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا وَهُوَ السِّينُ ثُمَّ جُعِلَتْ هَمْزَةً وَلَا إِعْتِبَارَلِأَلِفِ الفَاعِلِ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِحَاجِزَةٍ حَصِيْنَةٍ فَاجْتَمَعَ الأَلِفَانِ وَلَا يُمْكِنُ إِسْقَاطُ الأُوْلٰى؛لِأَنَّهٗ يَلْتَبِسُ بِالمَاضِيْ وَكَذٰلِكَ فِي الثَّانِيَةِ فَحُرِّكَتْ فَصَارَتْ هَمْزَةً

ترجمہ: اور اسی وجہ سے اہل صرف نے نون تاکید کے ساتھ مضارع کے آخر کو مبنی بنایا ہے جیسے هَلْ يَفْعَلَنَّ، اور دَعَتَا میں الف کو حذف کیا جاتا ہے اگر چہ فاعل کے الف کی

وجہ سے حرکت حاصل ہوئی ہے اس لیے کہ تانفس کلمہ کی نہیں ہے بخلاف قُوْلَا کے لام کے، اور تو نون تاکید کے ساتھ یوں کہے قُوْلَنَّ، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلِنَّ، قُوْلَانِّ، قُلْنَانِّ، اور نون خفیفہ کے ساتھ یوں کہے قُوْلَنْ، قُوْلُنْ، قُوْلِنْ، اور (اجوف واوی کا) اسم فاعل قَائِلٌ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل قَاوِلٌ ہے پس واو کو الف سے بدل دیا گیا اس کے متحرک ہونے کی وجہ سے اور اس کے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے جیسے کہ کِسَاءٌ میں کہ اس کی اصل کِسَاوٌ ہے، اور اس کی واو کو الف، واو کے طرف میں واقع ہونے اور اس کے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے بنایا گیا ہے (اور ماقبل جو مفتوح ہے) وہ سین ہے، پھر الف کو ہمزہ بنایا گیا ہے، اور الف فاعل کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا اس لیے کہ وہ قوی مانع نہیں ہے، پس دو الف جمع ہو گئے اور پہلے الف کو ساقط کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے کہ صیغہ تب تو ماضی کے ساتھ ملتبس ہو جائے گا، اور ایسے ہی دوسرے میں، پس دوسرے کو حرکت دے دی گئی تو وہ ہمزہ ہو گیا۔

وَيَجِيءُ فِي البَعْضِ بِالحَذْفِ، نَحْوُ: هَاعٍ وَلَاعٍ وَ الأَصْلُ: هَائِعٌ وَلَائِعٌ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالىٰ (بُنْيَانُهُ عَلىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ) [التوبة ۱۰۹/۹] أَيْ: هَائِرٌ، وَ يَجِيءُ بِالقَلْبِ، نَحْوُ: شَاكٍ وَأَصْلُهُ شَاوِكٌ وَ حَادٍ أَصْلُهُ وَاحِدٌ وَ يَجُوْزُ القَلْبُ فِيْ كَلَامِهِمْ، نَحْوُ: اَلقِسِيُّ أَصْلُهُ قُوُوْسٌ فَقُدِّمَ السِّينُ فَصَارَ قُسُوْوٌ، نَحْوُ: عُصُوْوٌ ثُمَّ جُعِلَ قُسِيًّا لِوُقُوْعِ الوَاوَيْنِ فِي الطَّرْفِ ثُمَّ كُسِرَ القَافُ إِتِّبَاعًا لِمَا بَعْدَهَا كَمَا فِيْ عِصِيٍّ وَمِنْهُ أَيْنُقٌ أَصْلُهُ: أَنْوُقٌ ثُمَّ قُدِّمَ الوَاوُ عَلَى النُّوْنِ فَصَارَ أَوْنُقٌ ثُمَّ جُعِلَ الوَاوُ يَاءً عَلىٰ غَيرِ قِيَاسٍ

ترجمہ: اور بعض میں دوسرے الف کے حذف کے ساتھ آتا ہے جیسے هَاعٍ، لَاعٍ، حالاں کہ اصل هَاءِعٌ، لَاءِعٌ ہے، اور اسی سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "بُنْيَانُهُ عَلىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ" (التوبہ: ۹،۱۰۹)(جس نے اپنی نیو چُنی (بنیاد رکھی) ایک گراؤ گڑھے کے

کنارے)یعنی هَائِرٌ، اور اسم فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ کہ اس کی اصل شَاوِكٌ ہے،اور حَادٍ کہ اس کی اصل وَاحِدٌ ہے،اور اہل عرب کے کلام میں قلب جائز ہے جیسے قُسِيٌّ کہ اس کی اصل قُوُوْسٌ ہے،پس سین کو مقدم کیا گیا تو قُسُوْوٌ ہو گیا جیسے عُصُوْوٌ،اور پھر قُسِيٌّ بنایا گیا طرف میں دو واو کے واقع ہونے کی وجہ سے پھر قاف کو اس کے مابعد کی اتباع میں کسرہ دیا گیا جیسے عَصِيٌّ میں،اور اسی سے اَيْنُقٌ ہے کہ اس کی اصل أَنْوُقٌ ہے پھر واو کو نون پر مقدم کیا گیا تو اَوْنُقٌ ہو گیا پھر خلاف قیاس واو کو یا بنایا گیا۔

اَلمَفْعُوْلُ:مَقُوْلٌ..الخ.أَصْلُهٗ مَقْوُوْلٌ فَأُعِلَّ كَإِعْلَالِ يَقُوْلَ فَصَارَ مَقُوْوْلٌ فَاجْتَمَعَ السَّاكِنَانِ فَحُذِفَتِ الوَاوُ الزَّائِدَةُ عِنْدَ سَيْبَوَيْهِ؛ لِأَنَّ حَذْفَ الزَّائِدِ أَوْلٰى وَالوَاوُ الأَصْلِيُّ عِنْدَ الأَخْفَشِ؛ لِأَنَّ الزَّائِدَ عَلَامَةٌ وَ العَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ، وَقَالَ سَيْبَوَيْهِ فِيْ جَوَابِهٖ : لَا تُحْذَفُ إِذَا لَمْ تُوْجَدْ عَلَامَةٌ أُخْرٰى، وَ فِيْهِ تُوْجَدُ عَلَامَةٌ أُخْرٰى وَهُوَالمِيْمُ فَيَكُوْنُ وَزْنُهٗ عِنْدَهٗ مَفُعْلٌ وَعِنْدَ الأَخْفَشِ مَفُوْلٌ وَكَذٰلِكَ مَبِيْعٌ يَعْنِيْ:أُعِلَّ إِعْلَالَ يَبِيْعُ فَصَارَ مَبْيُوْعٌ فَحُذِفَ الوَاوُ عِنْدَ سَيْبَوَيْهِ فَصَارَ مَبُيْعٌ ثُمَّ كُسِرَ البَاءُ حَتّٰى تَسْلَمَ اليَاءُ،وَعَنْدَ الأَخْفَشِ حُذِفَ اليَاءُ فَأُعْطِيَ الكَسرَةُ لِمَا قَبْلَهَا كَمَا فِيْ بِعْتَ فَصَارَ مَبِوْعٌ ثُمَّ جُعِلَ الوَاوُ يَاءً كَمَا فِيْ مِيزَانٍ فَيَكُوْنُ وَزْنُهٗ مَفِعْلٌ عِنْدَ سَيْبَوَيْهِ وَ عِنْدَ الأَخْفَشِ مَفِيْلٌ

ترجمہ:(اجوف واوی سے)اسم مفعول مَقُوْلٌ (آتا ہے)آخر تک،اس کی اصل مَقْوُوْلٌ ہے،پس اس میں يَقُوْلُ کی تعلیل کی طرح تعلیل کی گئی ہے تو مَقُوْوْلٌ ہو گیا،پس دو ساکن جمع ہو گئے تو سیبویہ کے نزدیک واوِ زائدہ کو حذف کیا گیا اس لیے کہ زائدہ کا حذف کرنا اولی ہے،اور اخفش کے نزدیک واوِ اصلی کو حذف کیا گیا اس لیے کہ واوِ زائدہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی،اور سیبویہ نے اخفش کے جواب میں کہا کہ علامت کو

اس وقت حذف نہیں کیا جاتا جب کہ دوسری علامت نہ پائی جائے حالاں کہ اس میں دوسری علامت پائی جاتی ہے اور وہ میم مفعول ہے پس اس کا وزن مَفُعْلٌ ہو جائے گا، اور اخفش کے نزدیک اس کا وزن مَفُوْلٌ ہے، اور ایسے ہی مَبِیْعٌ یعنی یَبِیْعُ کی تعلیل کی طرح اس میں بھی تعلیل کی گئی ہے تو مَبْیُوْعٌ ہو گیا، پس سیبویہ کے نزدیک واو کو حذف کیا گیا تو مَبُیْعٌ ہو گیا پھر با کو کسرہ دیا گیا تاکہ یا سلامت رہے، اور اخفش کے نزدیک یا کو حذف کیا گیا پھر اس کے ماقبل کو کسرہ دیا گیا جیسے کہ بِعْتَ میں تو مَبِوْعٌ ہو گیا پھر واو کو یا بنایا گیا جیسے کہ مِیْزَانٌ میں، تو اس کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفِعْلٌ ہو گا اور اخفش کے نزدیک مَفِیْلٌ ہو گا۔

اَلمَوْضِعُ مَقَالٌ أَصْلُهٗ:مَقْوَلٌ فَأُعِلَّ كَمَا فِيْ يَخَافُ وَكَذٰلِكَ مَبِيْعٌ أَصْلُهٗ:مَبْيِعٌ فَأُعِلَّ كَمَا يَبِيْعُ وَإِكْتَفٰى بِالفَرْقِ التَّقْدِيْرِىْ بَيْنَ المَوْضِعِ وَبَيْنَ إِسْمِ المَفْعُوْلِ وَهُوَ مُعْتَبَرٌ عِنْدَهُمْ كَمَا فِي الفُلْكِ إِذَا قُدِّرَتْ سُكُوْنُهٗ كَسُكُوْنِ أُسْدٍ يَكُوْنُ جَمْعًا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى:حَتّٰٓى إِذَا كُنْتُمْ فِى الفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ) [يونس ١٠/٢٢] وَ إِذَا قُدِّرَتْ سُكُوْنُهٗ كَسُكُوْنِ قُرْبٍ يَكُوْنُ وَاحِدًا،نَحْوُ:قَوْلِهٖ تَعَالٰى:فِى الفُلْكِ المَشْحُوْنِ)[الشعراء ٢٦/١١٩]

ترجمہ: (اجوف واوی سے) اسم ظرف مَقَالٌ (آتا ہے) اس کی اصل مَقْوَلٌ ہے پس اس میں تعلیل کی گئی جیسے یَخَافُ میں تعلیل کی گئی ہے، اور ایسے ہی مَبِیْعٌ کہ اس کی اصل مَبْیِعٌ ہے پس اس میں تعلیل کی گئی جیسے یَبِیْعُ میں تعلیل کی گئی ہے، اور اسم ظرف اور اسم مفعول کے درمیان صرف تقدیری فرق پر اکتفا کیا گیا ہے اور یہ اہل صرف کے نزدیک معتبر ہے جیسے کہ فُلْكٌ میں ہے جب اس کے سکون کو اُسْدٌ کے سکون کی طرح مقدر کیا گیا تو یہ جمع ہو گا، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "حَتّٰٓى إِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ" (یونس:۲۲،۱۰۔) (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ انہیں لے کر چلیں) اور

جب اس کے سکون کو قُرْبٌ کے سکون کی طرح مقدر کیا گیا تو یہ واحد ہوگا، جیسے اللہ تعالی کا فرمان: "فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ" (الشعراء:۲۶، ۱۱۹۔) (بھری ہوئی کشتی میں)

اَلْمَجْهُوْلُ: قِيْلَ إِلٰى آخِرِهٖ أَصْلُهٗ: قُوِلَ فَأُسْكِنَ الوَاوُ لِلْخِفَّةِ فَصَارَ قُوْلَ وَهُوَ لُغَةٌ ضَعِيْفَةٌ لِثِقْلِ إِجْتِمَاعِ الضَّمَّةِ وَالوَاوِ فِيْ كَلِمَةٍ وَفِيْ لُغَةٍ أُخْرٰى أُعْطِيَ كَسرَةُ الوَاوُ إِلٰى مَا قَبْلَهَا فَصَارَ: قِوْلَ ثُمَّ صَارَ الوَاوُ يَاءً لِكَسرَةِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ: قِيْلَ، وَ فِيْ لُغَةٍ تُشَمُّ حَتّٰى يُعْلَمَ أَنَّ أَصْلَ مَا قَبْلَهَا مَضْمُوْمٌ وَكَذٰلِكَ بِيْعَ وَاُخْتِيرَ وَأُنْقِيْدَ وَقُلْنَ وَ بِعْنَ يَعْنِي يَجُوْزُ فِيْهِنَّ ثَلَاثُ لُغَاتٍ وَلَا يَجُوْزُ الإِشْمَامُ فِيْ مِثْلِ أُقِيْمَ لِإِنْعِدَامِ ضَمَّةِ مَا قَبْلَ اليَاءِ وَلَا يَجُوْزُ بِالْوَاوِ أَيْضًا؛ لِأَنَّ جَوَازَ الوَاوِ لِأَنْضِمَامِ مَا قَبْلَ حَرْفِ العِلَّةِ وَهُوَلَيْسَ بِمَوْجُوْدٍ وَسُوِّىَ فِيْ مِثْلِ قُلْنَ وَبِعْنَ بَيْنَ المَعْلُوْمِ وَ المَجْهُوْلِ اِكْتِفَاءً بِالفَرْقِ التَّقْدِيْرِيْ وَأَصْلُ يُقَالُ يُقْوَلُ فَأُعِلَّ مِثْلُ إِعْلَالِ يُخَافُ

ترجمہ: (اجوف واوی سے) فعلِ مجہول قِيْلَ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل قُوِلَ ہے، پس واو کو خفت کی وجہ سے ساکن کیا گیا تو قُوْلَ ہو گیا اور یہ ضعیف لغت ہے ایک کلمہ میں واو اور ضمہ کے اجتماع کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور دوسری لغت میں واو کا کسرہ اس کے ماقبل کو دے دیا گیا تو قِوْلَ ہو گیا پھر ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واو، یا ہو گئی تو قِيْلَ ہو گیا۔ اور ایک لغت میں اشمام کیا جائے گا تاکہ جان لیا جائے کہ یا کے ماقبل کی حرکت مضموم ہے، اور ایسے ہی بِيْعَ اور اُخْتِيْرَ اور اُنْقِيْدَ اور قُلْنَ اور بِعْنَ۔ یعنی ان میں تینوں لغات جائز ہیں، اور اشمام جائز نہیں ہے اُقِيْمَ کے مثل میں یا کے ماقبل ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے، اور واو کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے، اس لیے کہ واو کا جائز ہونا حرف علت کے ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ موجود نہیں، اور قُلْنَ اور بِعْنَ کے مثل میں معلوم اور مجہول کے

درمیان برابری کی گئی ہے اور صرف فرق تقدیری پر اکتفا کیا گیا ہے، اور يُقَالُ کی اصل يُقْوَلُ ہے پس يُخَافُ کی تعلیل کی طرح اس میں بھی تعلیل کی گئی ہے۔

الباب الخامس فی الاجوف

اجوف کا بیان

سوال:(۱)۔ اجوف کے اور کون کون سے نام ہیں نیزان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: اجوف کے تین نام ہیں (۱) اجوف (۲) معتل العین (۳) اور ذو ثلاثہ۔ اسے اجوف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عین کلمہ (یعنی درمیان والا کلمہ) حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے۔ معتل العین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عین کلمہ حرف علت ہوتا ہے۔ اور اسے ذو ثلاثہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ماضی متکلّم میں اس کے تین حرف ہوجاتے ہیں مثلاً قُلْتُ ، بِعْتُ وغیرہ۔

نوٹ: اگرچہ ماضی مخاطب میں بھی تین حرف ہوتے ہیں لیکن چوں کہ کلام متکلّم سے شروع ہوتا ہے اس لیے صاحب کتاب نے صرف متکلّم کا ذکر کیا ورنہ متکلّم کی تخصیص نہیں ہے۔

سوال:(۲)۔ اجوف کتنے اور کون کون سے بابوں سے آتا ہے؟

جواب: اجوف تین بابوں سے آتا ہے (۱) فَعَلَ يَفْعُلُ (قَالَ يَقُوْلُ)۔ (۲) فَعَلَ يَفْعِلُ (بَاعَ يَبِيْعُ)۔ (۳) فَعِلَ يَفْعَلُ (خَافَ يَخَافُ)۔

سوال:(۳)۔ طَالَ يَطُوْلُ (طَوُلَ يَطْوُلُ) باب فَعُلَ يَفْعُلُ سے آرہا ہے اور یہ بھی اجوف ہے لہذا آپ کا بیان کردہ قاعدہ درست نہیں؟

جواب: یہ صرف بنوتمیم کی لغت ہے (لہذا یہ شاذ ہے)۔

سوال:(۴)۔تعلیل کے سلسلے میں بعض صرفیوں نے ایک جامع قاعدہ بیان کیا ہے اس کی وضاحت کیجیے؟

جواب: بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رعایت سے تعلیل کے تمام مسائل حل ہوجاتے ہیں وہ قاعدہ یہ ہے ۔فاء کلمہ کے علاوہ جہاں بھی حرف علت واقع ہو اس میں تعلیل کی سولہ صورتیں بنتی ہیں کیوں کہ حروف علت میں چار طریقے ہوں گے فتحہ، ضمہ، کسرہ اور سکون، نیز حرف علت سے ماقبل حرف میں بھی یہی چار صورتیں ہوں گی اس طرح چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب حرف علت ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو تو اُسے چھوڑ دیتے ہیں کیوں کہ اس سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے باقی پندرہ صورتیں رہ گئیں۔

پہلی چار صورتیں:

حرف علت،(۱)۔ساکن(۲)۔مفتوح(۳)۔مکسور(۴)۔یا مضموم ہو اور اس سے پہلا حرف مفتوح ہو جیسے قَوْلٌ ،بَيَعَ ،خَوِفَ،طَوُلَ۔ان میں سے پہلی صورت یعنی قَوْلٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حرف علت ساکن ہو تو اسے ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لیے کہ ساکن کی طبیعت میں ضعف ہوتا ہے اور ماقبل کا تقاضا ہوتا ہے کہ اسے بدل دیا جائے جیسے مِيْزَانٌ اصل میں مِوْزَانٌ تھا البتہ حرف علت ساکن سے پہلے والا حرف مفتوح ہو تو حرف علت کو نہیں بدلا جائے گا کیوں کہ فتحہ ضعیف ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے قَوْلٌ کو قَالَ پڑھا جائے۔

سوال: (۵)۔آپ کا بیان کردہ قاعدہ درست نہیں ہے کیوں کہ اَغْزَوْتَ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے اس کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَيْتُ پڑھتے ہیں؟

جواب: اس میں واؤ کا بدلنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے بلکہ "يُغْذِي "کی اتباع میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا۔

سوال:(۶)۔"كَيْنُوْنَةٌ"اصل میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح "كَوْنُوْنَةٌ"تھا آپ نے واؤ کو یاء سے بدل دیا کیوں؟

جواب:خلیل کے نزدیک یہ اصل میں "كَيْوَنُوْنَةٌ"تھا واؤ کو یاء سے بدلا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا بعد ازاں تخفیف کی غرض سے ایک یاء کو گرا دیا كَيْنُوْنَةٌ ہو گیا جیسے مَيّتٌ "اصل میں مَيْوِتٌ "تھا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا "مَيّتٌ "ہو گیا، یہاں بھی تخفیف کی خاطر یاء کو گرانا جائز ہے۔بعض لوگوں کے نزدیک كَيْنُوْنَةٌ اصل میں كُوْنُوْنَةٌ تھا کاف کو فتحہ دے دیا تاکہ صَيْرُوْرَةٌ ،غَيْبُوْبَةٌ قَيْلُوْلَةٌ جیسے مصادر میں یاء کو واؤ سے نہ بدلنا پڑے پھر یائی مصادر کی اتباع کرتے ہوئے كَوْنُوْنَةٌ کی واؤ کو یاء سے بدل دیا "كَيْنُوْنَةٌ "ہو گیا۔

سوال:(۷)۔یائی مصادر کی اتباع کیوں ضروری سمجھی گئی؟

جواب: چوں کہ یائی مصادر کثیر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ واوی مصادر کے صرف چند الفاظ ہیں كَيْنُوْنَةٌ دَيْمُوْمَةٌ ،سَيْدُوْدَةٌ ،هَيْعُوْعَةٌ اس لیے یائی کی اتباع کی گئی۔

ابن جنی نے آخری تین یعنی بَيَعَ ،خَوِفَ طَوُلَ کے بارے میں کہا ہے کہ حرف علت کو بدلنے کے لیے پہلے اُسے ساکن کرنا پڑے گا تاکہ اس میں تخفیف پائی جائے اور پھر ماقبل کے فتحہ کے تقاضا کے مطابق اسے الف سے بدل دیا جائے گا لیکن اس قلب کے لیے سات شرطیں ہیں۔

(۱)۔حرف علت فعل میں ہو یا ایسے اسم میں جو فعل کے وزن پر ہو۔جیسے قَوَلَ سے قَالَ دَوَرٌ سے دَارٌ ۔

(۲)۔ اس کی حرکت اصلی ہو عارضی نہ ہو جیسے: قَوَلَ سے قَالَ اور دَعَوُا میں واؤ کی حرکت عارضی ہے لہذا اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

(۳)۔ حرف علت کے ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو جیسے عَوِرَ کہ اس میں تعلیل نہیں ہوگی کیوں کہ اس میں عین کا فتحہ سکون کے حکم میں ہے۔

(۴)۔ کلمہ کے معنی میں اضطراب نہ ہو لہذا حَیَوَانٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے معنی میں اضطراب ہے۔۔

(۵)۔ اس کلمہ میں دو تعلیلیں جمع نہ ہوں لہذا طَوٰي میں تعلیل نہیں ہوگی ورنہ تو دو تعلیل کا جمع ہونا لازم آئے گا۔

(۶)۔ مضارع میں دو حرف علت ملے ہوئے نہ ہوں جیسے حَیِيَ میں تعلیل نہیں ہوگی ورنہ تو فعل مضارع یَحَيُّ میں دو حرف علت جمع ہوجائیں گے۔

(۷)۔ حرف علت کو اصل پر دلالت کرنے کے لیے بغیر تعلیل کے نہ چھوڑا گیا ہو جیسے قَوَدٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کہ اس میں واؤ کو اصل پر دلالت کرنے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قَالَ جیسے صیغوں میں جو اصل میں قَوَلَ تھا دَارٌ جو اصل میں دَوَرٌ تھا تعلیل ہوتی ہے کیوں کہ ان میں شرائط مذکورہ پائی جاتی ہیں۔

سوال: (۸)۔ دِیَارٌ، قِیَامٌ اور سِیَاطٌ اسم ہیں اور وزن فعل پر بھی نہیں ہیں اس کے باوجود ان میں تعلیل کیوں کی گئی جبکہ ان کی اصل دِوَارٌ قِوَامٌ اور سِوَاطٌ ہے؟

جواب: دِیَارٌ میں واحد کی اتباع کی گئی قِیَامٌ میں فعل کی اتباع کی گئی اور سِیَاطٌ میں واحد کی اتباع کی گئی یعنی اگرچہ یہ اسماء نہ فعل ہیں اور نہ فعل کے وزن پر ہیں لیکن مناسبت کی وجہ سے تعلیل ہوئی سَوْطٌ کی واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے دَارٌ کے الف کے مشابہ ہے۔

سوال:(۹)۔ اَلْحَوَكَةُ ،اَلْخَوَنَةُ ،جَيَدَي ،صُوْرٰی ایسے اسم ہیں جو فعل کے وزن پر ہیں یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

جواب: آخر میں علامت تانیث آنے کی وجہ سے یہ وزن فعل سے نکل گیے کیوں کہ فعل میں علامتِ تانیث اور الفِ مقصورہ نہیں آتا،پس شروع کے دو میں گول ۃ اور آخر کے دو میں الفِ مقصورہ علامتِ تانیث موجود ہے لہذا شرط اول کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:(۱۰)۔ دَعَوُ الْقَوْمَ میں دَعُو افعل ہے یہاں تعلیل کیوں ہوئی؟

جواب: یہاں حرکت عارضی ہے جیسا کہ عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ میں حرف علت کی حرکت عارضی ہے کیوں کہ عَوِرَ کی عین اِعْوَرَّ کی عین کے حکم میں ہے اور اِجْتَوَرَ کی واؤ "تَجَاوَرَ" کے الف کے حکم میں ہے اور یہ دونوں یعنی اِعْوَرَّ کی عین اور تَجَاوَرَ کا الف ساکن ہیں۔

سوال:(۱۱)۔ حَيَوَانٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

جواب: حَيَوَانٌ میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی تاکہ اس کی حرکت اس کے اضطرابِ معنی پر دلالت کرے۔

سوال:(۱۲)۔ مَوَتَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے حالانکہ حرف علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

جواب: "مَوَتَانِ" میں تعلیل اس لیے نہیں کی گئی کیوں کہ اسے حَيَوَانٌ پر محمول کیا گیا ہے کیوں کہ وہ اس کی نقیض ہے اور اہل عرب نقیضین کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں۔

سوال:(۱۳)۔طَوَي میں تعلیل کرکے واؤ کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب:طَوْي کی واؤ میں اس لیے تعلیل نہیں کی گئی کہ دو اعلال جمع نہ ہوں کیوں کہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا ہے "طَوَ یَا" میں اگرچہ دو اعلال جمع نہیں ہوتے لیکن طَوْي پر محمول کرتے ہوئے اس میں بھی تعلیل نہیں کرتے۔

سوال:(۱۴)۔حَيِيَ میں تعلیل کرکے یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب: حَيِيَ میں پہلی یاء کو اس لیے نہیں بدلا کہ اس صورت میں حَايَ ہوجاتا اور مستقبل میں يَحَايُ ہوکر آخر میں ضمہ آتا اور ناقص مضارع کے آخر میں ضمہ نہیں آتا اور دوسری یاء کا ماقبل مفتوح نہیں۔

سوال:(۱۵)۔قَوَدٌ میں تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالاں کہ حرف علت ماقبل مفتوح ہے؟

جواب:قَوَدٌ کی واؤ کو اصل پر دلالت کرنے کے لیے چھوڑا گیا ہے کہ وہ واؤ اس کے واوی ہونے پر دلالت کرے اگر اس میں تعلیل کرکے قَادٌ بنائیں تو معلوم نہیں ہوسکے گا کہ یہ کلمہ اجوف واوی ہے یا اجوف یائی، ایسے ہی صَيَدٌ میں بھی تعلیل نہیں ہوگی کہ اس کی یاء اصل پر دلالت کرنے کے لیے چھوڑی گئی ہے پس ساتویں شرط فوت ہونے کے سبب اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

دوسری چار صورتیں: جب حرف علت کا ماقبل مضموم ہو جیسے مُيْسِرٌ ،بُيِعَ،يَغْزُوُ ،لَنْ يَّدْعُوَ ۔

پہلی صورت میں یاء کو ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے مُيْسِرٌ سے مُوْسِرٌ ہوجائے گا۔

دوسری صورت میں یاء کو آسانی کے لیے ساکن کرکے پھر اسے واؤ سے بدلیں گے کیوں کہ اس کا ماقبل مضموم ہے اور ساکن کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے یہ بُوْعَ ہوجائے گا یا یاء کی مناسبت سے ماقبل کی حرکت یاء کی جنس سے کردیں گے۔

تیسری صورت میں تخفیف کی غرض سے حرف علت کو ساکن کردیا جائے گا جیسے یَغْزُوْ۔

چوتھی صورت میں چوں کہ حرف علت پر فتحہ ہے اور فتحہ خفیف حرکت ہوتی ہے لہذا تعلیل نہیں ہوگی لَنْ یَّدْعُوَ پڑھیں گے جیسے غُیَبَۃٌ اور نُوَمَۃٌ پڑھیں گے۔

تیسری چار صورتیں :جب حرف علت کا ماقبل مکسور ہو جیسے مِوْزَانٌ .دَاعِوَۃٌ۔رَضِیُوا تَرْمِیِیْنَ ۔

پہلی صورت میں واؤ ساکن ماقبل مکسور ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدلیں گے تو مِیْزَانٌ ہوجائے گا ۔

دوسری صورت میں حرف علت کے مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں کمزوری پائی گئی اور ماقبل مکسور ہے جو اس کی تبدیلی کو چاہتا ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدلا دَاعِیَۃٌ ہوگیا۔

سوال:(۱۶)۔دِوَلٌ میں حرف علت مفتوح ماقبل مکسور ہے اسے یاء سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب: وہ اسماء جو کسی فعل سے مشتق نہیں ہیں ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوتی البتہ وزن فعل پر ہوں تو اس وقت ان میں تعلیل جائز ہے۔لیکن دِوَلٌ وزن فعل پر نہیں ہے۔

تیسری صورت:یعنی رَضِیُوا میں تخفیف کی غرض سے حرف علت یاء کو ساکن کریں گے التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا جائے گا اس کے بعد چوں کہ واؤ ماقبل مکسور ہے لہذا ضاد کو ضمہ دیں گے اب یہ رَضُوا ہوجائے گا۔

چوتھی صورت:یعنی تَرْمِيِيْنَ میں تیسری صورت کی طرح تعلیل ہوگی پہلی یاء جسے تخفیف کے لیے ساکن کیا تھااس یاء کوساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیں گے۔

چوتھی تین صورتیں: جب حرف علت کا ماقبل ساکن ہو جیسے یَخْوَفُ ،یَبْيِعُ ،یَقْوُلُ یہاں ان حروف کی حرکت ماقبل کو دیں گے کیوں کہ حرف علت میں ضعف ہوتا ہے اور حرف صحیح قوی ہوتا ہے لہذا حرکت ماقبل حرف کی طرف منتقل ہوگی البتہ یَخْوَفُ میں چوں کہ حرف علت واؤ کا ماقبل مفتوح ہوجائے گا لہذا واؤ کو الف سے بدل دیں گے اگرچہ ماقبل کو حرکت دینے سے واؤ ساکن ہے لیکن یہ سکون عارضی ہے۔

سوال:(۱۷)۔ خَوْفٌ میں واؤ ساکن ہے اور اس کا مقبل مفتوح ہے اسے الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب:خَوْفٌ میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی کہ واؤ کا سکون اصلی ہے اور ماقبل مفتوح ہے لہذا اس میں تخفیف پائی جاتی ہے حالانکہ تعلیل ثقل کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

سوال:(۱۸)۔ اَدْوُرٌ اور اَعْيُنٌ میں حرف علت متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

جواب:ان مثالوں میں تعلیل کرنے سے باب افعال کے ساتھ التباس لازم آئے گا وہ ایسے کہ اگر اَدْوُرٌ میں واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیں اور اَدُوْرُ کہیں تو دَارَ احد متکلّم مضارع سے التباس ہوگا ،اور اگر اَعْيُنٌ میں یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیں اور ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے یاء کو واؤ سے بدل کر اَعُوْنُ کہیں تو عَانَ کے مضارع واحد متکلّم سے التباس ہوگا اس لیے نقل حرکت نہیں کی۔

سوال: (۱۹)۔جَدْوَلٌ میں واؤ متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اگر یہاں واؤ کی حرکت ماقبل کو دیتے تو وزن باقی نہ رہنے کی وجہ سے الحاق باطل ہو جاتا کیوں کہ یہ ملحق ہے۔

سوال:(۲۰)۔قَوَّمَ میں واو متحرک اور ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: یہاں تعلیل کرنے سے اعلال میں اعلال لازم آتا ہے کیوں کہ ادغام کی وجہ سے پہلے تعلیل ہو چکی ہے۔

سوال:(۲۱)۔رَمْيٌ میں یاء متحرک ماقبل ساکن ہے تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہاں تعلیل سے معرب کے آخر میں سکون لازم آتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے اس لیے تعلیل نہیں ہوئی۔

سوال:(۲۲)۔ تَقْوِ يْمٌ تِبْيَانٌ ،مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

جواب: چوں کہ یہاں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن ہے اس لیے حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے لہذا تعلیل نہیں کی گئی۔

سوال:(۲۳)۔مِخْيَطٌ میں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل کی صورت میں اجتماع ساکنین کا خطرہ نہیں تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

جواب: مِخْيَطٌ ،مِخْيَاطٌ میں کمی کرکے بنایا گیا ہے لہذا مِخْيَاطٌ کی اتباع میں یہاں بھی تعلیل نہیں ہوتی۔

سوال:(۲۴)۔اگر کہا جائے کہ اَلْإِقَامَةُ میں جو اصل میں اِقْوَامٌ تھا، تعلیل کی وجہ سے بھی اجتماع ساکنین لازم آتا ہے پھر تعلیل کیوں کی گئی؟

جواب: اِقَامَةٌ میں تعلیل اَقَامَ کی اتباع میں کی گئی ہے۔

سوال(۲۵)۔:قَامَ جو ثلاثی مجرد ہے اور تعلیل میں اصل ہے اس کی اتباع کرتے ہوئے تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کی جاسکتی تھی کیوں نہیں کی گئی ؟

جواب:چوں کہ تَقْوِیْمٌ کی ماضی قَوَّمَ تھالہذا قَامَ کی اتباع باطل ہوگئی اگرچہ قَامَ تعلیل میں اصل ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ قَوَّمَ کوتَقْوِیْم کے ساتھ اخوت میں جو قوت حاصل ہے وہ قَامَ کو حاصل نہیں ہے۔

سوال: (۲٦)۔:چوں کہ اَقَامَ میں تعلیل ہوتی ہے تواَقَامَ کی وجہ سے قَامَ کوقوت حاصل ہوگئی ہے لہذااس کی اتباع میں تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کی جانی چاہیے ؟

جواب:اَقَامَ ،قَامَ کو تقویت پہچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیوں کہ اَقَامَ ثلاثی مجرد نہیں اور نہ ہی تعلیل میں اصل ہے۔

سوال:(۲۷)۔مَا اَقْوَلَهٗ اوراَغْیَلَتِ الْمَرْأَةُ میں حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی ؟

جواب:ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی اصل پر دلالت کرنے کے لیے بغیر تعلیل کے چھوڑا گیا۔

سوال: (۲۸)۔قَالَ اور قُلْنَ کی تعلیل واضح کیجیے ؟

جواب:قَالَ اصل میں قَوَلَ تھاواؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے واؤ کوالف سے بدل دیاتوقَالَ ہوگیا۔قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھاواؤ کو الف سے بدلا توقَألْنَ ہوا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیاقَلْنَ ہوگیا۔اب(ق)کوضمہ دیا تاکہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے قُلْنَ ہوگیا۔

سوال:(۲۹)۔ خِفْنَ میں تعلیل کے بعد خاء کوضمہ کیوں نہیں دیاگیا؟

جواب: یہاں حرف کو بدلنے کی صورت میں اصل بات یہ ہے کہ واؤ محذوفہ کی حرکت ماقبل کو دی جائے گی لیکن قُلْنَ کی صورت میں یہ ممکن نہیں تھاکیوں کہ واؤ کا فتحہ کاف کو دیتے

تو قاف پہلے سے ہی مفتوح ہے لہذا مفتوح کو فتحہ دینا لازم آتا لیکن خِفْنَ میں اصل میں خَوِفْنَ تھا واؤ کی حرکت خاء کو دے دی کیوں کہ یہاں قُلْنَ والی خرابی لازم نہیں آتی۔

سوال:(۳۰)۔جمع مؤنث ماضی اور جمع مؤنث امر حاضر دونوں صیغے قُلْنَ ہیں لہذا ان میں اشتراک پایا گیا فرق کیسے کیا جائے گا؟

جواب: **پہلا جواب:** یہاں اشتراک تعلیل کے ضمن میں ہے یعنی اشتراک ضمنی ہے اور اہل صرف اس کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ اسی فرق پر اکتفا کرتے ہیں جو ان صیغوں میں تقدیراً پایا جاتا ہے۔اسی طرح ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرق تقدیری کا لحاظ کیا گیا جیسے بِعْنَ میں ہے ان صیغوں کی تقدیر یہ ہے ماضی معروف قَوَلْنَ مجہول قُوِلْنَ امر حاضر معروف اُقْوُلْنَ ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں اشتراک پایا گیا ہے وہ واضع کی غفلت کی وجہ سے ہے بشرطیکہ واضع انسان کو تسلیم کیا جائے کیوں بھول انسان سے واقع ہوتی ہے اسی طرح کا اشتراک باب تفعل تَفَاعُلٌ اور تَفَعْلُلٌ کی ماضی اور امر میں تثنیہ ،جمع کے صیغوں میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً تَطَهَّرَا تَقَابَلَا تَسَرْبَلَا ۔اسی طرح تَطَهَّرُوا ،تَقَابَلُوا ،تَسَرْبَلُوا ماضی کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور امر کے لیے بھی۔

سوال:(۳۱)۔ طُلْنَ اور قُلْنَ بظاہر ایک جیسے صیغے ہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کے ابواب مختلف ہیں؟

جواب: ان میں فرق کرنا آسان ہے کیوں کہ طُلْنَ کی پہچان طَوِیْلٌ سے ہوجاتی ہے اس لیے کہ طَوِیْلٌ صفت مشبہ ہے یہ وزن عام طور پر باب فَعُلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے جبکہ قُلْنَ فَعَلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے اسی طرح خِفْنَ اور بِعْنَ میں ان کے مضارع سے فرق معلوم ہوجائے گا کیوں کہ یَخَافُ سے پتہ چلتا ہے کہ خِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے کیوں کہ فَعَلَ

يَفْعَلُ کا عین کلمہ یالام کلمہ حرف حلقی ہوتا ہے اور يَبِيْعُ سے پتہ چلتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَيَعْنَ ہے یعنی ماضی مفتوح العین ہے کیوں کہ اجوف فَعِلَ يَفْعَلُ سے نہیں آتا۔

يَقُوْلُ اصل میں يَقْوُلُ تھا واؤ کا ضمہ کاف کو دیا يَقُوْلُ ہو گیا يَقُلْنَ اصل میں يَقْوُلْنَ تھا واؤ کا ضمہ کاف کو دیا واؤ اور لام میں اجتماع ساکنین ہو گیا واؤ کو گرا دیا يَقُلْنَ ہو گیا۔

قُلْ اصل میں اُقْوُلْ تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا اور شروع سے ہمزہ وصل کو بھی گرا دیا کیوں کہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی قُلْ ہو گیا۔

سوال: (۳۲)۔قُلِ الْحَقَّ میں لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے واؤ کے ساتھ اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا اس کے باوجود آپ نے واؤ کو گرا دیا کیوں؟

جواب: یہاں لام تقدیرًا ساکن ہے اگر چہ بظاہر مکسور ہے کیوں کہ یہ حرکت خارج سے آئی ہے یعنی اَلْحَقَّ کے شروع میں لام ساکن تھی لہذا ضرورت کے تحت قُلْ کی لام کو کسرہ دیا جبکہ قُوْلَا قُوْلَنَّ میں واؤ کو اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ یہاں لام کی حرکت داخلی چیزوں یعنی فاعل کے الف اور نون تاکید کے ساتھ حاصل ہوئی ہے نون تاکید داخلی شمار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ مضارع کا آخر مبنی ہوتا ہے جیسے هَلْ يَفْعَلَنَّ .

سوال: (۳۳)۔دَعَتَا میں الف کو کیوں گرا دیا گیا جبکہ یہاں بھی تاء کی حرکت الف فاعل کے ذریعہ حاصل ہوئی اور وہ داخلی ہے؟

جواب: تاء نفس کلمہ سے نہیں یہ تانیث فاعل کے بیان کے لیے آئی ہے لہذا تاء کو داخلی نہیں شمار کیا جائے گا لیکن قُوْلَا میں لام اصلی ہے۔

فائدہ: دَعَتَا کی اصل دَعَوَتَا تھی واؤ متحرک ماقبل فتحہ واؤ کو الف سے بدل دیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا کیوں کہ تاء اصل میں ساکن ہے اگر چہ لفظوں میں متحرک ہے ورنہ توالی اربع حرکات لازم آئے گا جیسا کہ مصنف نے آغاز کتاب کے کچھ بعد ضَرَبْنَا میں اسی کو اختیار کیا ہے حالانکہ یہاں دوسری علت بتائی ہے۔

سوال: (۳۴) قَائِلٌ اسم فاعل کی تعلیل ذکر کریں؟

جواب: قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا واؤ متحرک ماقبل یعنی قاف مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا جیسا کہ کِسَاءٌ اصل میں کِسَاوٌ تھا قَاوِلٌ کی واؤ کو الف سے بدلنے کی بعد دو الف ساکن جمع ہو گئے لیکن ان میں سے کسی ایک الف کو بھی گرا نہیں سکتے کیوں کہ اس صورت میں ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے لہذا واؤ سے بدلے ہوئے الف کو حرکت دے دی تو وہ ہمزہ بن گیا۔

سوال:(۳۵)۔ قَاوِلٌ میں واؤ متحرک ہے لیکن اس کا ماقبل مفتوح نہیں ہے بلکہ الف ساکن ہے پھر کیسے واؤ الف سے بدل گئی؟

جواب: الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہذا وہ کوئی مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا۔

سوال: (۳۶)۔ کیا واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا سکتے ہیں؟

جواب: بعض کلمات میں واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا بھی دیتے ہیں جیسے هَاعٍ اور لَاعٍ جو اصل میں هَائِعٌ لَائِعٌ تھے اسی سے اللہ تعالی کا قول ہے بُنْيَانُهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ ۔هَارٍ اصل میں هَائِرٍ تھا یاء کو ہمزہ سے بدل کر گرا دیا۔

سوال: (۳۷)۔ اسم فاعل میں قلب بھی ہوتا ہے اس کی مثال بتائیں؟

جواب:۔ بعض اوقات اسم فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ اصل میں شَاوِكٌ تھا واؤ کو کاف اور کاف کو واؤ کی جگہ لے گئے شَاكِوٌ ہو گیا جو تنوین کی صورت میں شَاكِوُنْ ہو گا پس واؤ پر ضمہ دشوار تھا لہذا ضمہ کو گرا دیا تو شَاكِوْنْ بنا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا تو شَاكِنْ بنا اب نون کو تنوین کی صورت میں لے آئے تو شَاكٍ ہوا۔اور حَادٍ اصل میں وَاحِدٌ تھا واؤ کو آخر میں لے گئے اور الف ساکن سے ابتدا محال ہے لہذا اسے حاء کے بعد لے گئے حَادِوٌ یعنی حَادِوُنْ ہو گیا اب شَاكٍ کی طرح تعلیل کر کے حَادٍ بنا دیا۔

سوال: (۳۸)۔ کیاقلب جائز ہے؟

جواب: جی ہاں اہل صرف کے نزدیک قلب جائز ہے جیسے قِسِيٌّ اصل میں قُوُوسٌ تھا سین کو دونوں واؤ سے مقدم کیا اب قُسُوْوٌ ہوگیا چوں کہ واؤ طرف میں واقع ہوئی لہذا اسے یاء سے بدل دیا پھر پہلے واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے سین کو اور سین کی اتباع میں قاف کو کسرہ دے دیا قِسِيٌّ ہوگیا۔ اسی طرح اَيْنُقٌ اصل میں اَنْوُقٌ تھا واؤ کو نون پر مقدم کیا اب اَوْنُقٌ ہوا پھر خلاف قیاس واؤ کو یاء سے بدل دیا اَيْنُقٌ ہوگیا۔

سوال: (۳۹)۔ مَقُوْلٌ اسم مفعول کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا يَقُوْلُ کی طرح تعلیل کی دو ساکن جمع ہوئے اب ایک کو گرا دیا تو مَقُوْلٌ بن گیا۔

سوال: (۴۰)۔ واؤ محذوفہ کے بارے میں ائمہ نحو کا کیا اختلاف ہے؟

جواب: سیبویہ کے نزدیک واؤ زائدہ حذف ہوگی کیوں کہ زائد کا حذف کرنا اولی ہے اور اخفش کے نزدیک واؤ اصلی حذف ہوگی کیوں کہ زائد علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔ سیبویہ کا جواب یہ ہے کہ جب دوسری علامت نہ ہو تو علامت حذف نہیں ہوتی لیکن یہاں دوسری علامت میم موجود ہے۔ لہذا اب سیبویہ کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ ہوگا اور اخفش کے نزدیک مَفُوْلٌ ہوگا۔ مَبِيْعٌ اصل میں مَبْيُوْعٌ ہے۔ يَبِيعُ کی طرح تعلیل ہوئی تو واؤ اور یاء دو ساکن جمع ہوگئی، سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیا تو مَبُيْعٌ ہوگیا پھر یاء کو سلامت رکھنے کے لیے باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا اب مَبِيْعٌ ہوگیا اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر کے ماقبل کو کسرہ دیا مَبِوْعٌ ہوگیا۔

پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا جس طرح مِيْزَانٌ میں کیا گیا لہذا اب مَبِيْعٌ کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفِعْلٌ اور اخفش کے نزدیک مَفِيْلٌ ہوگا۔

سوال:(۴۱)۔ اسم ظرف مَقَالٌ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: مَقَالٌ اصل میں مَقْوَلٌ تھا یَخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی یعنی واؤ کا فتحہ نقل کر کے قاف کو دیا پھر واؤ کو الف سے بدل دیا تو مَقَالٌ ہو گیا۔

سوال:(۴۲)۔ مَبِیْعٌ میں تعلیل کی وضاحت کریں؟

جواب: مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیِعٌ تھا یَبِیْعُ کی طرح تعلیل ہوئی، یعنی یاء کا کسرہ نقل کر کے باء کو دیا تو مَبِیْعٌ ہو گیا۔

سوال:(۴۳)۔ مَبِیْعٌ اسم مفعول بھی ہے اور اسم ظرف بھی، ان کے درمیان فرق کیسے کیا جائے گا؟

جواب: ان کے درمیان تقدیری فرق کافی ہے یعنی اسم مفعول اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا اور اسم ظرف مَبْیِعٌ۔

سوال:(۴۴)۔ کیا فرق تقدیری اہل صرف کے ہاں معتبر ہے؟

جواب: جی ہاں ان لوگوں کے ہاں فرق تقدیری معتبر ہے جیسے فُلْكٌ واحد بھی ہے اور جمع بھی، لیکن جب اس کا سکون اُسْدٌ کے سکون کی طرح ہو تو وہ جمع ہو گا جیسے ارشاد خداوندی ہے حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ میں فُلْكٌ جمع ہے اور جَرَيْنَ میں جمع کی ضمیر ہے جو فُلْكٌ کی طرف راجع ہے اور جب اس کا سکون قُرْبٌ کی راء کے سکون جیسا ہو تو یہ واحد ہو گا کیوں کہ اُسْدٌ جمع ہے اور قُرْبٌ واحد لہٰذا فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ جمع۔ اور فُلْكٌ بروزن قُرْبٌ واحد ہے۔ یہ فرق تقدیری ہے اور یہ صرفیوں کے ہاں معتبر ہے۔ قرآن پاک میں واحد کی مثال فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ہے یہاں فُلْكٌ سے ایک کشتی مراد ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر فُلْكٌ یہاں پر جمع ہوتا تو اس کی صفت مَشْحُوْنَةٌ یا مَشْحُوْنَاتٌ آتی۔

سوال:(۴۵)۔ قِيْلَ (ماضی مجہول اصل میں کیا تھا اور قِيْلَ کیسے بن گیا؟

جواب: **پہلی لغت:** قِيْلَ اصل میں قُوِلَ تھا واؤ کو تخفیف کی غرض سے ساکن کیا قُوْلَ ہو گیا لیکن یہ لغت ضعیف ہے۔

دوسری لغت یہ ہے کہ واؤ کا کسرہ ماقبل کو دے دیا اب واؤ ساکن ماقبل مکسور ہو گیا، کسرہ کی موافقت میں واؤ کو یاء سے بدلا تو قِيْلَ ہو گیا۔

تیسری لغت کے مطابق اشمام کیا جائے گا تا کہ معلوم ہو کہ اس کا ماقبل مضموم تھا۔

بِيْعَ ،اُختِيْرَ،اُنْقِيْدَ ،قُلْنَا اور بِعْنَ میں بھی یہ تینوں لغات جائز ہیں۔

نوٹ : اشمام یہ ہے جس حرف پر اشمام کیا جائے اس کے تلفظ کے لیے دونوں ہونٹوں کی ہیئت یوں بنانا گویا ضمہ ادا کیا جارہا ہے لیکن ضمہ کا صراحتاً تلفظ نہ ہو (یہ ضمہ میں ہوتا ہے)۔

سوال:(۴۶)۔ کیا اُقِيْمَ میں بھی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیوں؟

جواب: اُقِيْمَ میں جو اصل میں اُقْوِمَ تھا نہ تو اشمام جائز ہے اور نہ واؤ کا پڑھنا کیوں کہ یہاں جب واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو اس کا ماقبل مضموم نہیں ہو گا اور نہ ہی اس سے پہلے یہ مضموم تھا۔

سوال:(۴۷)۔ قُلْنَ ماضی معروف بھی ہے اور مجہول بھی ان میں فرق کیسے کیا جائے گا؟

جواب: قُلْنَ ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرق تقدیری پر اکتفا کیا گیا۔

سوال:(۴۸)۔ يُقَالُ میں تعلیل کیسے ہو گی؟

جواب : يُقَالُ اصل میں يُقْوَلُ تھا يُخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِی النَّاقِصِ

وَ یُقَالُ لَہٗ: نَاقِصٌ لِنُقْصَانِهٖ فِی الْآخِرِ وَذُوْالْاَرْبَعَةِ؛ لِاَنَّہٗ یَصِیْرُعَلٰی اَرْبَعَةِ اَحْرُفٍ فِی الإِخْبَارِ، نَحْوُ: رَمَیْتُ وَھُوَ لَایَجِیءُ مِنْ بَابِ فَعِلَ یَفْعِلُ تَقُوْلُ فِی الْحَاقِ الضَّمَائِرِ: رَمٰی رَمَیَا رَمَوْااِلٰی آخِرِهٖ اَصْلُ رَمٰی رَمَیَ فَقُلِبَتِ الْیَاءُ اَلِفاً لِتَحَرُّکِهَاوَانْفِتَاحِ مَاقَبْلَهَا کَمَا فِیْ قَالَ وَاَصْلُ رَمَوا رَمَیُوا فَقُلِبَتِ الْیَاءُ اَلِفًا لِتَحَرُّکِهَا وَاِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ: رَمَاوْا فَاجْتَمَعَ السَّاکِنَانِ فَحُذِفَتِ الْاَلِفُ فَصَارَ: رَمَوْا وَ کَذٰلِكَ رَضُوْا اِلَّا اَنَّہٗ ضُمَّ الضَّادُ فِیْهِ بَعْدَ الْحَذْفِ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْکَسْرَةِ اِلٰی الْوَاوِوَاَصْلُ رَمَتْ رَمَیَتْ فَحُذِفَتِ الْیَاءُ کَمَافِی رَمَوْا

چھٹا باب ناقص کے بیان میں:

ترجمہ: اور اس کے آخر میں حرف کی کمی ہوجانے کی وجہ سے اس کو ناقص کہتے ہیں اور اس کو ذو اربعہ (چار حرف والا) بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اخبار میں چار حرف پر مشتمل ہوجاتا ہے جیسے رَمَيْتُ، اور یہ باب فَعِلَ يَفْعِلُ سے نہیں آتا، اور توضمائر کے الحاق میں یوں کہ رَمىٰ رَمَيَا رَمَوْا آخر تک، رَمىٰ کی اصل رَمَيَ ہے، پس یا کے متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا گیا جیسے قَالَ میں، اور رَمَوْا کی اصل رَمَيُوْا ہے پس یا کو متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا گیا تو رَمَاْوْا ہوگیا پس دو ساکن جمع ہوگئے تو الف کو حذف کردیا گیا تو رَمَوْا ہوگیا، اور ایسے ہی رَضُوْا مگر یہ کہ اس میں ضاد کو ضمہ دیا گیا الف کو حذف کرنے کے بعد تاکہ کسرہ سے واو کی جانب خروج لازم نہ آئے، اور رَمَتْ کی اصل رَمَيَتْ ہے پس یا کو حذف کیا گیا جیسے کہ رَمَوْا میں حذف کیا گیا۔

وَتُحْذَفُ فِی رَمَتَاوَاِنْ لَمْ يَجْتَمِعِ السَّاكِنَانِ؛لِاَنَّهٗ يَجْتَمِعُ السَّاكِنَانِ تَقْدِيْرًا وَتَمَامُهٗ مَرَّ فِی قُوْلَا وَلَا يُعَلُّ فِی رَمَيْنَ كَمَامَرَّ فِی الْقَوْلِ، اَلْمُسْتَقْبِلُ يَرْمِی الخ .اَصْلُهٗ يَرْمِیُ اُسْكِنَتِ الْيَاءُ لِثِقْلِ الضَّمَةِ وَ لَا يُعَلُّ فِی مِثْلِ تَرْمِيَانِ؛لِاَنَّ حَرْكَتَهٗ خَفِيْفَةٌ وَاَصْلُ يَرْمُوْنَ يَرْمِيُوْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ ، وَسُوِّیَ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِی مِثْلِ يَعْفُوْنَ اِكْتِفَاءً بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِیِّ؛لِاَنَّ الْوَاوَ فِی النِّسَاءِ اَصْلِيَّةٌ وَالنُّوْنُ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ وَمِنْ ثَمَّ لَا تُسْقَطُ فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰی:(اِلَّااَنْ يَعْفُوْنَ)[البقرۃ:٢٣٧/٢]

ترجمہ: اور رَمَتَا میں یا کو حذف کیا گیا اگرچہ اس میں دو ساکن جمع نہیں ہوتے لیکن تقدیری طور پر دو ساکن جمع ہوتے ہیں اور اس کی تفصیل قُوْلَا میں گزر چکی ہے، اور رَمَيْنَ میں تعلیل نہیں کی جاتی جیسے کہ قَوْلٌ میں گزرا، (ناقص یائی سے) مستقبل يَرْمِیْ (آتا ہے) آخر تک، کہ اس کی اصل يَرْمِیُ ہے پس یا کو ساکن کیا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور

تَرْمِیَانِ کے مثل میں تعلیل نہیں کی جاتی اس لیے کہ یا کی حرکت خفیف ہے، اور یَرْمُوْنَ کی اصل یَرْمِیُوْنَ ہے پس یا کو ساکن کیا گیا پھر یا کو حذف کیا گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے، اور یَعْفُوْنَ کی مثل میں مذکر اور مونث کے درمیان برابری رکھی گئی ہے اور صرف تقدیری فرق پر اکتفا کیا گیا ہے، اس لیے کہ مؤنث میں واو اصلی ہے اور نون علامت تانیث ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول: اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ (البقرہ:۲،۷،۲۳۷)(مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں) میں نون کو ساقط نہیں کیا جاتا، (حالاں کہ اَنْ کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو جاتی ہے مگر یہ نون اعراب کا نہیں بلکہ علامتِ تانیث کا ہے)۔

وَاَصْلُ تَرْمِیْنَ تَرْمِیِیْنَ فَاُسْكِنَتِ الْیَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَیْنِ وَهُوَ مُشْتَرَكٌ فِی اللَّفْظِ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَاِذَا دَخَلَتِ الْجَازِمُ تَسْقُطُ الْیَاءُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ نَحْوُ:لَمْ یَرْمِ وَمِنْ ثَمَّ تَسْقُطُ فِی حَالَةِ الرَّفْعِ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰی:(وَاللَّیْلُ اِذَا یَسْرِ)[الفجر:٤/٨٩]وَتَنْصِبُ اِذَا دَخَلَتَ النَّاصِبَ نَحْوُ:لَنْ یَرْمِیَ لِخِفَّةِالنَّصَبِ وَلَمْ یُنْتَصَبْ فِی مِثْلِ لَنْ یَخْشٰی؛لِاَنَّ الْاَلِفَ لَایَحْتَمِلُ الْحَرْكَةَ

ترجمہ: اور تَرْمِیْنَ کی اصل تَرْمِیِیْنَ ہے پس یا کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا، اور یہ صیغہ لفظ میں واحد مؤنث اور جمع مؤنث کے ساتھ مشترک ہے، اور جب حرف جازم داخل ہوتا ہے تو علامت جزمی کی وجہ سے یا ساقط ہو جاتی ہے جیسے لَمْ یَرْمِ، اور اسی وجہ سے حالت رفع میں وقف کی علامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَاللَّیْلُ اِذَا یَسْرِ (الفجر:۸۹،۴) (اور رات کی جب چل دے)میں یا ساقط ہو جاتی ہے، اور نصب دیا جاتا ہے جب حرف ناصب داخل ہوتا ہے جیسے لَنْ یَّرْمِیَ نصب کی خفت کی وجہ سے، اور لَنْ یَّخْشٰی کے مثل میں نصب نہیں دیا گیا اس لیے کہ الف حرکت کو برداشت نہیں کر پاتا۔

اَلْاَمْرُ:اِرْمِ اِلٰى آخِرِہٖ.اَصْلُهٗ اِرْمِیْ فَحُذِفَتِ الْیَاءُ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ وَاَصْلُ ((اِرْمُوا))اِرْمِیُوْا فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ وَاَصْلُ ((اِرْمِیْ))اِرْمِیِیْ فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُ الْأَصْلِیَّةُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ وَبِنُوْنِ التَّاکِیْدِالْمُشَدَّدَةِ اِرْمِیَنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمِیْنَانِّ، وَ بِالْخَفِیْفَةِ اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ

ترجمہ:(ناقص یائی سے)امر اِرْمِ (آتا ہے)آخر تک،کہ اس کی اصل اِرْمِیْ ہے پس یا کو علامت وقف کی وجہ سے حذف کر دیا گیا،اور اِرْمُوْا کی اصل اِرْمِیُوْا ہے پس یا کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا،اور اِرْمِیْ کی اصل اِرْمِیِیْ ہے،پس یائے اصلی کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا،اور نون تاکید مشددہ کے ساتھ اِرْمِیَنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمِیْنَانِّ،اور نون خفیفہ کے ساتھ اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ۔

اَلْفَاعِلُ:رَامٍ الخ.اَصْلُهٗ:رَامِیٌ فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُ فِی حَالَتَیِ الرَّفْعِ وَالْجَرِّ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ وَلَا تُسْکَنُ فِی حَالَةِالنَّصْبِ لِخِفَّةِالنَّصْبِ اَصْلُ رَامُوْنَ رَامِیُوْنَ فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ ثُمَّ ضُمَّ الْمِیْمُ لِاسْتِدْعَاءِالْوَاوِ الضَّمَةِوَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَةَاِلٰی نَفْسِكَ فَقُلْتَ رَامِیَایَ فِی حَالَةِالرَّفْعِ وَ رَامِیَّ فِی حَالَتَیِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ بِاِدْغَامِ عَلَامَةِ النَّصَبِ وَالْجَرِّ فِی یَاءِالْاِضَافَةِوَاِذَااَضَفْتَ الْجَمْعَ اِلٰی نَفْسِكَ فَقُلْتَ رَامِیَّ فِی جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَاَصْلُهٗ فِی حَالَةِ الرَّفْعِ رَامُوْیَ فَاُدْغِمَتْ؛لِاَنَّهٗ اِجْتَمَعَ الْحَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍفِی الْعِلَّةِ

ترجمہ:(ناقص یائی سے)اسم فاعل رَامٍ (آتا ہے)آخر تک،اس کی اصل رَامِیٌ ہے پس حالت رفع اور جر میں یا کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا،

اور حالت نصب میں نصب کی خفت کی وجہ سے یا کو ساکن نہیں کیا جائے گا، رَامُوْنَ کی اصل رَامِيُوْنَ ہے پس یا کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا پھر میم کو ضمہ دیا گیا واو کے ضمہ کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے، اور جب تُو تثنیہ کی اضافت اپنی طرف کرے تو کہے رَامِيَایَ حالت رفع میں، اور رَامِيَّ حالت نصب اور جر میں، اضافت کی یا میں علامت نصب و جر کے ادغام کے ساتھ، اور جب تو جمع کی اضافت اپنی طرف کرے تو کہے رَامِيَّ تمام احوال میں، اور اس کی اصل حالت رفع میں رَامُوْیَ ہے پس ادغام کیا گیا اس لیے کہ علت میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے تھے۔

اَلْمَفْعُوْلُ: مَرْمِيٌّ الخ. اَصْلُهٗ مَرْمُوْيٌ فَاُدْغِمَ كَمَا اُدْغِمَ فِي رَامِيَّ وَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِيَةَ اِلٰى يَاءِ الْاِضَافَةِ فَقُلْتَ: مَرْمِيَّایَ فِي الرَّفْعِ وَفِي حَالَةِ النَّصبِ وَالْجَرِّ مَرْمِيَّيَّ بِاَرْبَعِ يَاآتٍ وَاِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ فَقُلْتَ: مَرْمِيَّ اَيْضاً بِاَرْبَعِ يَاآتٍ فِي كُلِّ الْاَحْوَالِ. اَلْمَوْضِعُ: مَرْمًى اَلْاَصْلُ فِيْهِ اَنْ يَاتِيَ عَلٰى وَزْنِ مَفْعِلٍ اِلَّا اَنَّهُمْ فَرُّوْا عَنْ تَوَالِي الْكَسْرَاتِ. اَلْاٰلَةُ: مِرْمًى. اَلْمَجْهُوْلُ: رُمِيَ يُرْمٰى الخ. وَلَا يُعَلُّ رُمِيَ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَ اَصْلُ يُرْمٰى يُرْمَيُ فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفاً كَمَا فِي رَمَى

ترجمہ: (ناقص یائی سے) اسم مفعول مَرْمِيٌّ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل مَرْمُوْيٌ ہے پس ادغام کیا گیا جیسے کہ رَامِيَّ میں ادغام کیا گیا اور جب آپ تثنیہ کی اضافت یاے متکلّم کی طرف کریں تو کہیں مَرْمِيَّایَ حالت رفع میں، اور حالت نصب و جر میں مَرْمِيَّيَّ چار یا کے ساتھ، اور جب آپ جمع کی اضافت یاے متکلّم کی طرف کریں تو کہیں مَرْمِيَّ تمام احوال میں چار یا کے ساتھ، (ناقص یائی سے) اسم ظرف مَرْمًى، اس میں اصل مَفْعِلٌ کے وزن پر آنا ہے مگر اہل صرف پے در پے کسرہ کے آنے سے بچتے ہیں، (ناقص یائی سے) اسم آلہ مِرْمًى، مجہول رُمِيَ يُرْمٰى (آتا ہے) آخر تک، اور رُمِيَ میں فتحہ کی

خفت کی وجہ سے تعلیل نہیں کی جاتی، اور یُرْمِیْ کی اصل یُرْمَیُ ہے پس یا کو الف سے بدلا گیا جیسے کہ رَمَیَ میں۔

وَحُکْمُ غَزَا یَغْزُوْمِثْلُ: رَمٰی یَرْمِیْ فِی کُلِّ الْاَحْکَامِ اِلَّا اَنَّھُمْ یُبَدِّلُوْنَ الْوَاوَ یَاءً فِی نَحْوِ: اَغْزَیْتُ تَبْعاً لِـ یُغْزِی مَعَ اَنَّ الْیَاءَمِنْ حُرُوْفِ الْاِبْدَالِ وَحُرُوْفُھَا :اِسْتَنْجَدَہُ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ،اَلْھَمْزَۃُ اُبْدِلَتْ وُجُوْباً مُطَّرِداًمِنَ الْاَلِفِ فِی نَحْوِصَحْرَاءَلِاَنَّ ھَمْزَتَھَااَلِفٌ فِی الْاَصْلِ کَاَلِفِ سُکْرٰی ثُمَّ زِیْدَتْ قَبْلَھَا اَلِفٌ لِمَدِّ الصَّوْتِ ثُمَّ جُعِلَتْ ھَمْزَۃًلِوُقُوْعِھَاطَرْفاًبَعْدَ اَلِفٍ زَائِدَۃٍوَمِنْ ثَمَّ لَایَجُوْزُ جَعَلُھَاھَمْزَۃًفِی صَحَارٰی یَعْنِی:لَوْکَانَتْ فِی الْاَصْلِ ھَمْزَۃًلَجَازَصَحَارِئُ بِالْھَمْزَۃِ فِی صُوْرَۃٍمَّاکَمَایَجُوْزُفِی نَحْوِ:خَطِیَّۃٍوَمِنَ الْوَاوِوُجُوْباًمُطَّرِداًفِی نَحْوِ: اَوَاصِلَ فِرَاراًعَنْ اِجْتِمَاعِ الْوَاوَاتِ وَفِی نَحْوِ:قَائِلٍ کَمَامَرَّوَفِی نَحْوِ کِسَاءٍلِوُقُوْعِ الْحَرَکَاتِ الْمُخْتَلِفَۃِعَلَی الْوَاوِ

ترجمہ: اور غَزَا یَغْزُوْ کا حکم تمام احوال میں رَمٰی یَرْمِیْ کے مثل ہے مگر اہل صرف اَغْزَیْتُ کے جیسے میں واو کو یا سے بدلتے ہیں یُغْزِیْ کی اتباع کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ یا حروف ابدال میں سے ہے، اور حروف ابدال یہ ہیں (اِسْتَنْجَدَہٗ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ)، الف کو وجوبی طور پر ہمزہ بنادیا جاتا ہے صَحْرَاء کے جیسے میں، اس لیے کہ اس کا ہمزہ اصل میں الف تھا سُکْرٰی کے الف کے جیسے، پھر اس سے پہلے آواز کو کھینچنے کے لیے الف کی زیادتی کی گئی پھر اس کو الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل دیا گیا، اور اسی وجہ سے جائز نہیں ہے صَحَارٰی میں اس کو ہمزہ بنانا یعنی اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو ضرور صَحَارِیءُ ہمزہ کے ساتھ تمام صورتوں میں جائز ہوتا جیسے کہ جائز ہے خَطِیَّۃٌ کے جیسے میں، اور واو کو وجوبی طور پر ہمزہ بنادیا جاتا ہے اَوَاصِلُ کے جیسے میں چند

واو کے اجتماع سے بچتے ہوئے، اور قَائِلٌ جیسی مثال میں جیسا کہ گزرا، اور کِسَاءٌ کے جیسے میں واو پر مختلف حرکات کے واقع ہونے کی وجہ سے۔

وَمِنَ الْيَاءِ وُجُوْ باًمُطَّرِداًنَحْوُ:بَائِعٍ كَمَامَرَّ وَجَوَازاًمُطَّرِداًمِنَ الْوَاوِ الْمَضْمُوْمَةِ فِى نَحْوِ:اُجُوْهٍ وَاَدْؤُرٍلِثِقْلِ الضَّمَّةِعَلٰى الْوَاوِوَمِنَ الْوَاوِ الْغَيْرِ الْمَضْمُوْمَةِ ،نَحْوُ:اِشَاح وَاَحّدْ اَحّدْ فِى الْحَدِيْثِ وَمِنَ الْيَاءِ فِى(قَطَعَ اللهُ اَدَيْهِ) لِثِقْلِ الْحَرْكَةِعَلٰى الْيَاءِوَمِنَ الْهَاءِنَحْوُ:مَاءٍاَصْلُهٗ مَاهٌ وَمِنْ ثَمَّ يَجِيْءُجَمْعُهٗ مِيَاهٌ وَمِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ:فَقَدْ هِيْجَتْ شَوْقُ الْمُشْتَئِقِ وَنَحْوُ:قَرَاءَةٍ مَنْ قَرَأَ (وَلَاالضَّالِيْنَ) [الفاتحة:۷/۱]وَمِنَ الْعَيْنِ،نَحْوُ:اُبَابٍ بِحَرِّضَاحِكٍ زَهُوْقٍ لِاتِّحَادِمَخْرَجِهِنَّ

ترجمہ:اور یا کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے بَائِعٌ جیسے کہ گزرا، اور واوِ مضموم کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے اُجُوْهٌ اور اَدْؤُرٌ کے جیسے میں واو پر ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور واوِ غیر مضموم کو بھی ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے اِشَاحٌ اور اَحّدْ، اَحّدْ حدیث میں، اور یا کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے قَطَعَ اللهُ اَدَيْهِ میں یا پر حرکت کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور ہا کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے مَاءٌ کہ اس کی اصل مَاهٌ ہے اسی وجہ سے اس کی جمع مِيَاهٌ آتی ہے، اور الف کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے فَقَدْ هِيْجَتْ شُوْقُ الْمُشْتَئِقِ، اور جیسے اس شخص کی قرأت جس نے وَلَا الضَّأَلِّيْنَ (الفاتحہ:۷،۱۔) پڑھا، اور عین کو جوازی طور ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے اُبَابٍ بِحَرِّ ضَاحِكٍ زَهُوْقٍ، ان کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے۔

وَالسِّيْنُ،اُبْدِلَتْ مِنَ الْتَّاءِ،نَحْوُ:اِسْتَخَذَ اَصْلُهٗ اِتَّخَذَعِنْدَسِيْبَوَ يْهِ لِقُرْبِهِمَا فِى الْمَهْمُوْسِيَّةِ.اَلتَّاءُاُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ،نَحْوُ:تُخَمَةٍوَاُخْتٍ لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا وَمِنَ الْيَاءِ نَحْوُ:ثِنَتَانِ وَاَسْنَتُوْاحَتّٰى لَا يَقَعَ الْحَرْكَةُ عَلٰى الْيَاءِوَمِنَ السّينِ ،نَحْوُ:سِتٍّ اَصْلُهٗ سِدْسٌ وَنَحْوُ ع:عَمْرُوبْنُ يَرْبُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ ،وَمِنَ

الصَّادِ نَحْوُ :لِصْتٍ لِقُرْبِهِنَّ فِي الْمَهْمُوْسِيَّةِوَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ :اَلذَّعَالَةِ.اَلنُّوْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ ،نَحْوُ : صَنْعَانِي لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِوَمِنَ اللاَّمِ نَحْوُ:لَعَنَّ لِقُرْبِهِمَا فِي المَجْهُوْرِيَّةِ

ترجمه:اور تا کو جوازی طور پر سین بنادیا جاتا ہے جیسے اِسْتَخَذَ کہ اس کی اصل اِتَّخَذَ ہے سیبویہ کے نزدیک ان دونوں کے صفت مہموسیت میں قریب ہونے کی وجہ سے،اور واو کو جوازی طور پر تا بنادیا جاتا ہے جیسے تُخْمَةٌ اور اُخْتٌ دونوں کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے،اور یا کو تا بنادیا جاتا ہے جیسے ثِنْتَانِ وَ اَسْنَتُوْا تاکہ یاے ضعیف پر حرکت واقع نہ ہو،اور سین کو جوازاً تا بنادیا جاتا ہے جیسے سِتٌّ کہ اس کی اصل سِدْسٌ ہے،اور جیسے شعر: عَمَرُو بْنُ يَرْ بُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ،اور صاد کو جوازاً تا بنادیا جاتا ہے جیسے لِصْتٌ ان کے صفت مہموسیت میں قریب ہونے کی وجہ سے،اور با کو جوازاً تا بنادیا جاتا ہے جیسے اَلذَّعَالَةُ، اور واو کو جوازاً نون بنادیا جاتا ہے جیسے صَنْعَانِي نون کا حروف علت سے قریب ہونے کی وجہ سے،اور لام کو جوازاً نون بنادیا جاتا ہے جیسے لَعَنَّ ان دونوں کے صفت مجہوریت میں قریب ہونے کی وجہ سے۔

وَالْجِيْمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْيَاءِالمُشَدَّدَةِ،نَحْوُ:اَبُوْعَلِجّ حَتّٰى لَا يَقَعَ الْحَرَكَاتُ المَخْتَلِفَةُعَلٰى الْيَاءِ،وَاُبْدِلَتْ الْجِيْمُ مِنَ الْيَاءِالْغَيْرِالمُشَدَّدَةِ حَمْلاًعَلٰى المُشَدَّدَةِ، نَحْوُ:لَاهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ،فَلَا يَزَالُ شَاحِجٌ يَاتِيْكَ بِجْ اَلدَّالُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْتَاءِ،نَحْوُ:فُزْدُ وَاجْدَمَعُوْالِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا.اَلْهَاءُاُبْدِلَتْ مِنَ الْهَمْزَةِ ،نَحْوُ: هَرَقْتُ وَمِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ:حَيَّهَلْهُ وَاَنَهْ وَمِنَ الْيَاءِ فِي هٰذِهِ أَمَةِ اللهِ لِمُنَاسِبَتِهَا بِحُرُوْفِ الْعِلَّةِفِي الْخِفَاءِ وَمِنْ ثَمَّ لَا تُمْنَعُ الْإِمَالَةُ فِي مِثْلِ لَنْ يَضْرِبَهَا وَتُمْنَعُ فِي اَكَلْتُ عِنَباًوَمِنَ التَّاءِ وُجُوْباًمُطَّرِداًفِي نَحْوِ:طَلْحَةَ لِلْفَرْقِ بَيْنَهَاوَ بَيْنَ التَّاءِالَّتِي فِي الْفِعْلِ

ترجمہ: اور یاے مشددہ کو جوازاً جیم بنا دیا جاتا ہے جیسے اَبُوْ عَلِجّ تاکہ یاے ضعیف پر مختلف حرکات واقع نہ ہوں، اور یاے غیر مشددہ کو بھی جیم بنا دیا جاتا ہے یاے مشددہ پر محمول کرتے ہوئے جیسے لَا هُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ، فَلَا يَزَالُ شَاحِجٌ يَاتِيْكَ بِجْ، اور تا کو جوازاً دال بنادیاجاتاہے جیسے فُزْدُ اور اِجْدَمَعُوْا ان دونوں کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً ہا بنادیاجاتاہے جیسے هَرَقْتُ، اور الف کو جوازاً ہا بنادیاجاتاہے حَيَّهَلْهُ اور اَنَهْ اور یا کو جوازاً ہا بنادیاجاتاہے فِيْ هٰذِهٖ اَمَةِ اللهِ میں خفا میں حروف علت سے مناسبت کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے امالہ کو منع نہیں کیا جاتا ہے لَنْ يَضْرِبَهَا کے مثل میں، اور اَكَلْتُ عِنَباً کی مثل میں امالہ منع کیا جائے گا، اور تا کو وجوباً ہا بنادیاجاتاہے طَلْحَةُ کے جیسے میں اس تا اور اس تا کے درمیان فرق کرنے کے لیے جو فعل میں ہوتا ہے۔

اَلْيَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ وُجُوْباً مُطَّرِداً نَحْوُ: مُفَيْتِيْح وَمِنَ الْوَاوُ وُجُوْبًا مُطَّرِداً نَحْوُ: مِيْقَاتٍ لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهُمَا وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاً مُطَّرِداً نَحْوُ: ذِيْبٍ وَمِنْ اَحَدِ حَرْفِي التَّضْعِيْفِ نَحْوُ: تَقَضِّيَ الْبَازِيْ لِمَامَرَّ وَمِنَ النُّوْنِ ، نَحْوُ اُنَاسِيِّ وَدِيْنَارٍ لِقُرْبِ الْيَاءِ مِنَ النُّوْنِ، وَمِنَ الْعَيْنِ نَحْوُ: ضَفَادِى لِثِقْلِ الْعَيْنِ وَ كَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا وَمِنَ التَّاءِ نَحْوُ: اِيْتَصَلَتْ؛ لِاَنَّ اَصْلَهٗ وَاوٌ وَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ: الثُّعَالِى وَمِنَ السِّيْنِ نَحْوُ: السَّادِى وَمِنَ الثَّاءِ نَحْوُ: الثَّالِى لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا

ترجمہ: اور الف کو وجوباً یا بنادیاجاتاہے جیسے مُفَيْتِيْحٌ، اور واو کو وجوباً یا بنادیاجاتاہے جیسے مِيْقَاتٌ ان دونوں کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً یا بنادیاجاتاہے جیسے ذِيْبٌ، اور مضاعف کے دو حرفوں میں سے ایک کو جوازاً یا بنادیاجاتاہے جیسے تَقَضِّيَ الْبَازِى اس وجہ سے جو گزرا، اور نون کو جوازاً یا بنادیاجاتاہے جیسے اُنَاسِيٌّ وَ دِيْنَارٌ یا کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے، اور عین کو جوازاً یا بنادیاجاتاہے جیسے ضَفَادِى عین کے

ثقل اور عین کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے، اور تا کو جوازاً یا بنا دیا جاتا ہے جیسے اِيْتَصَلَتْ اس لیے کہ اس کی اصل واو ہے، اور با کو یا بنا دیا جاتا ہے جیسے الثُّعَالِى، اور سین کو جوازاً یا بنا دیا جاتا ہے جیسے السَّادِى، اور ثا کو جوازاً یا بنا دیا جاتا ہے جیسے الثَّالِى اس کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے۔

اَلْوَاوُاُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ وُجُوْباً مُطَّرِداً نَحْوُ: ضَوَارِب لِقُرْبِهِمَا فِى الْعُلْيَةِوَاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَمِنَ الْيَاءِنَحْوُ:مُوْقِنٍ لِضَمَّةِمَاقَبْلَهَاوَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاً مُطَّرِداً نَحْوُ:لُوْمٍ لِمَامَرَّ.اَلْمِيْمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوُنَحْوُ:فَمٍ اَصْلُهٗ:فُوْهٌ لِاِتِّحَادِمَخْرَجِهِمَاوَمِنَ اللَّامِ نَحْوُقَوْلِهٖ ﷺ : وَ لَيْسَ مِنَ امْبِرِ اَمْصِيَامُ فِى امْسَفَرٍ لِقُرْبِهِمَا فِى الْمَجْهُوْرِ يَّةِ وَمِنَ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ:عَمْبَرٍوَمِنَ الْمُتَحَرِّكَةِ فِى نَحْوِوَكَفَّكَ الْمُخَضَّبِ الْبِنَامِ لِقُرْبِهِمَا فِى الْمَجْهُوْرِ يَّةِوَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ: مَازِلْتُ رَاتِماًلِاِتِّحَادِمَخْرَجِهِمَا

ترجمہ: اور الف کو وجوباً واو بنا دیا جاتا ہے جیسے ضَوَارِبُ صفت عُلیہ میں دونوں کے قریب ہونے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے، اور یا کو وجوباً واو بنا دیا جاتا ہے جیسے مُوْقِنٌ یا کے ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً واو بنا دیا جاتا ہے جیسے لُوْمٌ اس وجہ سے جو گزرا، اور واو کو میم بنا دیا جاتا ہے جیسے فَمٌ کہ اس کی اصل فُوْہٌ ہے ان دونوں کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے، اور لام کو جوازاً میم بنا دیا جاتا ہے جیسے نبی ﷺ کا فرمان: " وَلَيْسَ مِنَ امْبِرِ اَمْصِيَامُ فِى امْسَفَرِ " صفت مجہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور نون ساکنہ کو میم بنا دیا جاتا ہے جیسے عَمْبَرٌ، اور نون متحرکہ کو بھی میم بنا دیا جاتا ہے وَكَفَّكَ المُخَضَّبِ الْبِنَامِ کے جیسے میں صفت مجہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور با کو میم بنا دیا جاتا ہے جیسے مَا زِلْتُ رَاتِماً ان دونوں کے مخرج میں متحد ہونے کی وجہ سے۔

اَلصَّادُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُقَوْلِهٖ تَعَالٰی:(وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ) [لقمان:٢٠/٣١]لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا،اَلْاَلِفُ اُبْدِلَتْ مِنْ اُخْتَيْهِمَا وُجُوْباً مُطَّرِداًنَحْوُ:قَالَ وَبَاعَ وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاًمُطَّرِداً نَحْوُ:رَاسٍ كَمَا مَرَّ.اَللَّامُ اُبْدِلَتْ مِنَ النُّوْنِ نَحْوُ :اُصَيْلَالٍ وَمِنَ الضَّادِ نَحْوُ:اِلْطَجَعَ لِاتِّحَادِهِنَّ فِي الْمَجْهُوْرِيَّةِ.اَلزَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ:يَزْدِلُ وَمِنَ الصَّادِ نَحْوُ:قَوْلِ الْحَاتِمِ هٰكَذَافَزْدِیْ اَنَهْ،اَلطَّاءُاُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِوُجُوباًمُطَّرِداً فِي الْاِفْتِعَالِ نَحْوُ: اِضْطَرَبَ وَفِي فَحَصْطُ لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَاوَالمَوْضِعُ الَّذِي لَمْ يُقَيِّدْ فِيْهِ مِنَ الصُّوَرِالمَذْكُوْرَةِيَكُوْنُ جَائِزاًغَيْرَغَيْرِمُطَّرِدٍ.

ترجمہ: اور سین کو جوازاً صاد بنا دیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ"(لقمان:٣١/٢٠) (اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں)ان دونوں کے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے،اورواواور یاکو وجوباًالف بنادیاجاتا ہے جیسے قَالَ اور بَاعَ، اور ہمزہ کو جوازاًالف بنادیاجاتا ہے جیسے رَاسٌ جیسے کہ گزرا،اور نون کو جوازاًلام بنادیاجاتا ہے جیسے اُصَيْلَالٌ،اور ضاد کو جوازاً لام بنا دیا جاتا ہے جیسے اِلْطَجَعَ صفت مجہوریت میں ان کے متحد ہونے کی وجہ سے،اور سین کوجوازاًزابنادیاجاتاہے جیسے يَزْدِلُ،اور صاد کوجوازاًزابنا دیاجاتاہے جیسے حاتم طائی کاقول هٰكَذَا فَزْدِیْ اَنَهْ،اور تا کو وجوباًطابنادیاجاتاہے باب افتعال میں جیسے اِضْطَرَبَ اور فَحَصْطُ میں،ان دونوں کے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے،اور وہ جگہ جہاں ابدال کو مقید نہ کیا گیا ہو مذکورہ صورتوں میں سے تو وہاں ابدال بغیر موافقت کے جائز ہوگا۔

الباب السادس فی الناقص
ناقص کابیان

سوال:(۱)۔ناقص کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: ناقص کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں بعض اوقات حروف کے اعتبار سے اور بعض اوقات حرکت کے اعتبار سے کمی واقع ہوتی ہے جیسے یَدْعُوْ اور یَرْمِي (فعل)ہیں اور (اَلْقَاضِي)اسم میں حالت رفع اور جر میں حرکت کے اعتبارے کمی ہوئی اور دَعَتْ اور رَمَتْ اور اسی طرح لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ ،نیزاِرْمِ میں حروف کی کمی واقع ہوئی اور اسم میں حروف کی کمی کی مثال جَاءٍ اور قَاضٍ وغیرہ ہے۔

سوال:(۲)۔ناقص کوذوار بعہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ناقص کوذوار بعہ اس لیے کہتے ہیں کہ متکلّم وغیرہ کے صیغوں میں اس کے حروف چار ہوجاتے ہیں۔

سوال: (۳)۔ناقص کن کن بابوں سے آتا ہے؟

جواب: ناقص پانچ بابوں سے آتا ہے صرف فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا۔

سوال:(۴)۔ رَمٰی کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: رَمٰی اصل میں رَمَيَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے اسے الف سے بدل دیا رَمٰی ہوگیا۔

سوال: (۵)۔رَمَوْا اصل میں کیا تھااور اس میں تعلیل کس طرح ہوئی؟

جواب: رَمَوْا اصل میں رَمَيُوا تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے یاء کوالف سے بدل دیا دو ساکن جمع ہوئے الف کو حذف کردیا رَمَوا ہوگیا۔

سوال:(۶)۔کیارَمَوْا اور رَضُوْ کی تعلیل میں کچھ فرق ہے؟

جواب: رَضُو اصل میں رَضِوُوْا ہے واؤ کو بعد کسرہ طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدلا رَضِيُوا ہوگیا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے ساکن کردیا دو ساکن جمع ہوگئے یاء کو حذف کردیا پھر ضاد کو ضمہ دے دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے

سوال:(۷)۔ رَمَتْ کی تعلیل تحریر کریں؟

جواب: رَمَتْ اصل میں رَمَيَتْ تھایاء متحرک ماقبل مفتوح ہے یاء کوالف سے بدلا الف اور تاء دوساکن جمع ہوئے الف کو گرادیا رَمَتْ ہوگیا۔

سوال:(۸)۔ رَمَتَا اصل میں رَمَيَتَا تھا یاء کو الف سے بدلنے کی صورت میں دوساکن جمع نہیں ہوتے پھر کیوں الف کو گرایا گیا؟

جواب: یہاں اگر چہ بظاہر تاء متحرک ہے لیکن حقیقت میں وہ ساکن ہے مزید یہ کہ تاء نفس کلمہ سے نہیں لہذا وہ اجتماع ساکنین کے لیے آڑ نہیں ہوگی۔

سوال:(۹)۔ رَمَيْنَ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

جواب: رَمَيْنَ میں یاء ساکن ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے ثقل پیدا نہیں ہوتا اس لیے اسے حذف نہیں کیا گیا۔

سوال: (۱۰)۔ يَرْمِي کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: يَرْمِي اصل میں يَرْمِيُ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا يَرْمِي ہوگیا۔

سوال:(۱۱)۔ تَرْمِيَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: چوں کہ یہاں یاء کی حرکت (فتحہ) خفیف ہے لہذا یہاں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:(۱۲)۔ يَرْمُوْنَ اصل میں کیا تھا اس کی تعلیل واضح کریں؟

جواب: يَرْمُوْنَ اصل میں يَرْمِيُوْنَ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا تو يَرْمِيْوْنَ اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو يَرْمُوْنَ ہوگیا۔

سوال:(۱۳)۔ يَعْفُوْنَ جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب دونوں کے لیے آتا ہے فرق کیسے ہوگا؟

جواب: یہاں تقدیری فرق ہوگا یعنی مذکر کا صیغہ اصل میں يَعْفُوُوْنَ اور مؤنث کا صیغہ يَعْفُوْنَ تھا مؤنث کے صیغے میں واؤ اصلی ہے اور نون علامت تانیث ہے جبکہ مذکر کے صیغے میں واؤ ضمیر جمع اور نون اعرابی ہے جبکہ مؤنث کے صیغے میں نون علامت تانیث ہے اعرابی نہیں ہے اس لیے ارشاد باری تعالی اِلَّا اَنْ يَعفُوْنَ میں اَنْ ناصبہ کے باوجود نون نہیں گرتا۔

سوال:(۱۴)۔ تَرْمِيْنَ کون سا صیغہ ہے اور اس میں تعلیل کس انداز میں ہوئی؟

جواب: تَرْمِيْنَ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ جمع مؤنث حاضر اصل میں بھی "تَرْمِيْنَ" ہی ہے البتہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِيِيْنَ تھا یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اسے گرادیا تَرْمِيْنَ ہوگیا۔

سوال:(۱۵)۔ اگر ناقص پر حرف جزم آجائے تو وہ کیا عمل کرے گا؟

جواب: ناقص پر حرف جزم داخل ہونے سے حرف علت گرجاتا ہے جیسے لَمْ يَرْمِ (اصل میں يَرْمِي تھا) حالت رفع میں وقف کی صورت میں بھی گرجاتا ہے مثلاً وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ (اصل میں يَسْرِي تھا)۔

سوال:(۱۶)۔ ناقص پر حرف ناصب داخل ہو تو کیا عمل ہوگا؟

جواب: جب ناقص پر حرف ناصب داخل ہوتا ہے تو اس کا آخر منصوب ہوجاتا ہے جیسے لَنْ يَرْمِيَ البتہ لَن يَخْشٰی میں ایسا نہیں ہوتا کیوں کہ اس کا آخری حرف (یعنی الف) حرکت کو برداشت نہیں کرسکتا۔

سوال:(۱۷)۔ اِرمِ کی تعلیل تحریر کریں؟

جواب: اِرْمِ اصل میں اِرْمِي تھا علامت وقف کے طور پر یاء گر گئی اِرْمِ ہوگیا۔

سوال:(۱۸)۔ اِرْمُوا اصل میں کیا تھا؟

جواب: اِرْمُوا اصل میں اِرْمِيُوْا تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرا دیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرا دیا پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے اِرْمُوْا ہوگیا۔

سوال:(۱۹)۔ اِرْمِي کی تعلیل وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: اِرْمِي اصل میں اِرْمِيْ تھا یاء کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا اِرْمِي ہوگیا۔

نوٹ: یہاں اصلی یاء کو حذف کیا جائے گا کیوں کہ دوسری یاء علامت ہے اور وہ حذف نہیں ہوتی۔

سوال:(۲۰)۔ رَامٍ (اسم فاعل) میں تعلیل کی صورت کیا ہے؟

جواب: رَامٍ اصل میں رَامِيٌ تھا حالت رفع اور حالت جر میں یاء کو ساکن کیا اجتماع ساکنین ہوگیا کیوں کہ یاء بھی ساکن ہے اور نون تنوین بھی اس لیے یاء کو گرا دیا رَامٍ ہوگیا (حالت رفع هُوَ رَامِيٌ اور حالت جر مَرَرْتُ بِرَامِيٍ تھا)۔

سوال:(۲۱)۔ حالت نصب (مثلاً رَأَيْتُ رَامِيًا) میں یاء کو ساکن کیوں نہیں کرتے؟

جواب: اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور حرف علت کو ثقل کی وجہ سے ساکن کیا جاتا ہے۔

سوال:(۲۲)۔ رَامُوْنَ (جمع مذکر) اصل میں کیا تھا اور یہاں تعلیل کیسے ہوئی؟

جواب: رَامُونَ اصل میں رَامِيُوْنَ تھا یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا اب میم کو ضمہ دیا کیوں کہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ چاہتی ہے۔

سوال:(۲۳)۔ رَامِیَانِ (تثنیہ) کو یاے متکلّم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے ؟

جواب: رَامِیَانِ حالت رفع میں رَامِیَانِ اور حالت نصب وجر میں رَامِیَیْنِ ہوگا یاے متکلّم کی طرف اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جائے گا تو حالت رفع میں رَامِیَايَ اور حالت نصب و جر میں رَامِیَيَّ ہوجائے گا (کیوں نصبی اور جری حالت میں یاء کا یاء میں ادغام ہوجائے گا)۔

سوال:(۲۴)۔ اسم فاعل جمع (رَامِیُوْنَ) کو یائے متکلّم کی طرف مضاف کرکے تینوں حالتوں میں رَامِيَّ پڑھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب: جمع کا صیغہ تعلیل کے بعد حالت رفع میں رَامُوْنَ اور نصب و جر کی حالت میں رَامِیْنَ تھا اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جاتا ہے لہذا حالت رفع میں رَامُوْيَ ہوگیا واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کیا رَامُيٌّ ہوگیا اب یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو رَامِيَّ ہوگیا۔ اور حالتِ نصب وجر میں رَامِیْنَ تھا پس اضافت کی وجہ سے نون جمع گر گیا تو رَامِیْ یَ ہوگیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو رَامِيَّ ہوگیا۔ اس طرح تینوں حالتوں میں رَامِيَّ پڑھتے ہیں۔

سوال:(۲۵)۔ حالت رفع میں واؤ کو یاء سے بدلا اس کے برعکس کیوں نہیں کیا؟

جواب: اس لیے کہ یاء خفیف ہے نیز یہ مدغم فیہ ہے اس لیے اسے نہیں بدلا گیا

سوال:(۲۶)۔ اسم مفعول مَرْمِيٌّ اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی ؟

جواب: مَرْمِيٌّ اصل میں مَرْمُوْيٌ تھا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْمُيٌّ ہوگیا پھر یاء کی مناسبت سے میم کو کسرہ دیا تو مَرْمِيٌّ ہوگیا۔

سوال:(۲۷)۔ اسم مفعول کے صیغہ تثنیہ مذکر (مرْمِیَانِ) کو یائے متکلّم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جاتا ہے لہذا اب حالت رفع میں مَرْمِیَّايَ اور نصب و جر میں کی حالت میں مَرْمِیَّیَّ پڑھیں گے کیوں کہ مَرْمِیَّیْنِ سے مَرْمِیّیْ یَ ہوگا پھر ادغام کے بعد مَرْمِیَّیَّ ہوجائے گا۔ یعنی یاء چار بار ہوگی ایک یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے۔ دوسری یاء لام کلمہ ہے۔ تیسری یاء تثنیہ کی علامت ہے اور چوتھی یاء متکلّم کی ہے۔

سوال:(۲۸)۔ اسم مفعول جمع مذکر کے صیغہ (مَرْمِیُّوْنَ) کو یائے متکلّم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: مَرْمِیُّوْنَ حالت رفع ہے جبکہ نصب و جر کی حالت میں مَرْمِیِّیْنَ پڑھتے ہیں اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جائے گا اب حالت رفع میں مَرْ مِیُّوْیَ بنے گا لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کریں گے تو مَرْ مِیِّيَّ ہوجائے گا۔ اور حالتِ نصب و جر میں مَرْ مِیِّیْ یَ ہوگا اب یائے متکلّم کا اس سے پہلی والی یاء میں ادغام کردیں گے تو مَرْ مِیِّيَّ ہوجائے گا حالتِ نصب و جر میں پہلے سے تین یاء موجود ہیں چوتھی یاء متکلّم کی ہوگی تو تینوں حالتوں میں چار یاء کے ساتھ مَرْمِیِّيَّ پڑھیں گے۔

سوال:(۲۹)۔ اسم ظرف مَرْمًی کی تعلیل تحریر کریں؟

جواب: اسم ظرف مَرْمًی اصل میں مَرْمَيٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا اب یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے یاء کو گرادیا مَرْمًی ہوگیا۔

سوال:(۳۰)۔ یہ باب فَعَلَ یَفْعِلُ کے وزن پر ہے اس لیے اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر مَرْمِيٌ آنا چاہیے تھا مَفْعَلٌ کے وزن پر کیوں آیا ہے؟

جواب: اگر میم کو کسرہ دیتے تو تین کسرے اکٹھے ہوجاتے کیوں کہ یاء دو کسروں کے برابر ہے اور عین کلمہ بھی مکسور ہوتا لہذا توالی کسرات سے بچنے کیے لیے عین کلمہ کو فتحہ دے دیا۔

سوال:(۳۱)۔اسم آلہ مِرْمًی کی تعلیل واضح کریں؟

جواب:اسم آلہ مِرْمیً اصل میں مِرْمَيٌ تھا اسم ظرف کی طرح تعلیل ہوئی۔

سوال: (۳۲)۔فعل ماضی مجہول میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چوں کہ ماضی مجہول رُمِيَ میں یاء پر فتحہ ہے جو خفیف حرکت ہے اس لیے تعلیل کی ضرورت نہیں۔

سوال:(۳۳)۔ يُرْمي مضارع مجہول میں تعلیل کس طریقے پر ہوئی؟

جواب: يُرْمي اصل میں يُرْمَيُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے اس لیے یاء کو الف سے بدل دیا يُرْمیٰ ہوگیا۔

سوال:(۳۴)۔ غَزَا يَغْزُوا ناقص واوی میں تعلیل کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: غَزَا يَغْزُوا میں رَمیٰ يَرْمِي کی طرح تعلیل ہوگی البتہ اس کے باب افعال میں مضارع يُغْزِي کی مناسبت سے ماضی میں بھی واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزوْتَ کو اَغْزَيْتَ پڑھتے ہیں یعنی مضارع میں عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں لیکن ماضی میں تعلیل کا کوئی سبب نہیں صرف مضارع کی مناسبت سے واؤ کو یاء سے بدلا گیا اور واؤ ان حروف سے ہے جن کو ایک دوسرے سے بدلا جاتا ہے۔

سوال: (۳۵)۔حروف ابدال کون کون سے ہیں؟

جواب: حروف ابدال کا مجموعہ یہ ہے اِسْتَنْجَدَهٗ يَوْمَ صَالَ زَطٌّ "(ء .س .ت .ن.ج.د.ہ.ي.و.م.ص.الف.ل.ز.ط)استنجاد کا معنی مدد چاہنا ہے اور اَلصَّولَةَ حملہ کرنے کو کہتے ہیں "زط" انسانوں کا ایک گروہ(زنگی)۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن زنگیوں نے حملہ کیا اس دن اس نے اس سے مدد چاہی۔

سوال: (۳٦)۔ بعض اوقات الف کو ہمزہ سے بدلتے ہیں اور یہ بدلنا واجب بھی ہوتا ہے اور قیاس کے مطابق بھی مثال پیش کریں؟

جواب: اس کی مثال لفظ صَحْرَاءُ ہے اس کے آخر میں جو ہمزہ ہے وہ اصل میں الف تھا کیوں کہ اصل میں صَحْرٰي تھا آخر میں الف تانیث تھا جیسے حُبْلٰی اور سُکْرٰي میں ہے پس صَحْرٰي کے کثرت استعمال کی وجہ سے لغت میں توسیع کرتے ہوئے بنائے مقصودہ کے ساتھ ساتھ بنائے ممدودہ بنانے کے لیے اس الف سے پہلے ایک الف کا اضافہ کیا تو صَحْرَاي ہوا پھر الف مقصورہ کو ہمزہ سے بدل دیا تو صَحْرَاءُ ہو گیا کیوں کہ الف مقصورہ الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہوا ہے اور چوں کہ یہ ہمزہ اصلی نہیں ہے اس لیے صَحْرَاءُ کی جمع صَحَارِيُّ کو کسی صورت میں بھی صَحَارِءُ نہیں پڑھ سکتے اگر یہ ہمزہ اصلی ہوتا تو جس طرح خَطِيْءَةٌ پڑھتے ہیں اسی طرح اسے بھی صَحَارِءُ پڑھنا درست ہوتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔

سوال: (۳۷)۔ ایسی کوئی مثال بتائیں جس میں واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب بھی ہو اور قیاس کے مطابق بھی؟

جواب: اَوَاصِلُ میں ہمزہ اصل میں واؤ تھا وَاصِلَةٌ کی جمع (فَوَاعِلُ کے وزن پر)وَوَاصِلُ آتی ہے چوں کہ عطف کی صورت میں تین واؤ جمع ہو جاتی ہیں اس لیے قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا۔

کَسَاءٌ اصل میں کَسَاوٌ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا کَسَاءٌ ہو گیا قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ یہاں واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے وہ یوں کہ زائد الف کا اعتبار نہیں کرتے لہذا قَاوِلٌ میں واؤ کا ماقبل قاف اور کَسَاوٌ کا واؤ کا ماقبل سین ہوگا واؤ کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن ہیں ان میں سے کسی الف کو گرانا ممکن نہیں لہذا دوسرے الف کو حرکت دے کر ہمزہ بنا دیا۔ کَسَاءٌ میں واؤ کو

گرانے کی وجہ یہ ہے کہ آخر میں ہونے کی وجہ سے اس پر مختلف حرکات آتی تھیں اس خرابی سے بچنے کے لیے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

سوال:(۳۸)۔ یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہو اس کی مثال بیان کریں ؟

جواب: بَائِعٌ جو اصل میں بَايِعٌ تھا کی یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اور اس کا طریقہ وہی ہے جو قَائِلٌ کی تعلیل کے ضمن میں بیان ہوا۔

سوال:(۳۹)۔ واؤ مضموم، واؤ غیر مضموم، یا، ہا، الف اور غین کو ہمزہ سے بدلنا جائز بھی ہے اور قیاس کے مطابق بھی اس کی مثالیں مع تعلیلات تفصیل سے ذکر کریں ؟

جواب: وُجُوْهٌ (وَجْهٌ کی جمع) اور اَدْوُرٌ (دَارٌ کی جمع) میں واؤ پر ضمہ ثقیل ہے لہذا اس واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اُجُوْهٌ اور اَدْؤُرٌ پڑھنا جائز ہے۔

اِشَاحٌ اور اَحِّدْ اَحِّدْ میں ہمزہ واؤ غیر مضموم سے بدل کر آیا اور ایسا تخفیف کے لیے کیا گیا کیوں کہ حرف علت پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

نوٹ: سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو حالت تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''اَحِّدْ اَحِّدْ'' ایک انگلی سے اشارہ کیجیے۔

يَدَيْهِ میں چوں کہ حرف علت یاء ضعیف ہے اور اس پر حرکت ثقل پیدا کرتی ہے لہذا یاء کو ہمزہ سے بدل کر اَدَيْهِ پڑھنا جائز ہے۔ مَاءٌ اصل میں مَاهٌ تھا یہی وجہ ہے کہ اس کی جمع مِيَاهٌ ہاء کے ساتھ آتی ہے چوں کہ ہمزہ اور ہاء کا مخرج ایک ہے اس لیے آسانی کی خاطر ہاء کو ہمزہ سے بدل کر مَاءٌ پڑھتے ہیں۔

الف کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال ''هَيَّجْتِ شَوْقَ الْمُشْتَئِقِ'' میں لفظ مشتاق ہے اصل میں یہ مُشْتَوِقٌ (اسم فاعل) تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا مُشْتَاقٌ ہو گیا ۔ ۔اب الف کو ہمزہ سے بدل کر مُشْتَأَقٌ پڑھنا جائز ہے ۔اسی طرح جو لوگ وَلَا

الضَّآلِّيْنَ میں ضاد کے بعد الف کے بجائے ہمزہ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک بھی الف کو ہمزہ سے بدلا جاتا ہے اور یوں یہ وَالضَّالِّيْنَ پڑھتے ہیں۔

عین کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال اُبَابٌ ہے یہ اصل میں عُبَابٌ تھا چوں کہ ہمزہ، عین، الف اور ہاء کا مخرج ایک ہے (یعنی حلق) اس لیے یہ ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

سوال: (۴۰)۔ بعض اوقات تاء کو سین سے اور واؤ یاء سین صاد اور یاء کو تاء سے بدلتے ہیں ان سب کی مثالیں اور وجہ تعلیل ذکر کریں؟

جواب: تاء کو سین سے بدلنے کی مثال اِتَّخَذَ کو اِسْتَخَذَ پڑھنا ہے اور یہ سیبویہ کے نزدیک ہے چوں کہ یہ دونوں حرف صفت میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لیے تاء کو سین سے بدل دیا۔

نوٹ: حروف مہموسہ کا مجموعہ "ستشخصه" ہے چوں کہ ان حروف کی ادائگی میں متکلّم کی آواز چھپ جاتی ہے اس لیے ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں۔ تُخْمَةٌ اصل میں وُخْمَةٌ تھا واؤ اور تاء قریب المخرج ہیں اس لیے واؤ کو تاء سے بدلا دیا اسی طرح اَخُوٌ سے مؤنث بناتے ہوئے واؤ کو تاء سے بدل کر اُخْتٌ پڑھتے ہیں۔

ثِنْتَانِ اصل میں ثِنْيَانِ (یا کے ساتھ) تھا "اَسْنَتُوا" اصل میں اَسْنَيُوا تھا یاء کو حرکت سے بچانے کے لیے اسے تاء سے بدل دیا۔

سِتٌّ اصل میں سُدُسٌ تھا دوسری سین کو تاء سے بدلا پھر دال کو بھی تاء سے بدلا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا سِتٌّ ہو گیا۔

نوٹ: چوں کہ سِتٌّ کی تصغیر سُدَيْسٌ اور جمع تکسیر اَسْدَاسٌ آتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سِتٌّ اصل میں سُدُسٌ تھا۔

اسی طرح عمر بن یر بوع اَشْرَارُ النَّاتِ میں تاء سین سے بدل کر آتی ہے اصل میں اَشْرَارُ النَّاسِ تھا۔

لِصَتٌّ اصل میں **لِصَصٌ** (لِصٌّ کی جمع بمعنی چور) تھا صاد کو تاء سے بدل دیا کیوں کہ ان دونوں میں صفت ہمس مشترک ہے۔

یاء کو تاء سے بدلنے کی مثال اَلذُّعَالَۃ (پرانا کپڑا) ہے اصل میں یہ ذَعَالِبُ تھا۔

سوال: (۴۱)۔واؤ اور لام کو نون سے بدلا جاتا ہے اس کی مثالیں بتائیں؟

جواب: واؤ کو نون سے بدلنے کی مثال صَنْعَانِيٌّ (یمن کے ایک شہر صنعاء کی طرف منسوب چیز کو صنعانی کہتے ہیں اصل میں صَنْعَاوِيٌّ تھا واؤ کو نون سے بدلا تو صَنْعَانِيٌّ ہو گیا چوں کہ نون کو حروف علت سے قرب حاصل ہے اس لیے حرف علت واؤ کو نون سے بدلتے ہیں۔

لام کو نون سے بدلنے کی مثال لَعَنَّ ہے یہ اصل میں لَعَلَّ تھا ان دونوں میں صفت جہر مشترک ہے اس لیے لام کو نون سے بدلتے ہیں۔

سوال: (۴۲)۔بعض اوقات یاء مشدد اور غیر مشدد کو جیم سے بدلا جاتا ہے اس کی مثالیں بیان کریں؟

جواب: یاء مشدد کو جیم سے بدلنے کی مثال اَبُوْعَلِجٍّ ہے جو اصل میں اَبُو عَلِيٍّ تھا چوں کہ یاء آخر میں واقع ہوئی ہے اس لیے اسے جیم سے بدلا تاکہ یاء (حرف علت ضعیف) پر مختلف حرکات واقع نہ ہوں۔

یاء مشدد کی مناسبت سے یاء یر مشدد کو بھی بعض اوقات جیم سے بدل دیتے ہیں جیسے مندرجہ ذیل شعر میں ہے۔

لَا هُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ ۔۔۔ فَلَا يَزَالُ شَاحِجُ يَأْتِيْكَ بِجْ

(اے اللہ اگر تونے مراح قبول کرلیا ہے تو میری یہ سواری (خچر) ہمیشہ مجھے تیری بارگاہ میں لائے گی۔

سوال:(۴۳)۔ تاء کودال سے بدلنے کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: تاء کودال سے بدلنے کی مثال "فُزْدُ" ہے جو اصل میں فُزْتُ تھا تاء کو دال سے بدلا اور اِجْدَمَعُوا کی اصل اِجْتَمَعُوا ہے یہاں بھی تاء کو دال سے بدلا گیا اور ایسا کرنا اس لیے صحیح ہے کہ تاء اور دال کا مخرج ایک ہے۔

سوال:(۴۴)۔ کبھی ہمزہ، الف اور یاء کو ہاء سے بدلا جاتا ہے اس سلسلے میں کچھ مثالیں پیش کریں؟

جواب: هَرَقْتُ اصل میں اَرَقْتُ تھا، حَيَّهَلَهْ اصل میں حَيَّهَلَا تھا۔ اَنَهْ کی اصل اَنَا ہے۔ هُزِّهْ کی اصل هُزِّي تھا پہلی مثال میں ہمزہ کو دوسری اور تیسری میں الف کو اور چوتھی مثال میں یاء کو ہاء سے بدلا گیا اس تبدیلی کا جواز یوں ہے کہ خفیف ہونے میں ہاء کو حروف علت سے مناسبت ہے۔

سوال:(۴۵)۔ ہاء کے خفیف ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: اس کا ثبوت یہ ہے کہ بعض اوقات اسے کالعدم تصور کیا جاتا ہے مثلاً لَن يَّضْرِبَهَا میں الف سے پہلے ہاء کو کالعدم قرار دیں گے اور اس کے ماقبل باء سے پہلے والا حرف مکسور ہونے کی وجہ سے امالہ ہوسکتا ہے جبکہ عِنَبًا میں الف سے پہلے باء ہے جو خفیف نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا اور یہاں امالہ نہیں ہوگا۔

نوٹ: الف کو یاء اور زبر کو زیر کی طرف مائل کرکے پڑھنا امالہ کہلاتا ہے۔

سوال:(۴۶)۔ کیا کسی صورت میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے؟

جواب: جی ہاں: طَلْحَةٌ میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب ہے اور قیاس کے موافق ہے تاکہ اس تاء اور فعل ماضی کی تاء (یعنی طَلَحَتْ) میں فرق کیا جاسکے۔

سوال:(۴۷)۔ مُفَیْتِیْحٌ میں تعلیل کیسے ہوئی اور اس کی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مُفَیْتِیْحٌ مِفْتَاحٌ کا اسم تصغیر ہے تصغیر بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ دوسرے حرف یعنی فاء کے بعد یائے تصغیر داخل کی تیسرے حرف (تاء) کو کسرہ دیا اب الف کا ماقبل مکسور ہو گیا اس لیے الف کو یاء سے بدل دیا اور یہ بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے۔

سوال: (۴۸)۔ واؤ کو وجوبًا اور قیاسًا یاء سے بدلنے کی مثال دیں؟

جواب: اس کی مثال مِیْقَاتٌ ہے جو اصل میں مِوْقَاتٌ تھا۔ واؤ کا ماقبل مکسور تھا لہذا واؤ کو یاء سے بدل دیا اسی طرح ثقل دور ہو گیا۔

سوال:(۴۹)۔ ہمزہ، مضاعف کے ایک حرف، نون، عین، تاء، باء، سین، اور ثاء کو بعض مقامات پر یاء سے بدلا گیا ان تمام کی مثالیں پیش کریں؟

جواب: (۱) ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز اور قیاس کے مطابق ہے جیسے ذِیْبٌ اصل میں ذِئْبٌ تھا ہمزہ ساکن کا ماقبل مکسور تھا لہذا اسے یاء سے بدل دیا۔

(۲)۔ تَقَضِّيَ اصل میں تَقَضِّضَ تھا چوں کہ تین ضاد جمع ہونے کی وجہ سے کلمہ ثقیل ہو گیا تھا اس لیے آخری ضاد کو یاء بدل دیا تو تَقَضِّيَ ہو گیا۔

(۳)۔ اَنَاسِيُّ اصل میں اَنَاسِیْنُ (انسان کی جمع) ہے جیسے سَرَاحِیْنُ سَرْحَانٌ کی جمع ہے نون کو یاء سے بدلا کیوں کہ دونوں میں قرب ہے اب یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو اَنَاسِيُّ ہو گیا۔ اسی طرح دِیْنَارٌ اصل میں دِنْنَارٌ تھا (کیوں کہ اس کی جمع دَنَانِیْرٌ آتی ہے) اب نون کو یاء سے بدلا تو دِیْنَارٌ ہو گیا۔

(۴)۔ ضَفَادِيْ اصل میں ضَفَادِعُ تھا (ضِفْدَعٌ کی جمع) عین ثقیل ہے اور اس کے ماقبل کسرہ ہے لہذا عین کو یاء سے بدل کر ثقل دور کر دیا گیا۔

(۵)۔ اِیْتَصَلَتْ اصل میں اِوْتَصَلَتْ تھا واؤ کو تاء سے بدلا تو اِتَّصَلَتْ (تو تاء کے ساتھ) ہو گیا پہلی تاء کو یاء سے بدلا تو اِیْتَصَلَتْ ہو گیا۔

(۶)۔اَلثَّعَالِيْ اصل میں اَلثَّعَالِبُ تھا چوں کہ یاء اور باء قریب المخرج ہیں اس لیے باء کو یاء سے بدل کر ثَعَالِيْ پڑھتے ہیں۔

(۷)۔اَلسَّادِي اصل میں اَلسَّادِسُ تھا سین کو یاء سے بدلا تو اَلسَّادِي ہو گیا۔

(۸)۔اَلثَّالِي اصل میں اَلثَّالِثُ تھا ثاء کو یاء سے بدلا تو اَلثَّالِي ہو گیا۔

سوال: (۵۰)۔الف، یاء اور ہمزہ کو بعض اوقات واؤ سے بدلتے ہیں مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (۱)ضَوَارِبُ ضَارِبَةٌ کی جمع تکسیر ہے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف داخل کرتے ہیں یہاں جب تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف لائے تو دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن تھے ان میں سے کسی ایک کو حذف بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ اس طرح واحد اور جمع کے درمیان التباس لازم آتا ہے لہذا پہلے الف کو واؤ سے بدل دیا تو ضَوَارِبُ ہو گیا۔

(۲)۔مُوْقِنٌ اصل میں مُيْقِنٌ تھا (اِيْقَانٌ سے اسم فاعل ہے) یاء کا ماقبل مضموم تھا اس لیے اسے واؤ سے بدل دیا۔

(۳)۔لُوْمٌ اصل میں لُؤْمٌ تھا۔ ہمزہ ساکن کو تخفیف کی غرض سے واؤ سے بدلا یہ تبدیلی جائز اور قیاس کے مطابق ہے۔

سوال:(۵۱)۔واؤ، لام، نون ساکن اور نون متحرک اور یاء کو بعض اوقات میم سے بدلتے ہیں ان سب صورتوں کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب: (۱)۔فَمٌ اصل میں فَوْهٌ تھا (کیوں کہ اس کی جمع اَفْوَاهٌ آتی ہے) ہاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا۔ واؤ کو میم سے اس لیے بدلتے ہیں کہ دونوں کا مخرج ایک ہے۔

(۲)۔لام کو میم سے بدلنے کی مثال یہ ہے حدیث شریف میں "لَيْسَ مِنَ امْبِرِ امْصِيَامِ فِي امْسَفَرِ یعنی لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ (سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں یعنی

سفر میں روزہ رکھتے ہوئے دقت محسوس ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے بعد میں قضا کر لے) یہاں اَلْبِرُّ، اَلصِّیَامُ، اَلسَّفَرُ ،کے شروع میں جو لام ہے اسے میم سے بدلا گیا کیوں کہ صفت جہر میں حرکت کی وجہ سے میم اور لام ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

(۳)۔عَمْبَرٌ اصل میں عَنْبَرٌ تھا نون کو میم سے بدلا گیا اسی طرح وَ کَفِّكِ الْمُخَضَّبِ الْبَنَامِ (تیری ہتھیلی کی قسم جس کے پوروں تک مہندی لگی ہوئی ہے) یہاں اَلْبَنَامَ اصل میں اَلْبَنَانَ تھا انگلیوں کے پوروں کو "بَنَان" کہتے ہیں چوں کہ نون اور میم صفت جہر میں شرکت کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لیے یہ تبدیلی ہوئی۔

(۴)۔باء کو میم سے بدلنے کی مثال "مَازِلْتُ رَاتِمًا" میں لفظ رَاتِم ہے اصل میں یہ رَاتِبًا تھا۔رَاتِبٌ کے معنی ثابت قدمی ہے معنی یہ ہے کہ میں اس کام کے لیے ہمیشہ ثابت قدم اور تیار ہوں چوں کہ میم اور باء دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں یعنی ان کا مخرج ایک ہے اس لیے باء کو میم سے بدلا گیا۔

سوال: (۵۲)۔بعض اوقات سین کو صاد سے بدل دیتے ہیں اس کی مثال اور تبدیلی کی وجہ بیان کریں؟

جواب: قرآن پاک میں ہے "وَاَصْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ" اَصْبَغَ اصل میں اَسْبَغَ تھا ،سین کو صاد سے بدل کر اَصْبَغَ پڑھا جاسکتا ہے جس کا معنی کامل کرنا ہے چوں کہ سین اور صاد کا مخرج قریب قریب ہے اس لیے یہ تبدیلی ہوئی۔

سوال: (۵۳)۔واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے مثال دیجیے؟

جواب: اس کی مثال قَالَ اور بَاعَ ہے۔قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا قَالَ ہو گیا۔بَاعَ اصل میں بَيَعَ تھا قَالَ کی طرح تعلیل ہوئی۔

سوال:(۵۴)۔ رَاسٌ اصل میں کیا تھا؟

جواب:رَاسٌ اصل میں رَأسٌ تھا ہمزہ کو الف سے بدلا یہ تبدیلی محض جائز ہے واجب نہیں۔

سوال:(۵۵)۔نون اور ضاد کو لام سے بدل دیا جاتا ہے مثالیں تحریر کریں؟

جواب: نون کو لام سے بدلنے کی مثال اُصَيْلَالٌ ہے یہ اصل میں اُصَيْلَانٌ ہے جو اُصْلَانٌ کی تصغیر ہے۔اُصْلَانٌ ،اَصِيْلٌ کی جمع ہے۔ضاد کو لام سے بدلنے کی مثال اِلْطَجَعَ ہے یہ اصل میں اِضْطَجَعَ تھا۔ضاد کو لام سے بدل دیا۔یہ تبدیلی اس لیے جائز ہے کہ لام،ضاد اور نون صفت جہر میں متحد ہیں۔

سوال: (۵۶)۔کبھی سین اور صاد کو زاء سے بدل دیا جاتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

جواب: يَزْدُلُ اصل میں يَسْدُلُ تھا سین کو زا سے بدل دیا اسی طرح فَزْدِي اصل میں فصْدِي تھا صاد کو زا سے بدل دیا۔

سوال:(۵۷)۔تاء کو طاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے مثال پیش کریں؟

جواب: اِضْطَرَبَ اصل میں اِضْتَرَبَ تھا تاء کو طا سے بدلا فَحَصْطُ اصل میں فَحَصْتُ (واحد متکلّم ماضی)تھا تاء کو طاء سے بدلا یہ دونوں حرف قریب المخرج ہیں اس لیے ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

نوٹ:ان مذکورہ بالا صورتوں میں جہاں وجوب اور مطابق قیاس یا جوازاً اور مطابق قیاس کی قید نہیں وہاں تبدیلی جائز غیر قیاسی ہوگی مگر مُوْقِنٌ میں کوئی قید نہیں اس کی وجہ باب اجوف میں گزر گئی ہے۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی اللَّفِیْفِ

یُقَالُ لَہٗ: اللّفِیْفُ لِلَفِّ حَرْفَیِ الْعِلَّۃِفِیْہِ وَھُوَعَلٰی ضَرْبَیْنِ مَفْرُوْقٌ وَمَقْرُوْنٌ ،اَلْمَفْرُوْقُ مِثْلَ: وَقٰی یَقِیْ، حُکْمُ فَائِہَاکَحُکْمِ وَعَدَیَعِدُوَحُکْمُ لَامِہَا کَحُکْمِ رَمٰی یَرْمِیْ وَکَذٰلِکَ حُکْمُ اَخْوَاتِہِمَا،اَلْاَمْرُ: قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیْنَ وَ تَقُوْلُ بِنُوْنِ التَّاکِیْدِقِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیَانِّ قِیْنَانِّ وَ بِالْخَفِیْفَۃِ قِیَنْ قُنْ قِنْ. اَلْفَاعِلُ: وَاقٍ،اَلْمَفْعُوْلُ مَوْقِیٌّ. اَلْمَوْضِعُ: مَوْقًی. اَلْاٰلَۃُ: مِیْقًی ،اَلمَجْھُوْلُ: وُقِیَ یُوْقٰی

ساتواں باب لفیف کے بیان میں:

ترجمہ: اس میں دو حرف علت ہونے کی وجہ سے اس کو لفیف کہا جاتا ہے، اور لفیف دو قسموں پر ہے لفیف مقرون اور لفیف مفروق، لفیف مفروق جیسے وَقٰی یَقِیْ، اس کے فا کلمہ کا حکم وَعَدَ یَعِدُ کے حکم کے جیسے ہے، اور اس کے لام کلمہ کا حکم رَمٰی یَرْمِیْ کے حکم کے جیسے ہے، اور ایسے ہی ان دونوں کے اخوات کا حکم، (لفیف مفروق سے) فعل امر قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیْنَ (آتا ہے) اور آپ نون تاکید کے ساتھ کہیں قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیَانِّ قِیْنَانِّ، اور نون خفیفہ کے ساتھ قِیَنْ قُنْ قِنْ، (لفیف مفروق سے) اسم فاعل وَاقٍ (آتا ہے) اور اسم مفعول مَوْقِیٌّ (آتا ہے) اور اسم ظرف مَوْقًی (آتا ہے) اور اسم آلہ مِیْقًی (آتا ہے) اور فعل مجہول وُقِیَ یُوْقٰی (آتا ہے)۔

وَالمَقْرُوْنُ نَحْوُ: طَوٰی یَطْوِیْ اِلٰی آخِرِھِمَا، حُکْمُھُمَاکَحُکْمِ النَّاقِصِ وَلَا یُعَلُّ عَیْنُھُمَا لِمَا مَرَّ فِی بَابِ الْاَجْوَفِ، اَلْاَمْرُ: اِطْوِ اِطْوِیَا اِطْوُوْا اِطْوِیْ اِطْوِیَا

اِطْوِ يْنَ وَتَقُوْلُ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ:اِطْوِ يَنَّ اِطْوِ يَانِّ اِطْوُنّ اِطْوِنَّ اِطْوِ يَانِّ اِطْوِ يْنَانِّ ،وَ بِالْخَفِيْفَةِ:اِطْوِ يَنْ اِطْوُنْ اِطْوِنْ وَتَقُوْلُ فِي الْاَمْرِ مِنْ رَوِىَ يَرْوِىْ :اِرْوَاِرْوَ يَااِرْوَوْا اِرْوَىْ اِرْوَ يَا اِرْوَ يْنَ،وَ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ:اِرْوَ يَنَّ اِرْوَ يَانِّ اِرْوَوُنَّ اِرْوَ يِنَّ اِرْوَ يَانِّ اِرْوَ يْنَانِّ وَ بِالْخَفِيْفَةِ اِرْوَ يَنْ اِرْوَوُنْ اِرْوَ يِنْ وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْرِفَ اَحْكَامَ نُوْنَيِ التَّاكِيْدِ فِي النَّاقِصِ وَاللَّفِيْفِ فَانْظُرْ اِلٰى حُرُوْفِ الْعِلَّةِ اِنْ كَانَتْ اَصْلِيَّةٌ مَحْذُوْفَةً فِي الْوَاحِدِتَرُدُّ؛لِاَنَّ حَذْفَهَاكَانَ لِلسُّكُوْنِ وَهُوَ انْعَدَمَ بِدُخُوْلِ النُّوْنِ وَتُفَتَّحُ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ،نَحْوُ:اِطْوِ يَنْ وَاُغْزُوَنْ وَارْوَ يَنْ كَمَافِي نَحْوِ وَاغْزُوْاوَارْمِيَااِطْوِ يَاوَاِنْ كَانَتْ ضَمِيْرًافَانْظُرْ فِيْمَاقَبْلَهَااِنْ كَانَ مَفْتُوْحاً تُحَرَّكُ لِطَرُوِّ حَرْكَتِهَا وَ خِفَّةِ مَاقَبْلَهَا،نَحْوُ:اِرْوَوُنْ وَارْوَ يِنْ كَمَافِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى :(وَلَا تَنْسَوُ ا الْفَضْلَ)[البقرة:٢/٢٣٧]وَاِنْ كَانَ غَيْرَمَفْتُوْحٍ تُحْذَفُ لِعَدَمِ الْخِفَّةِفِيْمَاقَبْلَهَا نَحْوُ : اِطْوُنْ كَمَافِي نَحْوِ:اُغْزُوْاالْقَوْمَ وَ يَاامْرَاَةُاُغْزِىْ الْقَوْمَ

ترجمہ:اور لفیف مقرون جیسے طَوىٰ يَطْوِىْ دونوں کے آخر تک،اور ان دونوں کا حکم ناقص کے حکم کے جیسے ہے،اور ان دونوں کے عین کلمہ کی تعلیل نہیں کی جاتی ہے اس وجہ سے جو کہ گزرا اجوف کے باب میں،(لفیف مقرون سے)فعل امر اِطْوِ اِطْوِ يَا اِطْوُوْا اِطْوِ یْ اِطْوِ يَا اِطْوِ يْنَ (آتا ہے)اور آپ نون تاکید کے ساتھ کہیں اِطْوِ يَنَّ اِطْوِ يَانِّ اِطْوُنَّ اِطْوِ نَّ اِطْوِ يَانِّ اِطْوِ يْنَانِّ،اور نون خفیفہ کے ساتھ اِطْوِ يَنْ اِطْوُ نْ اِطْوِ نْ،اور آپ رَوِىَ يَرْوِىٰ سے فعل امر میں کہیں اِرْوَ اِرْوَ يَا اِرْوَ وْا اِرْوَ یْ اِرْوَ يَا اِرْوَ يْنَ،اور نون تاکید کے ساتھ اِرْوَ يَنَّ اِرْوَ يَانِّ اِرْوَ وُنَّ اِرْوَ يِنَّ اِرْوَ يَانِّ اِرْوَ يْنَانِّ،اور نون خفیفہ کے ساتھ اِرْوَ يَنْ اِرْوَ وُنْ اِرْوَ يِنْ،اور جب آپ ناقص اور لفیف میں تاکید کے دونوں نونوں کے احکام جاننے کا ارادہ کریں تو آپ حروف علت کی طرف نظر کریں پس اگر صیغۂ واحد میں اصلی کو حذف کیا گیا ہو تو وہ واپس لوٹ آئے گا اس لیے کہ اس

کا حذف کرنا سکون کی وجہ سے تھا اور وہ نون کے داخل ہونے کی وجہ سے منعدم ہو گیا، اور فتحہ کی خفت کی وجہ سے نون کے ماقبل کو فتحہ دیا گیا جیسے اِطْوِيَنْ، و اُغْزُوَنْ و اِرْوَيَنْ جس طرح وَاغْزُوَا وَارْمِيَا اِطْوِيَا میں، (آخر کو فتحہ دیا گیا) اور اگر حرف علت ضمیر ہو تو آپ حرف علت کے ماقبل کی طرف نظر کریں پس اگر حرف علت کا ماقبل مفتوح ہو تو اس کی حرکت کے تابع حرکت دی جائے گی اور اس کے ماقبل کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے اِرْوَوُنْ و اِرْوَيِنْ، جیسے کہ اللہ تعالی کے فرمان میں: وَلَاتَنْسَوُا الْفَضْلَ (البقرۃ: ۲،۷ ۲۳)(اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بُھلا نہ دو) اور اگر وہ مفتوح نہ ہو تو اس کے ماقبل میں خفت پیدا کرنے کی وجہ سے حذف کر دیا جائے گا جیسے اِطْوُنْ، جس طرح اُغْزُوْا الْقَوْمَ وَ يَا امْرَأَةُ اُغْزِیْ الْقَوْمَ کے جیسے میں۔

اَلْفَاعِلُ: طَاوٍ وَلَا يُعَلُّ وَاوُهُ كَمَا فِي طَوٰى وَتَقُوْلُ: مِنَ الرَّيِّ رَيَّانٍ رَيَّانَانِ رِوَاءٌ رَيَّا رَيَّيَانِ رِوَاءٌ اَيْضاً وَلَاتُجْعَلُ وَاوُهُمَا يَاءً كَمَا فِي سِيَاطٍ حَتّٰى لَايَجْتَمِعَ الْاِعْلَالَانِ قَلْبُ الْوَاوُ الَّتِي هِيَ عَيْنٌ يَاءً وَقَلْبُ الْيَاءِ الَّتِي هِيَ لَامٌ هَمْزَةً وَ تَقُوْلُ فِي تَثْنِيَةِ المُؤنَّثِ فِي النَّصَبِ وَالْخَفْضِ رَيَّيَيْنِ مِثْلُ عَطْشَيَيْنِ وَاِذَا اَضَفْتَ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ قُلْتَ رَيَّيَّ بِخَمْسِ يَاءَاتٍ الْاُوْلٰى مُنْقَلَبَةٌ عَنِ الْوَاوِ الَّتِي هِيَ عَيْنُ الْفِعْلِ، وَ الثَّانِيَةُ لَامُ الْفِعْلِ وَالثَّالِثَةُ مُنْقَلِبَةٌ عَنْ اَلِفِ التَّانِيْثِ وَالرَّابِعَةُ عَلَامَةُ النَّصْبِ وَالْخَامِسَةُ يَاءُ المُتَكَلِّمِ

ترجمہ: (لفیف مقرون سے) اسم فاعل طَاوٍ (آتا ہے) اور اس کے واو کی تعلیل نہیں کی جائے گی جیسے کہ طَوٰی میں، (تعلیل نہیں ہوئی) اور آپ اَلرَّيُّ سے (صفت مشبہ میں) کہیں رَيَّانٌ رَيَّانَانِ رِوَاءٌ رَيَّا رَيَّيَانِ رِوَاءٌ، اور ان دونوں کے واو کو یا نہیں بنایا جاتا جیسے کہ سِيَاطٌ میں تاکہ دو تعلیل جمع نہ ہوں، (۱) تعلیل جو واو عین کلمہ کے مقابلہ میں ہے اس کو یا سے بدلنا اور (۲) تعلیل جو یا لام کلمہ کے مقابلہ میں ہے اس کو ہمزہ سے

بدلنا، اور آپ تثنیہ مؤنث کو حالت نصب و جر میں کہیں رَ یَّیَیْنِ، عَطْشَیَیْنِ کے مثل میں، اور جب آپ حالت نصب و جر میں یاے متکلّم کی طرف اضافت کریں تو کہیں رَ یَّیَیَّ پانچ یا کے ساتھ، پس پہلی یا وہ ہے جو اس واو سے بدلی ہوئی ہے جو فعل کا عین کلمہ ہے، اور دوسری یا فعل کا لام کلمہ ہے، اور تیسری یا الف تانیث سے بدلی ہوئی ہے، اور چوتھی یا علامت نصب ہے، اور پانچوی یا متکلّم کی یا ہے۔

اَلْمَفْعُوْلُ: مَطْوِیٌّ، وَالْمَوْضِعُ: مَطْوًی، وَالْاٰلَۃُ مِطْوًی، اَلْمَجْهُوْلُ: طُوِیَ یُطْوٰی وَحُکْمُ لَامِ هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ کَحُکْمِ النَّاقِصِ وَحُکْمُ عَیْنِهِنَّ کَحُکْمِ طَوَی یَطْوِیْ فِی الَّتِی اِجْتَمَعَ فِیْهَا اِعْلَالَانِ بِتَقْدِیْرِ اِعْلَالِهَا وَفِی الَّتِی لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْهَا اِعْلَالَانِ یَکُوْنُ حُکْمُهَا اَیْضاً کَحُکْمِ طَوٰی لِلْمُتَابَعَةِ نَحْوُ: طَوِیَا وَطَاوِیَانِ.

ترجمہ: (لفیف مقرون سے) اسم مفعول مَطْوِیٌّ (آتا ہے) اور اسم ظرف مَطْوًی (آتا ہے) اور اسم آلہ مِطْوًی (آتا ہے) اور فعل مجہول طُوِیَ یُطْوٰی (آتا ہے) اور ان اشیاء کے لام کلمہ کا حکم ناقص کے حکم کے جیسے ہے، اور ان کے عین کا حکم طَوٰی یَطْوِیْ کے حکم کے جیسے ہے جس میں دو اعلال جمع ہو گئے تھے اس کے تقدیراً اعلال کی وجہ سے، اور جس میں دو اعلال جمع نہ ہوئے تھے اس کا حکم بھی طَوٰی کے حکم کے جیسے ہے، اور مبالغہ کے لیے جیسے طَوِیَا طَاوِیَانِ۔

الباب السابع فی اللفیف

لفیف کا بیان

سوال:(۱)۔ لفیف کسے کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: جس کلمے میں دو حرف علت ہوں اسے لفیف کہتے ہیں، لفیف، لَفٌّ سے بنا ہے جس کا معنی لپیٹنا ہے چوں کہ اس میں دو حروف علت پائے جاتے ہیں اس لیے اسے لفیف کہتے ہیں۔ لفیف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لفیف مفروق (فاء اور لام کلمہ حرف علت ہو)۔

(۲) لفیف مقرون (عین اور لام کلمہ حرف علت ہو)۔

لفیف مفروق کی مثال وَقٰی ہے (یہ اصل میں وَقَيَ تھا) لفیف مقرون کی مثال طَوٰي ہے (یہ اصل میں طَوَيَ تھا)۔

سوال:(۲)۔ وَقٰي يَقِي کے فاء کا حکم وَعَدَ يَعِدُ کی طرح اور لام کا حکم رَمیٰ يَرْمِي کی طرح ہے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح وَعَدَ فعل ماضی میں فاء کلمہ یعنی واؤ باقی رہتی ہے اسی طرح وَقٰی میں فاء کلمہ یعنی واؤ باقی رہے گی۔ اور جس طرح يَعِدُ فعلِ مضارع میں فاء کلمہ یعنی واؤ حذف ہوجاتا ہے اسی طرح يَقِيْ مضارع میں فاء کلمہ یعنی واؤ حذف ہوجائے گا۔ اور جس طرح رَمیٰ فعل ماضی میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہوجاتی ہے اسی طرح وَقٰی میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہوجائے گی۔

اور جس طرح يَرْمِي فعل مضارع میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مکسور ہونے اور یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ساکن ہوجاتی ہے اسی طرح يَقِي میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مکسور ہونے اور یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ساکن ہوجائے گی۔

سوال:(۳)۔ وَكَذَالِكَ حُكْمُ اَخَوَاتِهَا کا کیا، طلب ہے؟

جواب: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کہ وَقِيَ يَقِيِ "کے اسم فاعل واسم مفعول کا فاء کلمہ "وَعَدَ يَعِدُ "کے اسم فاعل ومفعول کے فاء کلمہ کی طرح برقرار رہے گا جیسے وَاعِدٌ .مَوْعُوْدٌ .وَاقٍ .مَوْقِيٌّ ۔پس ان مثالوں میں فاء کلمہ برقرار ہے اور جس طرح رَمیٰ یَرْمِي کے اسم فاعل واسم مفعول میں لام کلمہ حذف ہوجاتا ہے اسی طرح وَقیٰ یَقِیْ کے اسم فاعل اور اسمِ مفعول میں لام کلمہ حذف ہوجائے گا جیسے: وَاقٍ .مَوْقِيٌّ .رَامٍ .مَرْمِيٌّ ۔

سوال: (۴)۔ قِ امر حاضر معروف میں تعلیل کیسے ہوئی؟

جواب: قِ "تَقِيِ "سے بناتَقِي اصل میں تَوْقِيُ تھاواؤساکن علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی اسے گرادیا اور لام کلمہ یاء کو ساکن کردیا تَقِيِ ہوگیا، امر حاضر معروف بنانے کے لیے علامت مضارع کو گرادیا اور آخر سے حرف علت بھی گرگیا تو "قِ "رہ گیا۔

سوال:(۵)۔ اسم فاعل "وَاقٍ "کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: "وَاقٍ "اصل میں وَاقِيٌ "تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوگئے اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا وَاقٍ ہوگیا۔

سوال: (۶)۔ مَوْقِيٌّ کی تعلیل واضح کریں؟

جواب: یہ اصل میں مَوْقُوْيٌ (مفعول کے وزن پر) تھا واؤ اور یاء جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کردیا پھر یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا تو مَوْقِيٌّ ہوگیا۔

سوال: (۷)۔ اسم ظرف مَوْقًي اصل میں کیا تھا؟

جواب: مَوْقًي اصل میں مَوْقَيٌ تھا، یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا پھر یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے یاء کو گرادیا مَوْقًي ہوگیا۔

سوال: (۸)۔وَقَي يَقِي (فَعَلَ يَفْعِلُ)کا اسم ظرف مکسور العین مَوْقِيٌ آنا چاہیے تھا جب کہ مَوْقَىٌ آتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: اگر وَقیٰ یَقِیْ سے اسم ظرف مَوْقِيٌ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا تو تین کسرے اکٹھے ہوجاتے کیوں کہ یاء دو کسروں کے قائم قام ہے، عین کلمہ بھی مکسور ہوتا تو تین کسرے جمع ہوجاتے اس لیے اس کو مَفْعَلٌ کے وزن پر رکھا گیا۔

سوال: (۹)۔اسم آلہ مِيْقًي کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: مِيْقًي اصل میں مِوْقَيٌ (مِفْعَلٌ کے وزن پر) تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء بھی گر گئی پھر چوں کہ واؤ کا ماقبل مکسور ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدلا "مِيْقًي" ہوگیا۔

سوال: (۱۰)۔لفیف مقرون طَوٰي يَطْوِیْ میں تعلیل کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: اس میں تعلیل کا وہی حکم ہے جو ناقص میں ہے یعنی ماضی میں یاء کو الف سے بدل دیا اور مضارع میں ساکن کردیا، عین کلمہ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ اجوف کی بحث میں گزر چکی ہے کہ اس طرح دو اعلال جمع ہوجاتے ہیں۔

سوال: (۱۱)۔امر حاضر "اِطْوِ" کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: یہ مضارع حاضر سے بنا ہے تَطْوِي سے علامت مضارع تاء کو گرادیا اب پہلا حرف ساکن ہے اور عین کلمہ مکسور، لہذا شروع میں ہمزہ وصل مکسور کا اضافہ کیا اور آخر سے حرف علت کو گرادیا اِطْوِ ہوگیا۔

سوال: (۱۲)۔ اِطْوُوْا (جمع مذکر حاضر) کی تعلیل واضح کریں؟

جواب: اِطْوُوْا اصل میں اِطْوِ يُوا تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرادیا پھر پہلی واؤ کو ضمہ دیا تو اِطْوُوْا ہوگیا۔

سوال:(۱۳)۔ اِطْوِیْ (واحد مؤنث حاضر) کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: یہ اصل میں اِطْوِیْ اصل میں اِطْوِيْ (بروزن اِفْعِلِي) تھا یاء کا کسرہ گرادیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء بھی گر گئی تو اِطْوِي ہو گیا۔

ضابطہ : ناقص اور لفیف میں نون تاکید کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حرف علت اصلی اور محذوف ہے تو نون تاکید کے وقت واپس آجاتا ہے کیوں کہ اسے سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا تھا اور اب نون تاکید کی وجہ سے سکون ختم ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اِطْوِیَا میں سکون نہ ہونے کی وجہ سے حرف علت کو حذف نہیں کیا جاتا اور اس کے ماقبل کو فتحہ دیا جائے گا کیوں کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

مثالیں : اِطْوِ یَنَّ ،اُغْزُوَنَّ ،اوراِرْوَ یَنَّ۔

اگر حرف علت ضمیر کے طور پر ہو تو دیکھیں گے اگر اس کا ماقبل مفتوح ہو تو اب اسے حرکت دیں گے جیسے اِرْوَوُنَّ اوراِرْوَ یِنَّ ۔

اِرْوَوُنَّ (جمع مذکر حاضر) اِرْوَوْ تھا اوراِرْوَ یِنَّ واحد مؤنث حاضر اِرْوَي تھا جیسے ارشاد خداوندی ہے وَلَا تَنْسَوُ الْفَضْلَ میں اَلْفَضْلَ مفعول بہ کے بغیر یہ لَا تَنْسَوْا ہے حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے اسے حرکت دی۔

اگر حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح نہ ہو تو اسے حذف کر دیا جائے گا کیوں کہ اس کا ماقبل خفیف نہیں جیسے اِطْوُنَّ جو اِطْوُوْ تھا، نون تاکید کے وقت واؤ ضمیر کو حذف کر دیا۔

اگرچہ یہ علامت ہے اور اس کو حذف کرنا صحیح نہیں لیکن جب اس پر دلالت کرنے والی کوئی چیز ہو تو حذف کر سکتے ہیں یہاں اس کے ماقبل حرف کا ضمہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ اُغْزُو الْقَوْمَ میں بھی اتصال کی وجہ سے واؤ ضمیر کو حذف کیا گیا اصل میں اُغْزُوْا تھا اسی طرح یا اِمْرَأَةُ اُغْزِیْ الْقَومَ ،یہاں یاء لکھنے میں آئے گی اور پڑھنے میں نہیں آئے گی۔

سوال:(۱۴)۔ اسم فاعل طَاوٍ (اصل میں طَاوِيٌ تھا) میں واؤ میں تعلیل کر کے اسے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ میں کیا گیا؟

جواب: چوں کہ اسم فاعل طَاوٍ کی اصل فعل ماضی طَوِيَ میں واؤ کو الف سے نہیں بدلا گیا ہے اس لیے طَویٰ کی اتباع میں طَاوِیٌ کی واؤ کو بھی ہمزہ سے نہیں بدلا گیا اور طَاوٍ کی تعلیل وَاقٍ کی طرح ہوگی۔

سوال:(۱۵)۔ اَلرَّيُّ سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: یہاں صفت مشبہ آتا ہے اور وہ فَعْلَانٌ کے وزن پر رَ یَّانٌ ہے (جو اصل میں رَ يْيَانٌ ہے) واحد مؤنث رَ يَّا (بروزن فَعْلٰی) آتی ہے۔

سوال:(۱۶)۔ رَ یَّانٌ کی اصل کیا ہے؟

جواب: اصل میں یہ رَوْ یَانٌ تھا واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا۔

سوال:(۱۷)۔ جمع مذکر رِوَاءٌ میں واؤ کو یاء سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے سِوَاطٌ کی واؤ کو بدل کر سِيَاطٌ بنایا گیا؟

جواب اس طرح دو تعلیلیں جمع ہو جاتیں ایک عین کلمہ واؤ کو یاء سے بدلنا اور دوسرا لام کلمہ یاء کو ہمزہ سے بدلنا اس لیے صرف لام کلمہ میں تعلیل ہوئی۔

سوال:(۱۸)۔ اسم فاعل تثنیہ مؤنث کو نصب و جر کی حالت میں کیسے پڑھتے ہیں؟

جواب: یہاں نصب و جر کی حالت میں یاء چار بار آتی ہے جیسے رَ يَّيَيْنِ جیسے عَطْشَيَيْنِ

سوال:(۱۹)۔ اگر تثنیہ کے صیغے کو یائے متکلّم کی مضاف کیا جائے تو کیسے پڑھتے ہیں؟

جواب: اس صورت میں یاء پانچ بار آتی ہے اور یوں پڑھتے ہیں رَ يَّيَيَّ پہلی یاء عین کلمہ واؤ سے بدلی ہوئی ہے، دوسری یاء لام کلمہ ہے، تیسری تانیث کے الف سے بدل کر آئی ہے، چوتھی علامت نصب ہے اور پانچویں یائے متکلّم ہے۔

سوال:(۲۰)۔اسم مفعول مَطْوِيٌّ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب:اصل میں مَطْوُوْيٌ تھاواؤاور یاءجمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاءسے بدل کرادغام کیااور ماقبل کو کسرہ دیامَطْوِيٌّ ہوگیا۔

نوٹ:یہاں اسم مفعول اسم ظرف اور اسم آلہ وغیرہ کے لام کاحکم وہی ہے جو ناقص کے لام کلمہ کا ہے اور عین کلمہ کا حکم وہی ہے جو ان کے ماضی اور مضارع طَوٰي يَطْوِي کا ہے جہاں دو اعلال جمع ہوں تو واؤ کو نہیں بدلیں گے ۔اور جہاں دو اعلال جمع نہیں ہوتے مثلًا طَوَيَا اور طَاوِيَانِ وغیرہ تو وہاں واؤ میں تعلیل ہو سکتی ہے لیکن طَوٰي کی اتباع میں تعلیل نہیں کرے۔

تعارف مترجم ایک نظر میں

(بقلم خود)

نام ونسب: محمد گل ریز بن امیر دولھا بن وزیر خاں بن عجب خاں۔
وطن: مدناپور، پوسٹ شیش گڑھ، بہیڑی، بریلی شریف یوپی۔
تاریخ پیدائش: ۱۰/ نومبر ۱۹۹۰ بروز ہفتہ

جن مدارس میں تعلیم حاصل کی

(۱)۔دار العلوم غریب نواز مدناپور (پرائمری درجات)
(۲)۔مدرسہ اشرف العلوم شیش گڑھ، رام پور (درجۂ حفظ)
(۳)۔مدرسہ رہبر اسلام، شیش گڑھ، رام پور (دور، حفظ)
(۴)۔مدرسہ عالیہ نعمانیہ غریب نواز شیش گڑھ، رام پور (درجۂ اعدادیہ)
(۵)۔مدرسہ الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی شریف (درجۂ اولیٰ، ثانیہ)
(۶)۔دار العلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی یوپی (درجۂ ثالثہ، رابعہ)
(۷)۔ دار العلوم اہل سنت الجامعۃ الاشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ (خامسہ، سادسہ، سابعہ، فضیلت، تحقیق فی الادب ومشق افتاء)
(۸)۔جامعہ سعدیہ کاسرکوڈ کیرالا (ڈپلومہ عربی ایک سال)

فراغت: دار العلوم اہل سنت الجامعۃ الاشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ یکم جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲/ مارچ ۲۰۱۵ء بروز اتوار

اسناد:

(۱) مولوی
(۲) عالم
(۳) کامل (مدرسہ تعلیمی بورڈ اتر پردیش)

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی:

(۱)-ایک سالہ کمپیوٹر کورس

(۲)-عربی ڈپلومہ کورس دو سالہ

(۳)-اردو ڈپلومہ کورس ایک سالہ

(۴)-انٹر، ہندی)

(۵)۔بی اے کامل۔

تدریسی خدمات:

(۱)۔مدرسہ بشیر العلوم بھوج پور، مرادآباد یوپی (ایک سال)

(۲)۔جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور (مہاراشٹر) تاحال

شرف بیعت:

پیر طریقت رہبر شریعت قاضی القضاۃ فی الھند حضور اختر رضا خاں صاحب قبلہ الملقب بہ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ، بریلی شریف۔

مدرسہ اشرف العلوم، رہبر اسلام، عالیہ نعمانیہ کے اساتذۂ کرام

(۱)۔حافظ اقبال صاحب اہرو۔

(۲)۔حافظ عبد الواحد لکھا۔

(۳)۔حافظ عبد القدیر، شیش گڑھ۔

(۴)۔حافظ، مجاہد صاحب شیش گڑھ۔

(۵)۔حضرت علامہ مولانا توفیق احمد نعیمی، شیش گڑھ۔

(۶)۔حضرت علامہ مولانا نور محمد صاحب پریوا۔

(۷)۔حضرت علامہ مولانا عبد الحلیم صاحب بھکاری پور پیلی بھیت۔

(۸)۔حضرت علامہ مولانا عرفان صاحب بلاس پور۔

(۹)۔حضرت قاری شریف صاحب، بلاس پور۔

الجامعۃ القادریہ رچھا (بریلی شریف) کے اساتذۂ کرام

(۱)۔حضرت علامہ مولانا عاقل صاحب قبلہ، مرادآباد۔

(۲)۔ حضرت علامہ مولانا جلیس احمد صاحب مرادآباد۔
(۳)۔ حضرت علامہ مولانا اثیر الدین صاحب، شیش گڑھ، رام پور۔
(۴)۔ حضرت علامہ مولانا شمس صاحب منصور پور، رام پور۔
(۵)۔ حضرت علامہ مولانا عمر صاحب بریلی۔
(۶)۔ حضرت علامہ مولانا نفیس احمد صاحب مرادآباد۔

دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کے اساتذۂ کرام

(۱)۔ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین صاحب۔
(۲)۔ حضرت علامہ مولانا نظام الدین صاحب مصباحی۔
(۳)۔ حضرت علامہ مولانا محب احمد صاحب علیمی۔
(۴)۔ حضرت علامہ مولانا حبیب احمد مصباحی۔
(۵)۔ حضرت علامہ مولانا امید علی صاحب، بستی۔
(۶)۔ حضرت علامہ مولانا احمد رضا بغدادی۔
(۷)۔ حضرت علامہ مولانا معراج احمد بغدادی۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے اساتذۂ کرام۔

(۱)۔ خیر الاذکیاء حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب۔
(۲)۔ محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین مصباحی صاحب۔
(۳)۔ شیخ الادب حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب۔
(۴)۔ ماہر حدیث حضرت علامہ مولانا صدر الوری مصباحی صاحب۔
(۵)۔ ماہر علم وفن حضرت علامہ مولانا ناظم علی مصباحی صاحب۔
(۶)۔ حضرت علامہ مولانا مفتی معراج صاحب مصباحی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۷)۔ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا نصیر الدین مصباحی صاحب
(۸)۔ حضرت علامہ مولانا ساجد علی مصباحی صاحب۔
(۹)۔ حضرت علامہ مولانا مفتی بدر عالم مصباحی صاحب۔
(۱۰)۔ حضرت علامہ مولانا عبد الحق مصباحی صاحب۔

(۱۱)۔ حضرت علامہ مولانا مفتی نسیم مصباحی صاحب۔
(۱۲)۔ حضرت علامہ مولانا حبیب اللہ مصباحی ازہری صاحب۔
(۱۳)۔ حضرت علامہ مولانا عبد اللہ مصباحی ازہری صاحب۔
(۱۴)۔ حضرت علامہ مولانا مفتی شمس الہدی مصباحی صاحب۔
(۱۵)۔ حضرت علامہ مولانا اسرار مصباحی صاحب (بابا)۔
(۱۶)۔ حضرت علامہ مولانا اختر کمال مصباحی صاحب۔
(۱۷)۔ حضرت علامہ مولانا دستگیر مصباحی صاحب۔

جامعہ سعدیہ عربیہ کاسر کوڈ کیرلا کے اساتذۂ کرام

(۱)۔ حضرت علامہ مولانا عبد اللطیف سعدی شافعی صاحب۔
(۲)۔ حضرت علامہ مولانا عبید صاحب شافعی۔
(۳)۔ حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی صاحب قبلہ۔
(۴)۔ حضرت علامہ مولانا محمود عالم صاحب۔

قلمی خدمات

(۱)۔مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ اول (مطبوع)
(۲)۔مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ دوم (مطبوع)
(۳)۔مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ سوم (مطبوع)
(۴)۔ مصباح العربیہ شرح منھاج العربیہ چہارم (غیر مطبوع)
(۵)۔ مصباح العربیہ شرح منھاج العربیہ پنجم (غیر مبطوع)
(۶)۔مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ اول (مطبوع)
(۷)۔مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ دوم (مطبوع)
(۸)۔ مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ سوم۔ (غیر مطبوع)
(۹)۔مصباح الطالبین ترجمہ منہاج العابدین (مطبوع)
(۱۰)۔علم صرف کے آسان قواعد (مطبوع)

(۱۱)۔اہم تراکیب اور ان کا حل (غیر مطبوع)
(۱۲)۔نحوی سوال وجواب (غیر مطبوع)
(۱۳)۔مفتاح الانشاء شرح مصباح الانشاء اول (مطبوع)
(۱۴)۔مفتاح الانشاء شرح مصباح الانشاء دوم (مطبوع)
(۱۵)۔روزمرہ کے شرعی مسائل (غیر مطبوع)
(۱۶)۔معارف الادب شرح مجانی الادب (مطبوع)
(۱۷)۔روضۃ الادب شرح فیض الادب اول (مطبوع)
(۱۸)۔حیات خضر علیہ السلام (مطبوع)
(۱۹)۔مختصر عربی حکایات اور لطیفے۔
(۲۰)۔ترجمہ کیسے کریں۔
(۲۱)۔مصباح النحو شرح خلاصۃ النحو اول
(۲۲)۔مصباح النحو شرح خلاصۃ النحو دوم۔
(۲۳)۔انوار العرب شرح ازھار العرب۔
(۲۴)۔مصباح النجاح شرح مراح الارواح
(۲۵)۔روضۃ الادب شرح فیض الادب دوم۔
(۲۶)۔مصباح المصادر شرح تسہیل المصادر
(۲۷)۔لغات القرآن۔
(۲۸)۔لغت گل، عربی اردو، انگلش۔
(۲۹)۔المکاشفۃ العربیہ شرح المحادثۃ العربیہ۔
(۳۰)۔ہدایہ اولین سوالات درجہ رابعہ۔
(۳۱)۔ہدایہ اولین سوالات درجہ خامسہ۔
(۳۲)۔ہدایہ آخرین سوالات درجہ سادسہ۔
(۳۳)۔ہدایۃ النحو سوالا جوابا
(۳۴)۔اصول الشاشی سوالا جوابا
(۳۵)۔الطریقۃ السہلۃ، مترجم

اور ان کے علاوہ کچھ کتابوں پر کام جاری ہے۔

محمد گل ریز رضا مصباحی مدناپوری بریلی شریف یوپی

Mob:+918057889427.+916397521190

۱۵/ نومبر ۲۰۲۱ پیر شریف

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ .ﷺ

Misbahun Najah
Sharah Marahul Arwah

مصنف کی دیگر قلمی کاوشیں

- مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ اوّل
- مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ دوم
- مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ سوم
- مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ چہارم
- مصباح العربیہ شرح منہاج العربیہ پنجم
- مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ اوّل
- مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ دوم
- مشکوۃ العربیہ شرح مفتاح العربیہ سوم
- مصباح الطالبین ترجمہ منہاج العابدین
- علم صرف کے آسان قواعد
- اہم تراکیب اوران کا حل
- نحوی سوال وجواب
- مفتاح الانشاء شرح مصباح الانشاء اوّل
- مفتاح الانشاء شرح مصباح الانشاء دوم
- روزمرّہ کے شرعی مسائل
- معارف الادب شرح مجانی الادب
- روضۃ الادب شرح فیض الادب
- حیاتِ خضر علیہ السلام
- مختصر عربی حکایات اور چٹکلے
- ترجمہ کیسے کریں۔
- مصباح النحو شرح خلاصۃ النحو اوّل
- مصباح النحو شرح خلاصۃ النحو دوم
- انوار العرب شرح ازہار العرب
- مراح الارواح سوالاً جواباً
- روضۃ الادب شرح فیض الادب دوم
- مصباح المصادر شرح تسہیل المصادر
- مصباح العرفان فی حل صیغ القرآن
- لغت گل، عربی، اردو، انگلش
- مصباح الصرف شرح میزان الصرف

اوران کے علاوہ کچھ کتابوں پر کام جاری ہے

محمد گل ریز رضا مصباحی
مدناپوری، بریلی شریف